شاہنامہ اردو



مطبع نامی لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر نامہ حمد خداے کریم — کہ ہی کردگار غفور رحیم
کبھی دے فریدون کو وہ دستگاہ — کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
جن و دیو و انسان و حور و پری — مہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست — زبردست دنیا مین ہی زیردست
عجب اسکی قدرت عجب شان ہی — عیان اوسپہ سب اسنے پنہان ہی
بھرے دم حباب اسکا دریا مین ہان — رکھے موج ذکر اسکا ورد زبان
چمن مین کیا سرو کو سرفراز — بہار و خزان سے ہوا بے نیاز
خداوند کون و مکان ہی وہی — نگہدار خلق و جہان ہی وہی
اگر وہ نہ یہ قوت و زور دے — تو پھر رستمی کوئی کیا کر سکے
توانا ہی وہ آپ اور زورمند — قوی ہی خداوند پست و بلند
گدا و شہ آسکے ہین فرمان پذیر — وہ سب کا ہی یاری وہ دستگیر
بلندی دہ خسروان ہی وہی — شہی بخش شاہنشہان ہی وہی
کبھی ناتوانون کو بخشے وہ زور — سلیمان کو گاہی کرے مثل مور
کیے اسنے قدرت سے پیدا تمام — نہان تھے ہوی سو ہویدا تمام
بلند اسنے چرخ برین کو کیا — فراخ اسنے یکسر زمین کو کیا
پرستار اوسکا ہی ہر اک مدام — کرین ذکر اسکا سبھی خاص و عام
کیا اسنے آراستہ باغ دہر — عنایت سے اسکی ہی گل شاد بہر
جہاندار ہی پاک پروردگار — پرستار اسکے ہین سب تاجدار
دلیرون کو اسنے کیا ہی دلیر — کیا نرہ شیرون کو اسنے ہی شیر
گدا کو وہ چاہے تو دے خسروی — ضعیفون کو دم مین وہ کردے قوی
وہ بخشے جسے عزت و افتخار — توہی تاب کسکی کرے پھر جو خوار
تو ای منشی اسکی ہی کر التجا — کہ شاہ و گدا کا ہی حاجت روا
جو درگاہ مین آسکی ہو ہر زمان — تضرع کنان اور مناجات خوان

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالی

مین افتادہ یارب سر خاک ہون — ستمدیدہ دور افلاک ہون
یہ پھرتا نہین بخت برگشتہ آہ — رکھے ہی یہ سرگشتہ شام و پگاہ
نگاہ کرم مجھپہ کر یا خدا — مجھے بند رنج و الم سے چھڑا
دکھا اب بہار گل آرزو — پلا مجھکو جام مل آرزو
گنہ بخش میرے کہ مین بندہ ہون — پرستندہ ہون اور سرافگندہ ہون
ستاتی ہی اب گردش روزگار — مجھے خوار رکھے ہی لیل و نہار
نہین ہی کوئی اور فریادرس — توہی دادخواہون کا بس دادرس
ذرا کر تر و تازہ باغ مراد — مرا کر تو روشن چراغ مراد
گنہگار ہون اور عصیان شعار — ولے توہی غفار آمرزگار
مجھے اپنے در کے سوا اور در — دکھا مت تو ای داور دادگر

نہین اور کچھ خواہش دل یہان / ولیکن تمنا ہی یہ ہر زمان
کہ منت کش غیر ہرگز نہون / ترا ایک ممنون احسان رہون
نہ درگاہ سے اپنی رکھ نامراد / تو بر لا مراد اور کر مجھکو شاد
جہان مین نہ کر کہ دل پریشان مجھے / نکر فکر روزی سے حیران مجھے
شبستان دل کو مرے نور بہ / چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینہ فیض سے / تو دے دانش و گوہر عقل دے
مری طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ / معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اب دستگاہ سخن / شتابی دکھا مجھکو راہ سخن
مرے خامہ کو کر تو گوہر فشان / زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری اب دعا ہو قبول / بحق محمد طفیل بتول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر از مشک و عنبر نہو کیون دہان / شاہی محمد ہو ورد زبان
وہ ختم رسل سرور نامور / فلک جسکے آگے جھکاتا ہی سر
سر سروران ہی وہ عالیجناب / سپہر نبوت کا ہی آفتاب
جہان جسکے دین سے ہی روشن تمام / سما نور اوسکا ہی داغی غلام
سر سروران احمد مجتبیٰ / رسول خدا سید انبیا
خرد مند دانشور و بے نظیر / بیان سے وہ مہر روشن ضمیر
سحاب سخا و محیط کرم / یم جود و خورشید خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال / وہ سرو سرفراز باغ کمال
فروغ جہان نور ایمان و دین / وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروز جزا / کشائندہ عقدہ مدعا
فرازندہ رایت سروری / درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہی خاص خاصان پروردگار / کہ جسنے کیا دین کو استوار
قدم اُسنے معراج پہ جب رکھا / تو پایہ بڑہا اور معراج کا
سپہر برین کے نہ جو خوش نصیب / ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب
میسر ہوا جبکہ قرب حضور / نظر اُسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہین جسکو اہل یقین / منور ہی جس سے زمان و زمین
یہ بخشا اوسے پایگاہ رفیع / ہوے جسکے شاہان عالم مطیع
گرامی و اشرف ہی انسان مین / غرض اُسکی لولاک ہی شان مین
کرون اُسکے اصحاب کا اب بیان / کہ ہین صاحب عزت و فخر شان
ابوبکر و عثمان والا گہر / عمر اور علی اور وہ شہ نامور
کرے اب جو انصاف کا کچھ بیان / نہ طاقت قلم مین نہ تاب زبان
کرون مین سخن کو بس اب مختصر / یہ ہی عرض میری کہ شام و سحر
معین اور یاور ہو یا مصطفیٰ / مرے دل کے بر لاؤ تم مدعا
گنہگار ہون مین بروز حساب / مری کیجیو تم شفاعت شتاب
یہ تیغشی تمہارا ہی کستر غلام / کرم اوسپہ اپنا رکھو صبح و شام
لکھا ای خامہ اب مدح شاہ جہان / شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو نصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر / خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج مہی / گرامی دُر دُرج شاہنشہی
ہمایون خصائل شہ نامور / خجستہ شمائل فرشتہ سیر
جہانبان و دین پرور و حق پژوہ / حقائق شناس شاہ والا شکوہ
محبت رکھے ہی وہ درویش سے / مودت ہی اُسکو وفا کیش سے
شناور ہی دریاے عرفان کا / دل اُسکا ہی مثل گہر پر صفا
حقیقت کرون علم کی کیا بیان / نہین اُسکے ہمسنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق و ہمت بلند / مروت مین یکتا شہ ارجمند
خدیو زمان شاہ عالی وقار / شہ دادگر خسرو نامدار
جہان پرور و کام بخش جہان / سر سرفرازان کس و بیکسان
در دولت شاہ عالم پناہ / فقیر و غنی کا ہی امیدگاہ
نہ ہے کام یان ہر کسی کا شتاب / یہان آکے ہر کوئی ہو کامیاب
یہ وہ بارگہ ہی کہ امیدوار / نہ محروم یان سے گیا زینہار
سخاوت مین دیکھا تو بحر سحاب / حضور اُسکے خجلت سے ہی غرق آب
کف جود سلطان والا گہر / گہر بار رہتا ہی شام و سحر
اگرچہ ہو فرمانبرون سے خطا / کرے عفو از رو لطف عطا
جہان سرکشان ہین سجدہ کنان / وہ ہی آستان خدیو زمان
جھکایا یہان جو سر انکسار / تو چرخ برین نے یہ پایا وقار

نہ یہ رتبۂ شمس ہوتا کبھی / اوٹھاتا نہ گر اوسکی سوچ لکھی
کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ / الٰہی سدا اسکا ہی رخشندہ ماہ
عطارد ہی منشی جہاندار کا / سپاہی ہی مریخ سرکار کا
جو یان مشتری گرم طاعت ہوئی / تو اسکو میسر سعادت ہوئی
نہ کیونکہ ہو زہرہ کا یان فخر شان / کہ ہی نغمہ سنجان مین چاکر یہان
زحل نے اطاعت جو کی اختیار / تو پایا فلک پر بڑا اعتبار
بلطف شہنشاہ عالی جناب / فقط داستان ہی نہین کامیاب
جو دشمن بھی ہون آنکر عذر خواہ / کرے اپنا احسان شہ دین پناہ
شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار / نہین تاب کلک زبان زینہار
کرے جو بیان وصف شاہ زمن / دعا پر ہی ناچار ختم سخن
یہ منشی کی ہی آرزو ہر زمان / یہی ہی دعا اسکی ورد زبان
کہ یارب شہنشاہ شادان رہے / ترا لطف دائم نگہبان رہے
رہے اسکی شمشیر کشورستان / تہ خاک و خون ہو سر دشمنان
جہاندار اکبر بہ نیروے بخت / ہمیشہ جہان مین ہو با تاج و تخت

عزیزان معنی شناس ایک روز / کہ تھا مثل نور و بہجت فروز

سبب تالیف کتاب

بہم محفل آراستے ہنگام شب / مہیا تھے سامان عیش و طرب
وہ مجلس تھی رشک بہار چمن / ہر ایک لحظہ تھا ذکر شعر و سخن
تواریخ کا بھی جو مذکور تھا / تو پھر ہر کسی نے بیان یون کیا
کہ ہی شاہنامہ تماشا کتاب / عجب نظم دلکش ہی با آب و تاب
وے ہر کسی کو میسر نہین / یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین
توکل کہ مرد سخن سنج تھا / کیا ترجمہ اسنے شہنامہ کا
لکھا نثر مین نسخۂ مختصر / کہ احوال معلوم ہو سر بسر
یہ شمشیرخانی وہ موسوم ہی / تمام اسمین احوال مرقوم ہی
یہ سنکر برادر مرے مہربان / سخن فہم و دانشور نکتہ دان
کہ زور آور انکا جہان مین ہی نام / بخلق پسندیدہ مشہور عام
یہ بولے کہ ای منشی اس نامے کو / تم اب ریختے کی زبان مین لکھو
کرو نظم ترتیب با آب و تاب / بنام شہنشاہ گردون جناب
وہ سلطان کہ ہی تاج شاہنشہان / وہ خاقان کہ ہی خسرو خسروان
چراغ شبستان سلطان بسر / جہاندار بخشندۂ لعل و زر
خدا نے جسے شاہ اکبر کیا / خداوند اورنگ و افسر کیا
سنا یہ سخن جب تو با صد طرب / وہین کرکے شمشیرخانی طلب
ہوا مین دل و جان سے مصروف کار / لکھی نظم یہ دلکش و آبدار
بجز فکر اشعار شام و سحر / نہ تھی مجھکو زنہار فکر دگر
معانی شناسان فرخ نہاد / سخن آشنایان بادین و داد
ہوے سنکے اس نظم کو شادکام / رہ منصفی سے یہ بولے تمام
کہ واللہ یہ نامۂ دلپذیر / بہت خوب ہی بلکہ ہی بینظیر
بجا ہی جو ہون ایسے گوہر نثار / کہ ہی یہ بنام شہ نامدار
مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا / کیا فکر تب سال تاریخ کا
تو پھر ہاتف غیب نے صبحدم / کیا قصۂ خسروان عجم
۱۲۳۰ھ

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیوسار

سخنگو ہی روشندل و ہوشمند / یہ کہتا ہی زیر سپہر بلند
ہوا پہلے جو کوئی کشور کشا / شہ دادگستر کیومرث تھا
سدا کوہ مین تھا وہ سکنی گزین / بجز چرم پوشاک تھی کچھ نہین
سیامک تھا اوس شاہ کا اک پسر / خرد مند مثل پدر نامور
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا / ارادہ اسے اس سے تھا جنگ کا
غرض بچہ اس دیو کا ایکبار / پدر سے لگا کہنے اے نامدار
یہ ہی عرض میری کہ جو حکم ہو / تو جاؤن کیومرث کی جنگ کو
سنا اسنے جب یہ بیان پسر / تو دیوؤن کی فوج اسکے ہمراہ کر
کیا اسکو وہین روان سوے شاہ / کہ تا ہو کیومرث سے کینہ خواہ
سیامک نے جس دم سنی یہ خبر / کیا عرض جاکر حضور پدر
کہ اب حکم کا ہون مین امیدوار / جو ہو حکم جاؤن پئے کارزار
کیومرث نے اسکو رخصت کیا / بہت اسکے ہمراہ لشکر کیا
ہو وہ بادشہ زادۂ جنگ جو / ہوا بچۂ دیو کے روبرو
تو بھڑ ہاتھ سے بچۂ دیو کے / نہ ہرگز ہوئی پھر رسائی اسے

سیامک ہوا رزمگہ میں ہلاک / ملا جسم اسکا تہ خون و خاک
یکایک جو لشکر نے کھائی شکست / سپہر برین نے کیا اسکو پست
حضور کیومرث آئے دوان / ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
سیامک کا یکسال ماتم رہا / دل و جان کو اپنے پر غم رکھا
سنی بعد اسکے اک آواز غیب / ہوا شاہ کو یہ عیان لاریب
کہ بس اب صبوری کو کر اختیار / زیادہ نہ ہو نوحہ گر زینہار
ذرا رکھ تو دل کو قرین خوشی / کہ اب جا کے دیوون پہ لشکر کشی
مظفر تو ہوگا بفضل آلہ / دلیرانہ دیوون سے ہو کینہ خواہ
زمین دیو ناپاک سے پاک کر / رخ دیو سرکش تہ خاک کر
کیومرث نے جب سنی یہ ندا / تو ہو شاد ماتم کدہ سے اوٹھا
کیا اپنی آراستہ فوج کو / ہوا ساتھ دیوون کے پھر جنگجو
سیامک کا اک پور ہوشنگ تھا / کہ سرتاپا ہوش و فرہنگ تھا
دلیر و ہنرمند و اہل تمیز / کیومرث کا جان و دل سے عزیز
کیا شاہ نے اوسکو سردار فوج / روانہ ہوا پھر وہ مانند موج
درندا و چرندا و ہر جانور / سدا اسکے تھے مطیع شہ نامور
کیومرث کے ساتھ سب دام و دد / روانہ ہوئے واں سے بہر مدد
جو پہونچا وہ لشکر تو وہ دیو بھی / ہوا آکے شہ کے مقابل تبھی
پئے رزم شاہنشہ نامدار / وہ لایا بہت لشکر دیو سار
ہوا گرم بازار رزم و ستیز / ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز
زبس گرم کین ہر دلاور ہوا / تو مغلوب دیوون کا لشکر ہوا
ہوئے دیو عاجز دد و دام سے / خفا زندگی کے ہوئے نام سے
ہزاروں ہوئے کشتہ و خستہ بس / رہی جنگ کی پھر نہ جی میں ہوس
کیومرث کے ہاتھ سے دیو سار / ہوا کشتۂ خنجر آبدار
غرض دیو اور بچۂ دیو بھی / ہوئے قتل اور اوسکا لشکر سبھی
کیومرث کی فتح شامل ہوئی / تمنائے دل اسکی حاصل ہوئی
کیومرث شاہ خجستہ خصال / جہان مین رہا حکمران سی سال
بفرخندہ فالی ہوا بعد ازان / وہ ہوشنگ فرمانروائے جہان

احوال سلطنت ہوشنگ

ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت / بصد فرخی مالک تاج و تخت
جہان پروری اسنے کی اختیار / کیا عدل و انصاف لیل و نہار
جہان داد سے اسکی آباد تھا / نہ تھا نام غم کا ہر اک شاد تھا
کیا اور یہ کام فرہنگ سے / کہ آتش نمودار کی سنگ سے
جب آیا یہی نور پیش نظر / تو شاہ جہاندار فرخ سیر
سپاس خداوند لایا بجا / یہ ارشاد تاکید سے پھر کیا
کہ آتش ہے نور الٰہی تمام / کرے خلق آتش پرستی تمام
جہاندار نے پھر بآئین نیک / کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
سو شہر لایا وہی آب جو / بآئین دلچسپ و طرز نکو
[illegible] و غیر برگ شجر / شہ پوشاک تھی [illegible] مشتہر
نشان اسنے دی رسم نان طعام / دل مردمان کو کیا شادکام
سمور اور سنجاب و در پوستین / کیے اسنے پیدا بروی زمین
جہان مین یہ آہنگری کا ہنر / کیا اسنے ظاہر نہ تھا پیشتر
چہل سال با داد و دانش رہا / جہاندار ہوشنگ فرمانروا
جو عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان / ہوا شاہ طہمورث شاہ جہان

در بیان احوال سلطنت طہمورث

وہ طہمورث شاہنشہ ارجمند / جسے خلق و عالم کہے دیو بند
رعیت نواز اور تھا دادگر / نہ تھا کام جز داد شام و سحر
تمنائے خاطر تھی بہبود خلق / مراد دل بادشہ سود خلق
جو تھے عہد مین اسکے دانشوران / یہ اُنسے لگا کہنے شاہ جہان
کہ تدبیر ایسی کرے کوئی اب / کہ ہو منفعت خلق کو روز و شب
پھر آغاز وان پشم بافی ہوئی / کہ پوشاک مردم کو کافی ہوئی
سیہ گوش اور یوز و شاہین و باز / بعہد شہنشاہ گردون فراز
ہوئے سب گرفتار دام اگر / وہ سیکھے شکار افگنی سربسر
شہ خلق پرور کا تھا اک وزیر / خردمند دانا و روشن ضمیر
وہ قید ایک ان کرکے اک دیو کو / لے آیا حضور شہ نامجو
وہین دیو غیرت مین آئے تمام / کیا عزم رزم شہ نیکنام
فراہم ہوئے وہ پئے جنگ شاہ / اودھر سے ہوا شاہ بھی کینہ خواہ
جو سرکردہ دیوون کی تھا فوج کا / سو اوس دیو سرکش کا غو نام تھا
صف آرا ادھر تھے وہ خونخوار دیو / اودھر تھے دلیران کیہان خدیو

ہم جنگجو ہردو لشکر ہوئے
ہزاروں جدا ہر سے واں سر ہوئے

بہت گرز تو ڑا سر کینہ خواہ
دکھائی عدم کی وہیں اسکو راہ

پھر انز نگہ سے جو ہو فتحیاب
کیا حکم تب شاہ نے یوں شتاب

اگر ہووے جان بخشی ای تاجور
تو سکھلاویں ہم ایک طرفہ ہنر

شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہیں
وہ حرفونکا پڑھنا بتایا ہمیں

وہ نحو شاہ کے جب مقابل ہوا
تو نحو کا شہنشاہ وہ قاتل ہوا

رہے زندہ میدان میں جو اوس دیو
انہیں قید کر لیا وہ خدیو

کرو قتل دیوونکو یکدست اب
لگے کہنے دیوان خونخوار تب

پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس

شہنشہ نے سی سال کی داوری
رہے اسکے محکوم دیو و پری

بیان احوال سلطنت جمشید

پسر تھا جو جمشید طہمورث کا
ہوا بعد اسکے وہ فرمانروا

جہاندار جمشید عالی وقار
خرد مند دانشور و ہوشیار

دلیر و قوی زور آفاق گیر
ہر اک شاہ تھا اُسکا فرمان پذیر

بیاں ہے فزوں اُسکا جاہ و حشم
سدا خلق پر اُسکا لطف و کرم

فن پارچہ بافی و کشتکار
کیا شاہ جمشید نے آشکار

ہوا عہد میں اسکے پیدا یہ سب
ہوئے اس جہاں میں ہویدا یہ سب

کیا شہ نے مردم کو مسکن گزیں
ہوا ہر کوئی ہر مکاں میں مکیں

کہ اب اس مکاں میں زراعت کرو
نہ بے شغل بیکار ہرگز رہو

سکھائی یہاں مردماں کو تمام
لگے کرنے سب عمارت کا کام

وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ
بنائے گزیں وہ بلند و فراخ

بہت دلکشا اور بہت استوار
سراپا لطافت سراپا بہار

اور اُسپر تخت پہ بیٹھتا تھا مدام
رہے تھا سدا خرم و شاد کام

غرض دیو بھی دوش پہ لیکے تخت
جہاں چاہتا وہ شہ نیکبخت

شہنشہ نے کشتی بھی طیار کی
محیط جہاں میں یہ پہلے تھی

جب آتا یہ نوروز عشرت قریں
تب اک جشن ترتیب کرتا وہیں

جن و انس دیو و پری کو تمام
کہ بخشا تھا خسرو نے اک نام

رہی خلق آسودہ و بے خطر
بہت خرم و شاد شام و سحر

نتھا کوئی رنجور اُس دور میں
رہے مرگ بھی دور اُس دور میں

تو شہ سے ہوئی دور دانش و فور
ہوا شاہ کے دل میں پیدا غرور

تو آیا وہیں دل میں جمشید کے
کہ ہمسر ہوں میں ماہ خورشید کے

اکابر جو تھے انکو کرکے طلب
یہ جمشید لایا زباں پر کہ اب

خداوند اورنگ افسر ہوں میں
جہاندار بخشندہ زر ہوں میں

خور و خواب و آرام اہل جہاں
یہ جمعیت خاطر مردماں

جہاں میں ہوا مجھسے پیدا ہنر
نہیں کوئی مجھسا شہ نامور

خداوند اورنگ شاہنشہی
سپہدار اقلیم فرماندہی

شجاعت بہت خوب ہمت بلند
اور اقبال دولت سے تھا ارجمند

ہنرمند و آگاہ دل ذو فنون
فراست سے ہر چیز کا رہنموں

فزوں خز و دیبا و پشمینہ کتاں
زرہ جوشن و تیغ و برگستواں

زراعت کے قابل زمیں تھی جہاں
سوا اُسکے جس جا تھا آب رواں

سزاوار ہر شخص کے ہر مکاں
دیا اور کیا حکم یہ بعد ازاں

یہ دیوونکو ارشاد میروان کیا
انہیں ہنر و نقشہ مکانات کا

ہوا جبکہ حکم شہ نامدار
ہوئے دیو تب وہیں مشغول کار

بنائے گچ و خشت اور سنگ سے
طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے

پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا
بیاقوت و گوہر مزین کیا

کبھی حکم کرتا وہ یوں دیو کو
پری رو ہوا تخت کو لے چلو

پہونچتا وہاں ایکدم میں بشوق
تھا دل میں اندیشہ و تخت فوق

سر سال کا تھی جو نوروز نام
سوا اسکا تھی یہ جو عید ذوالکرام

مہیا وہ نغمہ ہوتا وہاں
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہاں

بعیش و طرب ہفتصد سال تک
رہا حکمراں شاہ زیر فلک

نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا
کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا

جو گذرے برس سات سو اس طرح
کیا ہے بیاں میں نے یاں جس طرح

یکایک جو اپنی طرف کی نظر
کہ جاہ و حشم ہے مرا اس قدر

بجاہ و حشم زیر چرخ بریں
برابر کوئی اپنے دیکھا نہیں

بتاؤ کہ دنیا میں ہے کوئی شاہ
کہ جسکا برابر مرے ہو وہ جاہ

جہاں کو کیا میں نے آراستہ
جہاں سے ہوا رنج برخاستہ

نشاط و خوشی نغمہ و جام و مے
مرے ہی سبب سے ہے ہر ایک شے

سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن
لگے کہنے دانشوران زمن

کہ بس تو ہی بخشندہ و دادگر
نہین اور تجھسا کوئی تاجور
ہوا رخصت اب اس سے اقبال و بخت
نصیبون سے اسکے گیا تاج و تخت
وہ فرمانبران شہ نامدار
کنارا لگے کرنے بے اختیار
شہنشہ کے دل مین تب آیا ہراس
وہین اوڑ گئے اسکے ہوش و حواس
لگی دولت اس شہ سے منہ پھیرنے
لگی اسکو بیدولتی گھیرنے
گرفتار رنج الٰہی ہوا
جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

وہ لے دل مین سمجھی یہ یزدان شناس
کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس
کوئی دن کو دیکھے ہی یہ روز بد
ہوئی فر و فرماندہی اسکی رد
خفا ہو کے شہ سے وہ یکبار سب
غرض آ و ثم گئے وان سے سردار سب
یقین ہوگیا یہ کہ یزدان پاک
مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک
جہاندار جمشید انجام کار
ہوا بس تباہ و پریشان خوار
ملا الغرض خاک مین بخت جم
ہوا جائے ضحاک پھر تخت جم

لکھون آگے ضحاک کی داستان
کرون اسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرتاض تازی بنام
شہ کامران خسرو ذوالکرام
ہزارون بز و اشتر و گاو و میش
رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش
پسر ایک تھا اسکا ضحاک نام
جوان و دلیر و بلند احتشام
حضور اسکے ابلیس ناراستگو
ہوا حاضر اکدن بہ شکل نکو
ولے تھا فریب اسمین یکسر بھرا
خدع سے سخن کوئی خالی نہ تھا
لگا کہنے ابلیس سے اور بھی
بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی
ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے
اگر عہد اور قول دے تو مجھے
قسم کھا کے ضحاک نے بس شتاب
دیا اسکو گفتار کا یہ جواب
ہوا جبکہ اسمین عہد استوار
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
کہ تو ہی جوان اور ترا باپ پیر
یہ تجھکو ہی زیبندہ تاج و سریر
یہ گفتار تو ناپسندیدہ ہے
نہ میزان و دانش مین سنجیدہ ہے
کہی شاہزادہ نے یہ بات جب
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
رہے تیری گردن پہ سوگند بند
تو ہو خوار اور تجھکو پہونچے گزند
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
بتا کوئی تدبیر بیخوف و باک
کنوان ایک اس شاہ کی راہ مین
کرون کندہ تا وہ گرے چاہ مین
وہ شہ اس مکان مین ز روی طرب
عبادت کو جاتا تھا ہنگام شب
کیا اسکو خس پوش پھر سربسر
شہ نامور کو نتھی کچھ خبر
گئے ٹوٹ اسکے سر و دست و پا
ہوا قید ہستی سے دم مین رہا
پھر ابلیس بدذات نے یون کہا
کہ صد شکر اے شاہ کشورکشا
مری دانش و عقل و تدبیر پر
عمل تو کرے ہر شب و روز گر
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
میسر ہون ای بادشاہ جہان
نوازش بہت اسپہ معروف کی
کلید خورش خانہ پھر اسکو دی

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا
رعیت نوازی مین مشغول تھا
شب و روز اون چارپایونکا شیر
غریبونکو دیتا شہ بے نظیر
رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار
گزارش کئے نقلین کین آنکر
کہ دلچسپ اور نغز تھین سربسر
معرا تھا ضحاک جو عقل سے
ہوا خرم و شاد اس نقل سے
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد
سخن خوب تیرا ایسے ہین مجھکو یاد
کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی
کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی
یہ مذکور کیا جو ترے راز کو
کرون ظاہر ای مرد فرخندہ خو
جو مرتاض تازی ہی تیرا پدر
تو اسکو شتابی کمین قتل کر
یہ سنکر ہوا دل کو اسکے درد
لگا کہنے اس سے کہ ای نیکمرد
رہ دین و دانش سے جو دور ہو
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو
گر اس کام سے تو کرے درگذر
پھرے عہد سے [illegible] ای نامور
نہ خون پدر اسکو منظور تھا
ولیکن وہ ناچار مجبور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ ای نامدار
یہ کچھ کام مشکل نہین زینہار
مکان ایک بیرون دولتسرا
شہ نامور نے کیا تھا بنا
ستمگار ناپاک نے ایک چاہ
کیا کندہ و وہین سر راہ شاہ
گیا جب ادھر کو تو سر راہ مین
گرا شاہ آتا دا اس چاہ مین
وہ ضحاک بیرحم و بیدادگر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
تملق لگا کرنے شام و پگاہ
خوراک اور خیز میوہ نان و ان
[illegible]

خورش خانۂ خسرو نامور / ملا جبکہ اسکو تو شام و سحر
وہ طبار کو پیش فرمان روا / کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا
ہوا لکھا کے اسکو بہت شاد کام / کہ تھا خوشتر و نغز نیکو طعام
کہ اے قدردان شاہ فرخ سیر / خورش لاؤنگا اسکے کل نغزتر
بصد لطف کہا تب تدبیر و سفید / پکا لیگا با دل پر امید
ز روے عنایت کہا یون کہ اب / جو کچھ چاہیے مجھسے کر تو طلب
مری آرزو ہے کہ شام و پگاہ / کہ دون ایک بوسہ سر کتف شاہ
بر آوے مرا مدعا کیا عجیب / ہنگام کامیابی ہو با صد طرب
نوازش سے تجھکو کرون ارجمند / کہ ہو نام میرا جہان میں بلند
جو کتف اپنے شہ نے برہنہ کیے / تو شیطان نے اسپہ بوسہ دیے
یہ کردار بد کرکے وان آشکار / نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
کیا چارہ دانشوران نے طلب / لگے کرنے تدبیر و تجویز سب
پھر اتنے میں ابلیس پیدا ہوا / بشکل طبیبان ہو پیدا ہوا
ہوا وہ لکھا جو نصیبوں میں تھا / نہیں دفع ہوتی یہ ہرگز بلا
ہوا اسکے ضحاک اندوہگین / لگا کرنے فریاد و زاری میں
کسی طرح سے چارہ سازی ہو کر / شتابی سے عاجز نوازی ہو کر
نہیں اس سے بہتر چارہ کوئی اور نغز / کہ سانپوں کو دے آدمی کا تو مغز
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج

پکانے لگا نغز و خوشتر طعام / مزیدار و خوش ذائقہ ہر طعام
پکا ایک دن بیضۂ مرغ وان / خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
ز روی طرب شہ نے کی آفرین / یہ سنکر کیا عرض اسنے وہین
غرض دوسرے روز پھر شاد شاد / حضور جہاندار فرخ نہاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام / نہایت ہوا خرم و شاد کام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب / کہ اے شاہ ضحاک عالیجناب
یہ رتبہ نہیں گرچہ میرا ادنے / مگر شہ کی لطف و عنایات سے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو / ترے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
یہ کہکر دیے کھول کتف اپنے بس / یہی دل میں ابلیس کے تھی ہوس
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ / ہوے وہ وہین پیدا دو مار سیاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا / بہت اپنے دل میں پشیمان ہوا
پر اس درد کا کچھ نپایا علاج / کسی کو بھی اسکا نہ آیا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار / لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
تری زندگی اب تو دشوار ہے / خرد چارہ ساز ہی کیا چار ہے
یہ کہنے لگا پھر ز روے نیاز / کہ اے مرد فرزانہ چارہ ساز
کیا شاہ نے جب بہت انکسار / تو بولا وہ پھر یہین کہ اے تاجدار
تری جان کو پھر نہ پہونچے گزند / رہے پھر نہ اسقدر درد مند
لگا کرنے دائم غذا و علاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک

و آوارہ شدن جمشید و رسیدن تنہا در شہر زابلستان بلباس دیگر و شناختن او را دختر والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور میں پہنچی خبر / کہ ضحاک تھا شہنشہ تاجور
رکھے ہیں دو مار اپنے پاس / جسے دیکھ اوڑتے ہیں ہوش و حواس
بزرگان ایران کے جمشید سے / ہوے منحرف تھے سو وہ آنکے
بیان کیے احوال ایران تمام / کیا عرض یون اے شہ ذوالکرام
یہ سنکر وہین لشکر بیکران / کیا شاہ نے ساتھ انکے روان
شکست اسنے کھائی بہنگام جنگ / گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم / کسی سمت تنہا گیا شاہ جم
کیے لوگ ضحاک نے پھر روان / کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان
کرون پھر ہر اک کا میں رتبہ فزون / ز رو گوہر و لعل انعام دون

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر مین / کہ ڈرنے لگے لوگ ہر شہر مین
ہوے پیش ضحاک حاضر سبھی / کمر چست باندھی پے بندگی
اگر فوج سرکار جاوے ادھر / تو ہاتھ آوے وہ ملک بھی ودھر
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا / ہوے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
جو اقبال اور بخت برہم ہوا / تو جم اور تبہ لشکر جم ہوا
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ / ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ
اسے قید کرکے یہان لاؤ تم / تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم
ہر اک طرف کے پھر طلبگار کو / کیا وہ مین حکم شہ نامجو

کہ لاوے اُسے جو گرفتار کر
ستمدیدہ چرخ برفتہ جسم
ہر اک سے چھپاتا تھا وہ آپکو
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
سرو مہر سے حسن مین خوب تھی
وہ ابرو تھی یا تیغ بران تھی
وہ قامت کہون یا قیامت کہون
لبون سے جو کچھ اسکے ہوا آشکار
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
جو در پیش آ جاے تھی کوئی جنگ
برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
اوسی سال مین جو منوچہر شاہ
دلیر و ہنرمند صاحب جمال
و لے باپ کو اُسکے انکار تھا
رکھے وصل کی اپنے جی مین ہوس
سو اُس دایہ نے ایکدن دخت کو
کہ ہووے تو ہمخوابہ شاہ جسم
کہا تھا یہ دایہ نے جاکر شتاب
یہ مژدہ جو تو نے سنایا مجھے
وہ جسم اتفاقاً وہان جو گیا
یہ تھی آرزوی دل شاہ جسم
و لے حاجبون نے نہ جانے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جسم
پڑی اُسکی جمشید پر جو نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان
کہونگا کہ رکھتا تھا دولت عظیم
مجھے خواہش بادۂ ناب ہے
کہ ہو خاطر غمزدہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانوے مہربان

رضامند مین اُس سے ہون بیشتر
شب و روز با خاطر پر الم
نہ ہرگز جتاتا تھا وہ آپ کو
گیا زابلستان مین وہ شاہ جسم
دلارام و دلدار و محبوب تھی
وہ مژگان تھے بلکہ پیکان تھی
قیامت سے بالا وہ صنعت کہون
دم عیسوی سے نہ ہو زینہار
نہ مردون سے تھی وہ شجاعت مین کم
تو بیخوف و اندیشہ بن سیہ رنگ
خردمند دانشور و نکتہ دان
سو زابلستان لایا پناہ
جہان مین تھی وہ دلربا بیمثال
کسی کو نہ دیتا ز نہار تھا
خوشی سے وہ ہمبستر اُسکا ہوا
کہا تھا کہ اے دخت فرخندہ خو
اور اس سے ہوا اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالیجناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین چلکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور شاہ رہ گیا
کہ ہو دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی بس وہ مہ دیکھکر
عیان کر یہ مجھسے تو راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا ہووے کلفت مری دل سے دور
در باغ پر سے اک آیا جوان

بڑا رتبہ اسکا ہو پیش حضور
سو وادی و کوہ آوارہ تھا
پری وار مردم سے پوشیدہ تھا
سپہدار اورنگ زابل کا شاہ
وہ زلف دوتا اُسکی دام بلا
کیے سیکڑون اک نگہ سے ہلاک
کہون کیا کہ رفتار نے کیا کیا
وہ چشم اُسکی خونریز مردم مدام
ہنر پہلوانی کے تھے اسکو یاد
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
جوان تھی و لیکن بتدبیر پیر
تو مدبر سے اُسکی بدخواہ تیر
بہت اُسکے شاہان طلبگار تھے
یہ بس عہد واثق تھا باہمدگر
زن عاقل کہ دایہ تھی و خستگی
ترے مین نے دیکھے جو طالع تو ہان
یہ سنکر تو یہ ہے مسرت فزا
یہ سن شاہ نے مژدۂ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زمن
اور اُس باغ مین تھی وہ دلدار بھی
ذرا جی کو وان اپنے بہلائیے
ہوا خوش جو آئی تو سیر چمن باغ
کسی کام کے واسطے باغبان
عیان جسم کی صورت سے تھی نیکوئی
دیا اسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب مکر و نحبت برگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ آفت رسیدہ ہے پر

غم و فکر دنیا سے دل سے دور
نہایت غریب و بیچارہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
رکھے ایک تھا دختر رشک ماہ
گرفتار جسکا نہووے رہا
ہزارون ملائے ہیں خون و خاک
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا
ہوئی جب سے ترکونکی ترکی تمام
وہ تھی پہلوانی مین بھی اوستاد
لئے رزم جاتی دلیرانہ وہ
شعور و فراست مین تھی بینظیر
سنہ زابلستان نے پائی ظفر
بہ نقد دل و جان خریدار تھے
کہ وہ ماہ پیکر جسے دیکھکر
کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان مجھپہ راز نہان
بہت شاد جسمین تھی وہ دلربا
کہا قابلہ سے کہ ای نیک روز
نہ سنتا تھا خواہشگرونکا سخن
جو دن رات جسم کی طلبگار تھی
صبا کی طرح سیر کر آئیے
وہ پھرا ذرا با دل داغ داغ
کنیز اُس پریرو کی آئی وہان
درخشندہ تھی شوکت خسروی
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و گشتہ ہون
ابھی جاکے دو تین جام شراب
گئی باغ مین پیش رشک چمن
رخ خوب اُسکا ہے رشک قمر

اسے اور ہرگز نہین کچھ ہوس
گر اسنے تو بس صرف چاہی شراب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
سمجھی وہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو بیٹھا ہی اب کیون بزیر شجر
بس اب دیکھا اس پرستار کو
کیا جب طلب اسنے جمشید کو
کیا جم نے جانے مین آخر حذر
رکھے جان سے بھی گرامی مجھے
غرض شوق سے تو یہان آ شتاب
اور اب اسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھہ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان گل چہرہ آئین وہان
کیا شیشہ و جام بھروان طلب
جو حکم اس پریچہرہ نے یون کیا
برسم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے ایجوان
لگی کہنے یون پھر وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہے بادہ ای نازنین
کرے دم مین یہ بزدلون کو دلیر
خورش کے مزے کو زیادہ کرے
زبس مجکو تھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہے یہی
یکایک یہ خاطر مین گذرا کہ اب
تو اتنے مین گلشن کی دیوار پر
کوئی شوق سے جیسے بید و عجم
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم

طلب دور ساغر کی رکھتا ہون
وے اسکو پہونچاؤنگی مین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہا ایسا نیون مین سے ہے یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو ٹھہرا ہے کیون سایہ مین آنکر
تجھے یاد ہے آئی ای نیکخو
تو سوچا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی حذر کچھ نکر
بہت پاس خاطر ہے میرا اسے
کہ شاہ بھی ہے اور سرود و شراب
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
خرامان چمن مین چلی اسکے ساتھ
ہوئی جم کے آگے وہ سجدہ کنان
ہوا دور آلائش و انشا طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی آپ مین نہ رہوش
رہ دو [illegible] اب تو آیا یہان
تجھے خوش [illegible] بادہ [illegible] مقدر
[illegible] سیل شراب
گر دل سے [illegible] دو [illegible]
پیسے [illegible] کوئی [illegible] کار تیر
غم [illegible] دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
جہاندار شاہ شہان ہے یہی
شبیہ شہ جم کر وان مین طلب
پڑی [illegible] پیچہرہ کی جو نظر
[illegible] لب یار سے لب بہم
تو [illegible] سی گئی پیش جسم

پرستار سے سنکے وصف جوان
مئی لعل اور شہد لنواز
دبلغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد غم سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے یون کہ ای خستہ حال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہو
اگر تجکو ہے آرزوئی شراب
جو جاؤ نہین پیش بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
مجھے ہی یہ پروا نگی روز و شب
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری مشک و گلاب
کہا نازنین نے کہ اب بید رنگ
کیے نوش جم نے پیا پے جو جام
کہ ہے یہ جوان بیگمان بادشہ
ترے واسطے ہو حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی ہے
جو پیر ہے فرتوت بھی بادہ کش
کیے رفع سب ماندگیہای تن
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر مین یون دلستان
دعا سے کہا یون کہ جا و شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین دو
وہ دونون تھے سرگرم راز و نیاز
ملاسبار کے پھر وہ مین وبو گمان

لگی کہنے وہ دختر دلستان
سرود و دف و چنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طرح غنچے کی ہے یہ جی سے تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت تھا دل ہوا
تو اس باغ مین ایجوان آشتاب
مبادا ابلا کوئی آوے یہان
مین اسکی ہون اک دختر دلستان
جسے چاہون اسکو کرون مین طلب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ پر جلوہ گر
شہ جم کے پھر پاؤن چومے شتاب
پلاؤ اسے بادۂ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام
کیا چرخ نے لیکن اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور دو مجھکو جام
نظر آئے مجھکو عجب سیر طور
مین بے صبر ہے بادۂ ناب سے
جسے کوفت ہو سو میائی ہے وہ
تو ہوئے جوان پیکے ای حور وش
لگے مے سے خوشتر بہار چمن
گمان لیگئی تب وہ رشک چمن
کہ کیونکہ یقین ہو مرا یہ گمان
ہے باپ سے جم کی لاؤ شبیہ
ملاکر ہم اپنی منقار کو
اودھر سے نیا اور ادھر سے نیاز
لگی کہنے جمشید سے یون گمان

تو فرمائے نازنین اس دم مجھے
کہ زن مشق و سستی کرے وقت کار
ولے ہمسری مرد سے کیا کرے
دلیری و تدبیر و زور و سپہر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
تو پھر دل جسے چاہے اُس کو یون
پریرو بھی اس رمز کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پر زور تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جسم دیکھکر
تصور مین جم کے پیا پھر شراب
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر آن کے
مراد وہ ہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ گیا شاہ جم جلد وہین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سے خواب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اُسنے دایہ سے جب یہ سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت ہے جم کے مقابل ہوئی
تو اورنگ دیہیم کو یاد کر
پریرو نے دیکھا جو یہ حال جسم
یہ صحبت ہی دلچسپ و بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ ای گلعذار
سپہ پنہان کی جو مین نے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ

کرون صید اُسکو مین اک تیر سے
نکر مشیدستی تو اب زینہار
کرے ہمسری گر تو بیجا کرے
رکھے مرد ہی زن سے یان بیشتر
عرق آگیا چہرے پر بس وہین
کیا عذر بھی اور بہت عاجزی
بصد شوق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اسکے جی مین جو آ گئی
گری مادہ بسمل ہو نر اوڑ گیا
کہ زابل مین تھے جس قدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو نہ آج
ہوئی آفرین خواہ رشک قمر
پری چہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرون تیر کا گر اسے
کرون اسکو ہمخواب مین قوت سے
کہ میری طلبگار ہے نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہم بستر اُسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیم تن
ز روی کرم ساتھ لایا خدا
تو بس باعث فرحت دل ہوئی
دل پر الم سے کیا نالہ سر
تو پوچھا کہ کیون تو نے کی چشم نم
یہ اسوقت گریے کا کیا ہے سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم ای رشک ماہ
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ

شہ جم یہ بولا کہ ای نازنین
اگر لاکھ زن ہون شجاع و دلیر
کہ زن زن ہی آخر کو اور مرد مرد
حوالے مرے کر یہ تیر و کمان
ولے دل مین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
پھر اک دم مین بیٹھے وہ نر آنکر
کوئی کھینچ سکتا تھا اسکو نہین
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہے
طلبگار جسم کی ہوئی دلنشین
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو جس مرد فرخ پہ مائل ہے دل
یہ اُس گفتگو سے تھی اسکی مراد
بہم گفتگو وان خوشی سے یہ تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی جسکی سو ہے یہی
وہ دختر کہ تھی عاشق روی یار
اور اپنے ہوئی دل مین عشق بیشتر
پھر اتنے مین وان جسم کی آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے پھر دی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگر کرکے اب تو ہوے پریشان
گیا کس طرف ہائے تیرا خیال
ستمدیدگان نے وہ احوال سب
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جور جس چرخ ستمگر نے ہائے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو

جہان مرد ہون وان لڑین رزم مین
قوی ہی پنے نزدیک ہو مثل شیر
شعور زنان پیش مردان ہے گرد
سنو یہ کہ میرا تو ای دلستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہو وے ہم آغوش جمشید شاہ
کہا کھینچکر ایک مارا خدنگ
کہ بیٹھا ہوا تھا جہان پیشتر
ولے جم نے کھینچا تو وہ نازنین
تھا ابر پوشیدہ خورشید ہے
ہوئی وصل کی اُسکے جی مین ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اُسکی شائق ہے دل
کہ ہے جفت جمشید فرخ نہاد
کہ دایہ بھی آپہونچی اُس دخت کی
کہ اے دختر مہوش دلربا
شہ جم شہ نامجوب ہے یہی
رکھے تھی تمنائے بوس و کنار
کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اُسنے دکھائی شبیہ
اور اُسنے وہ اپنی جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بھی نرگس اشکبار
ہوا کسلیے یان تو نالہ کنان
مگر ہمسے کچھ تو نے پایا ملال
غم و درد سے نالہ کرتے ہین پھر
سزاوار کی جاہ و اورنگ و تاج و علم
کیا ظلم اس سفلہ پر جسنے ہاے
دیا تاج و تخت اسکو ناپاک کو

دو مار سے جسکی ہین کتف پر بلا
کہ اب ہی وہ برگشتہ اختر کہان
کہین ہی اسیر بلائے بزرگ
کہی آپ جسم یہ شہ نامجو
کہا پھر یہ خلوت مین تو ہی ہی جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دلستان
تملق بہت نازنین نے کیا
کریگا تو انکار گر لاکھہ پر
بہانہ تو کرتا ہی اب بار بار
ترے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
تری ہی تمنائے دیدار تھی
نہ آرام جان ہی نہ کچھ مجھکو تاب
غرض آخر کار لایا ادھر
بہت شاہ جم ہوئے خواستگار
تو مجھ سے دلارام و دلدار سے
جدائی کے ہون درد سے بیقرار
یہ کہکر لگی رونے بے اختیار
یہ دل تجھپہ صدقے کرون بلکہ جان
کیا دخت نے جب بہت انکسار
مخالف مرا ایک تو بخت سے ہے
مجھے دوسرے تجھسے اندیشہ ہے
یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار
کہ بدخواہ تیری نہون زینہار
یہ جب درمیان آئی قول و قسم
پریچہرہ کے ہاتھ مین جم کا ہاتھ
بندھا عقد جسطرح آئین تھی
ہوئے عقد پہ بخت و دولت گواہ
ہوئے بیحجابانہ وہ ہمکنار
وہ باہم لگے عیش کرنے مدام

وہ صورت مین ہین دیو سے بھی بتر
بجز نام اسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمہ شیر و گرگ
ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر
نہین جائیگا پیش کچھ زینہار
اور اس راز سے مجھکو واقف کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دل مین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
مرا جذبہ دل تجھے کھینچ کر
نہ اقبال مین نے کیا زینہار
پریچہرہ و ماہ رخسار سے
خدا کے لیے مجھسے ہو ہمکنار
زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار
تو کر مجھسے راز نہفتہ عیان
یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے
کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے
کہ ہر زن نہین بیوفا زینہار
دل و جان سے ہون مین تری دوستدار
تو ایمن ہوا اسسے پھر شاہ جم
طرف قصر کے لیگئی اپنے ساتھ
ادا کی جو رسم و رہ دین تھی
ہوئی شہ کی منکوحہ وہ رشک ماہ
عجب رنگ کی وہ گھڑی تھی بہار
مے عیش کے وہ لگے پینے جام

نہین ہی خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
کنیزونکو یکسر کیا وان سے دور
کہا مین نہین جم وہ بولی کہ ہان
مجھے جم جو سمجھی تو اے مہ جبین
بہت کرکے یہ عجز اور انکسار
کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہی یہان
کہ تجھسے خدا دے مجھے اک سبب
تری شیفتہ ایک مدت سے ہون
خدا سے یہ خواہش تھی ای نامجو
غنیمت سمجھ تو مرے وصل کو
کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا
نہ ہو شوق سے گر ہم آغوش اب
نہین تو کرون اپنے سینہ کو چاک
مقرر ہی تو جم مجھے ہی یقین
جو کچھ راستی ہی تو وہ بات تو
مجھے راستی سے نہ کیون ہو خبر
خبر اسکو پہونچے مبادا کہین
نہین ہی پسندیدہ عاقلان
قسم ہی مجھے اب تری جان کی
مگر خوف و اندیشہ اے نامور
کہا قصہ پھر جم نے اپنا تمام
کیا جا کے آراستہ تخت زر
ہوئے عہد و پیمان محکم بہم
سر مہد زرین ہوئی جا بخواب
ہوا چہرہ فیروز رنگ مراد
لگی روز گذرنے کہ وہ سیمبر

نہین حال سے اسکے کچھ آگہی
ہوا اسکا احوال کیا جانے کیا
تب اس دخت دایہ نے حسین کہا
رہی دایہ اور وہ بت رشک حور
یہ کہتی ہی کیا پیکر بدنیان
مگر کوئی ہمشکل ہوتا نہین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو مت جان یکسر مجھکو انجان اب
خبردار ہی راز اختر سے ہان
یہ سنکر شب و روز و شام و سحر
گرفتار غم ایک مدت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھسے ہوئی آپ مین کام جو
ترے عشق مین سب سے بیگانہ تھا
تو صد حیف ہی اور بڑا ہی غضب
کرون آپ کو ایک دم مین ہلاک
تو اقرار کرتا بھلا کیون نہین
سمجھے کیون ہی پوشیدہ ای نامجو
کہ رکھتا ہون دو چیز سے مین خطر
اور آجاوین لوگ آسکے ای نازنین
کہ زن سے عیان کیجیے راز نہان
قسم ہی مجھے اپنے ایمان کی
سمجھ اس مکان کو نہ بے خطر
کیا ظاہر آگے پریوش کے نام
ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر
ہوا ساتھ گل رو کے پیوند جسم
ہوا اتصال مہ و آفتاب
نشانی پہ بیٹھا خدنگ مراد
بہت کم لگی آنے پیش پدر

توکرنے لگا اُسکی وہ جستجو
کسی نے خبر دی کہ وہ ماہرو
ہوئی اک جوان سے گرفتار اب
سبب ہے یہی آغوش وہ روز و شب

یہ سنتے ہی بس وہ ہوا خشمگین
اور آئی وہ جب دختر نازنین
تو مین جبین ہو کے از بہر شرم
لگا کہنے اُس سے کہ اے شوخ چشم

ہوئی اس قدر سے تو بیباک تو
اُڑانے لگی سر بسر خاک تو
کیا چاک اب شرم کا پیرہن
لیا جامۂ بیحیائی پہن

کیا راز کو تونے ہمسے نہان
ہے لے رنگ رو سے ہی تیری عیان
وہ تھی حاملہ ان دنون گلبدن
ہوا زرد تھا روے رشک چمن

کیا عرض اُسنے کہ سن اے پدر
دیا حکم تھا تونے یہ پیشتر
کہ چاہے جسے اُس سے ہمخواب ہو
سو آیا عمل مین یہ طرز نکو

وے شیشۂ ننگ توڑا نہین
کہ نیک سے منہ کو موڑا نہین
رکھا مینے ناموس کو سر نگاہ
کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ

جہان مین کوئی اُسکا ہمسر نہین
کوئی جاہ مین اس سے برتر نہین
یہ دایہ نے بھی عرض شہ سے کیا
شہا مینے جو تجھکو مژدہ دیا

بفیض خدا اُسنے پایا ظہور
ہوا جلوہ گر چہرہ مقصد کا نور
شہ جم یہان آگیا ناگہان
ہوئی حاملہ اُس سے یہ دلستان

سنی دایہ سے اُسنے یہ بات جب
شہ زابلستان ہوا شاد تب
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا
مرے دل کو مسرور و شادان کیا

یہ ہی بات یاوری بخت کی سر بسر
ہوا جو گزند شاہ جم کا ادھر
مقرر اُسے باندھ کر صبحگاہ
روانہ کرون سوے ضحاک شاہ

کہ ہو مجھسے خوشنود وہ شہریار
فزون ہو مرا عز و جاہ و وقار
مجھے لطف سے اور اقلیم دے
در و لعل بخشے زر و سیم دے

یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی
وہ بیصبر و بیتاب ہونے لگی
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو
تو جور و تعدی کے درپے نہو

روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم
مری جان پر تو نہ کر یہ ستم
جو لے اپنے کشور مین آکر پناہ
دغا ساتھ اُسکے ہی بیداد آہ

او تھا اپنے دل سے ذرا خیال
نہ لے اپنی گردن پہ ناحق وبال
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین
ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

نہ اپنا سمجھ ملک و زر و سیم کو
سمجھ خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بیچارے پر جور و بیداد کر
خداوند جان آفرین سے بھی ڈر

گزند غریبان نکر تو پسند
نہ بدنام ہو اے شہ ارجمند
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
وگرنہ میرے تن سے سر کر جدا

یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
فغان بس لگی کرنے بے اختیار
ہوئی بسکہ گریہ کنان نازنین
تو رحم آگیا باپ کو بس وہین

یہ بولا کہ اے دخت والا تمیز
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
کہ اس کام سے مین نے کی درگذر

اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
نہ ہرگز ضرر اسکو پہنچاؤنگا
اسے بلکہ دون ملک و مال و سپاہ
زیادہ کرون عز و توقیر و جاہ

یہ کہو جاکے میری طرف سے شتاب
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
سحر مین بھی آؤنگا پیش حضور
غم و فکر کو رکھ تو اب دل سے دور

ہوئی شاد وہ دختر دلستان
گئی پیش جمشید وہ مہوشان
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
دل شاد کو مطمئن کر دیا

فروزان ہوا جبکہ نور سحر
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
گیا پیش جم شاہ زابلستان
جھکا کر سر اپنا پھر آئے وہان

کہا یون کہ اے شاہ عالی تبار
نہو بدگمان مجھسے اب زینہار
یقین جان تو جبتلک زندہ ہون
نہ دختر کنیز اور نہ مین بندہ ہون

نہ دینا کچھ اندیشے کو دل مین راہ
کہ خدمت مین حاضر ہون شام و پگاہ
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر
ولے جی مین جمشید کے تھا خطر

یہی قصد تھا یانسے نکل جایئے
کہ جبکہ تھا ہو نکل جایئے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن ازراہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل مین جم
رہا تھا شب و روز مخفی بغم
اسے دل کو تھا اُسکے آرام کم
کہ ہووے مبادا یہان کچھ گزند

وہ دلدار تھی راتدن اُسکے پاس
کسی نے کہا اے شہ بیتظیر
وہ تیسر بھی رہتا تھا ہمراہ اور
کہا ہین یہان کے وزیر و امیر

کہ تجھکو پکڑ کر بحال تباہ — روانہ کرین سوے ضحاک شاہ
ہوا جب خبردار اس بات سے — گریزان ہوا شاہ جم گھات سے
وہان سے سوے ہند راہی ہوا — بیابان نورد تباہی ہوا
وہ از بسکہ تھا اپنے جی سے بتنگ — لگا بخت ناساز سے کرنے جنگ
خراب اور آوارہ مجھکو کیا — ملا خاک مین ہاے تو نے دیا
کہانتک پھرون مین تباہ و خراب — کہانتک رہون یونہین بے صبر و تاب
عدم سے نہ آتا مین ہستی مین کاش — نہوتا مجھے یہ غم جانخراش
اسے آگیا خواب اور ناگہان — ہوا فتنۂ خفتہ بیدار وان
غرض ایک ضحاک کا ایلچی — کہ ساتھ اسکے تھوڑی سی تھی فوج بھی
شہ جم کو پہچان اوسنے لیا — گرفتار بس اسکو وہین کیا
کسی کا نہین یہ جہان دوستدار — کسی کا نہین چرخ گردندہ یار
کہ دولت بھی ہے آہ ناپائدار — نہ دنیا کو ہے کچھ ثبات و قرار
ہوا پھر گرفتار زنجیر و بند — اوسے چرخ گردان نے پہونچا گزند
گیا جبکہ جم آگے ضحاک کے — پس پشت تھے ہاتھ دونون بندھے
الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد — گرفتار خواری تھا وہ نیکمرد
خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر — ہوا خندہ زن حال یہ دیکھکر
پڑا اب اسطرح کیون ہوا خوار تو — خرابی مین کیون ہے گرفتار تو
کہان بادشاہی و تاج و علم — کہان لشکر و فوج جاہ و حشم
جواب اسکو جمشید نے یہ دیا — کہ مجھسے نصیبا جو یون پھر گیا
نہ مغرور دولت پہ ہو اسقدر — ذرا روز بد کا بھی اندیشہ کر
کریگا فلک تجھکو خوار اس طرح — کہ دیکھے ہے تو مجھکو اب جسطرح
کرون یا قلم سر کو شمشیر سے — پروؤن ترے تن کو یا تیر سے
یہ گفتار سنکے لگا کہنے جم — کہ اس قدر مجھکو نہین کچھ بھی غم
یہ ضحاک نے پھر کسی کو کہا — کہ چیرو اسے ایک آرہ منگا
پھر آرے سے چیرا اسے بس میان — ہوے ایک جم سے دو پیکر عیان
نہ دور فلک کا ہے کچھ اعتبار — کہ پھرتا رہے ہے یہ لیل و نہار
پھر اک دم ہے موجود یان ساز غم — سدا گوش زد ہے بس آواز غم
جب اس نازنین کو یہ پہونچی خبر — تو رنج و الم سے ہوئی نوحہ گر
اسے کام تھا اشکباری کے ساتھ — سدا شغل تھا آہ و زاری کے ساتھ

نہین تو وہ لشکر ادھر کھینچکر — کریگا تبہ ملک کو سربسر
وہ زابل سے چلکے سوے چین گیا — ولیکن وہان بھی بہت کم رہا
جو گھبرا گیا راہ کے رنج سے — گیا بیٹھ سایے مین اک نخل کے
کہ ای بخت کمبخت کیا جور ہے — بھلا یہ بھی ظالم کوئی طور ہے
ہوا پھر مخاطب بسوے فلک — کہا ای کجا چرخ بیداد یہ کب تلک
یہ ناسازی بخت ہے سربسر — کہ سرگشتہ یون ہون مین شام و سحر
یہ کرتا ہوا زاری و آہ جم — ہوا سے ذرا سو گیا ایکدم
اجل بھی کمینگاہ مین تھی کہین — اسے وہ آگئی اسکے سرپر وہین
وہ تھا سوے خاقان چین ہمسفر — کہین اتفاقاً جو گذرا ادھر
بحال پریشان بند گران — کیا سوے ضحاک جم کو روان
عبث ہے جو دولت پہ بھولے کوئی — طرح گل کی شادی سے پھولے کوئی
ذرا دیکھنا حال جمشید کا — کہ تھا جیغہ پر جسکا تاج و کلاہ
خبر سنکے بولا یہ ضحاک شاہ — کہان جم کو لاؤ بحال تباہ
فقط پاؤن مین کچھ نہ زنجیر تھی — بندھی تھی رسن اسکی گردن مین بھی
اٹھاتا نہ تھا شرم سے سر وہان — اور آنکھون سے تھے اسکے آنسو روان
لگا کہنے ظالم یہ جمشید سے — فزون تر ترا رتبہ خورشید سے
ہوا کسلیے تجھسے برگشتہ بخت — کہان ہے ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہان حکمرانی کہان گیر و دار — کہان وہ ترے رسم و آئین کار
تو بیجا ہے اس بختیاری پہ ناز — عبث ہے بھرا اس تاجداری پہ ناز
تجھے بھی یہ پیش آئیگا ایکروز — رہیگا نہ تیرا سدا نیک روز
لگا کہنے پھر یون وہ بیداد گر — کہ کھینچون تجھے اسگھڑی دار پر
ذرا کہہ کہ کیا ہے تری آرزو — وہ منظور ہے جو کہے مجھسے تو
قضا نے یہ چاہا تو کیا خوف و باک — تو جسطرح چاہے مجھے کر ہلاک
وہ دو تختے لایا اور اک آرہ بھی — شہ جم کو تختے سے باندھا تبھی
جہان سے عبث ہے امید وفا — کہ بے مہر ہے اور سراپا خطا
جو ہموار جمشید اسکو یہ چرخ دون — کرے آخر کار یون سرنگون
خبر یہ گئی سوی زابلستان — ہوا قتل جمشید شاہ جہان
نہ آنکھون مین خواب اور نہ دل مین قرار — لگی رہنے بیتاب لیل و نہار
نہ تھی آشنا وہ خور و خواب سے — وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

اٹھایا بہت اسنے بیداد و جور
کیے خلق تھی ایک کو شہر ناز
پھر آخر کو وہ مرگئی کھا کے زہر
اور اُس دوسری کا تھا نام ارنواز
دو ہمشیر تھین شاہ جم کے کہین
تو تھین شاہ ضحاک نے کر طلب
تھین لوگ لائے پکڑ کر وہین
رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن از آن خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
دو مرد جوان کو وہ بیخ و بن بالک
غرض مغز کو انکے لیکے تمام
یہ دیکھا کہ بیداد پیدا ہو مین گئے
وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان
ستمگر کے ہاتھونکو باندھا شتاب
ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
ہوے وو مین بیدار اہل حرم
فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
مری زندگانی سے ہونا امید
تو اختر شناس آکے حاضر ہوئے یان
سنی داستان خواب کی یک قلم
زوال اُسکی دولت کا پہونچا قریب
یہ اندیشہ تھا کہین لب ستاب
دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
کہا اے شاہ اقبال راہی ہوا
فریدون کوئی شخص ہوویگا شاہ
کہین ہوویگی گاو پرمایہ ایک
کہا شہ نے پھر خواب مین کسنے ہان
وہ ماریگا اک گرزۂ گاو سر
وہ بولے کہ ای شاہ بیخ و بن پاک
سنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب
جو ہوش و ہواس اسکے آئے بجا
نشان فریدون کی تھی جستجو
کیا حکم یون شاہ ضحاک نے

جہان مین لگا کرنے جور و ستم
طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک
کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام
اور اُمین سے دو مین کلان ایک تھے
سو آسنے تھے مین ایک گرز گران
رسن ڈال گردن مین کھینچا شتاب
ہوا دل کو اندیشۂ خوف و باک
دل اُسکا ہوا ہول سے پر الم
لگے کانپنے جس سے دیوار و در
نشاط جوانی سے ہونا امید
کرین اسکی تعبیر کیسے بیان
گئے ہوش اور ہو گیا بند دم
ہوئی اسکی بیداد کی اب نصیب
تو ہو وے شہ نامور پر غضب
بیان کی نہ زنہار تعبیر خواب
تہی تجھسے اب تخت شاہی ہوا
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
سو پائیگی اسکو آئین نیک
مرے سر پہ مار اہی گرز گران
کریگا تجھے آکے پان سے بدر
کریگا پدر کو تو اسکے ہلاک
ہوا درد و غم سے وہ بے صبر و تاب
تو پھر تخت پر پاؤن آسنے رکھا
لگے ڈھونڈنے دشمن یہ تھی آرزو
دیا سکو فرمان یہ ناپاک نے

گئے قتل اور گاہ غارتگری
وہ ہوتے غریب و بیا ارجمند
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
جو مارا سر شاہ ضحاک پر
اُسے لیگئے کھینچ بالا ہی کوہ
کیا خواب مین اسقدر اک فغان
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ ضحاک بولا جو یہ داستان
کہا اسنے پھر قصۂ خواب سب
جو تابان ہوا چرخ پر آفتاب
یہ دریافت دانشورون نے کیا
ولی خوف جان سے وہ خاموش تھے
ابھی جان پر اپنے ہونگے گزند
جو روز چہارم ہوا شہ خفا
ہوئی عمر آخر بس آیا زوال
وہ ممتاز نسل کیان ہوویگا
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین
لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
یہ پوچھا پھر آسنے کہ ظاہر کرو
غرض تجھسے چاہیگا خون پدر
تنک ہوش قائم رہے شاہ کے
وے بے خور و خواب رہنے لگا
کیے لوگ چارون طرف کو روان
کہ نسل کیان سے جسے پاؤ تم

ہوئی تازہ رسم ستم پروری
روا جہان پر اُنکی رکھتا گزند
پھر آسنے کہین رات کو ایک خواب
ہوا جس سے عاجز وہ بیداد گر
تو یکسر پریشان ہوا مغز سر
کیا سخت اُسکو زبون بستوہ
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان
یہ فریاد کی کیا فتنہ برپا ہوا
سنو تم تو یکسر پریشان ہو جان
یہ ٹھہرا کہ ہو جلوہ گر صبح جب
تو حاضر ہوئے موبدان ان شتاب
ہوا بخت برگشتہ ضحاک کا
نہ زنہار اُنکے بجا ہوش تھے
نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند
تو ناچار یون موبدانے کہا
ہوا تو گرفتار رنج و ملال
وہ فرمانروا اے جہان ہوویگا
کچھ آثار اُسکا ہویدا نہین
فریدون بھی ہوگا وہ اک شہریار
فریدون مرا کیون بداندیش ہے
کریگا تجھے قتل وہ آن کر
زمین پر گرا بس وہین تخت سے
شب و روز بیتاب رہنے لگا
کرین جستجو تا بگرد جہان
گرفتار کرکے یہان لاؤ تم

سناؤن فریدونکی اب داستان
ملکزادہ اک آتبین نام تھا
گرامی تبار و خجستہ نژاد
کہ ضحاک ناپاک کے مردمان
رہے تھا وہ پوشیدہ گھر مین مدام
اور اُسکی تھی اک زوجہ سیم فام
جبین سے عیان اُسکی شان مہی
پھر اُس آتبین نے یہ جی مین کہا
یہ کہکر وہین سوے صحرا گیا
گرفتار کرکے بحال تباہ
فریدونکی مان کو یہ پہونچی خبر
وہانسے شتابی سے چل وہ گئی
وہانکا نگہبان تھا حق شناس
غرض مالک گاؤ نے زود تر
وہان ایک شب وہ زن نیکذات
مبادا کوئی یان نہ پہچان لے
وہ سوچی کہ یہ کودک شیرخوار
وہ ناچار ہوکر بہت بیحواس
یہ کہنے لگی ایک دل خستہ ہون
ٹھکانا نہین اور باقی ہون غمین
قبول اس جوان مرد نے سب کیا
روان سوے البرز وہ زن ہوئی
اسے جانتا تھا بجاے پسر
گئے جب گذر الغرض تین سال
ہوئی کوہ البرز سے وہ روان
کہ البرز مین یان سے لیجا مین اب
نہ لیجا تو ویرانے مین طفل کو
خدا کی طرف سے ہوئی رہبری
ہوئی شاہ ضحاک کو جب خبر

داستان تولد شدن فریدون

خردمند اور نیک فرجام تھا
پدر بر پدر شاہ فرخ نہاد
کیانی کو بس دیکھ پاے جہان
کہین آنے جانے سے تھا کچھ نہ کام
کہ فرانگ اُس نازنین کا تھا نام
نمودار تھا فر شاہنشہی
کہ جی بیٹھے بیٹھے تنگ آگیا
لگا پھرنے اور سیر کرنے لگا
وہین لیگئے پیش ضحاک شاہ
تو اندیشہ دل مین ہوا بیشتر
فریدون کو لیکر نکل وہ گئی
اور اک گاؤ پر شیر تھی اُسکے پاس
پلایا فریدون کو شیر اس قدر
رہی اور آخر ہوئی جبکہ رات
مری اور اس طفل کی جان بچے
نہ زندہ رہے شیر بن زینہار
گئی دوڑ کر اُس نگہبان کے پاس
بصد رنج و اندوہ وابستہ ہون
ترے پاس اب چھوڑ جاتی ہون مین
فریدون کو لے پاس اپنے رکھا
رہی جاکے وان اور امین ہوئی
وہ کرتا تھا شفقت بجاے پدر
فریدون کی مان کو یہ آیا خیال
مسافت کو طے کرکے آئی دوان
رکھون پاس اپنے اُسے روز و شب
اگر زندہ اسکو پہونچے ایسا ہو
کہ رکھنے مین یانکے نہین بہتری
کہ بیٹے مین ہی آتبین کا پسر

وہ تھا نسل مین شاہ طہمورث کی
ہمیشہ تھا ایران مین مسکن گزین
تو لیجاتے اُسکو گرفتار کر
اُسے جاودان بیم ضحاک تھا
ہوئی وہ زن مہروش باردار
فریدون رکھا باپ نے اسکا نام
نکل گھر سے چلیے بس اب سوے دشت
اودھر ناگہان لوگ ضحاک کے
کیا قتل آخر اُسے شاہ نے
نہ اُس سرزمین مین رہی زینہار
کہین ایک دلچسپ تھا مرغزار
کہ پرمایہ تھا نام اُس گاؤ کا
کہ بس بچ گیا سیر و تھی شیرخوار
تو وہ سوے اُس یہ آگیا ناگہان
ولیکن جو غمگین رہے تھی مدام
وہ طفل اُن دنون دو مہینے کا تھا
لگی رونے وان جاکے بے اختیار
یہ بچہ ہے بیچارہ و بے پدر
اسی گاؤ پرمایہ کا دیجو شیر
ہوئی وان سے رخصت اسے سونپکر
یہان مالک اس گاؤ پرمایہ کا
وہ مصروف تھا پرورش مین مدام
سوے مرغزار اب ذرا جائیے
کہا اُسنے آکر کہ اے مرد پیر
وہ بولا کہ ہے یہ ابھی خرد سال
وہ کہنے لگی یون کہ اے مرد نیک
یہ کہکر اُسے لیگئی بس وہان
یہ سنکر ستمگار و بد روزگار

بخوبی کرون مین یہ قصہ بیان
خطا اصل مین اُسکی ہرگز نہ تھی
ولے گھر سے نکلے تھا باہر نہین
یہی خوف تھا جی مین شام و سحر
دل اُسکا غضب و رنج غمناک تھا
ہوا اُس سے پیدا پسر اک مہ عذار
اُسے دیکھکر دل ہوا شاد کام
وہان چلکے کیجے ذرا سیر و گشت
جو پہونچے تو پہچانکر بس اُسے
کیا یہ ستم ہاے بدخواہ نے
کہ رہتی جہان تھی وہ لیل و نہار
وہ پہونچی وہان با دل سوگوار
غریبون کو شیر اُسکا بس وقف تھا
نہ خواہش رہی شیر کی زینہار
کہ چلیے کہین اور رہیے نہان
ہوا شیر تھا خشک اُسکا تمام
شب و روز سوچ اُسکے جینے کا تھا
کیا اُسکے آگے بہت انکسار
تو کر پرورش اُسکی شام و سحر
کہ پروردہ ہو کودک دلپذیر
نہ دیکھا ذرا اُسنے پھر کر اودھر
فریدون پہ رکھتا تھا شفقت بڑا
پلاتا تھا شیر اسکو ہر صبح شام
وہان سے فریدون کو لے آئیے
مجھے دے مرا کودک دلپذیر
اسے ہو ویگی وان اذیت کمال
مرے دل مین گذرا ہے سو وان ایک
جہان اُسکا البرز مین تھا مکان
رہ کین سے آیا سوے مرغزار

نگہبان اونکا وہ گو کرنیلا ک
نشان کچھ نہ پایا فریدون کا جب
کہ آنے سے ضحاک کے پیشتر
فریدون کو وہ لیگئی اسکے پاس
سمجھ بیٹھے پھر فریدون کا سر
جو کچھ قوت اسکو پہونچتا بہم
خداوند روئے زمین ہوئیگا
کریگا یہی قتل ضحاک کو
کہ بدخواہ سے تخت و دیہیم لے
فریدون نے صحرا مین مسکن کیا
کیا شاہ ضحاک نے ایلغار
کہا سوئے ضحاک بیدادگر
تو ہنگین ہمہ گو اسکے ہمنشین
ذرا صبر کر تو بالطاف رب
فریدون یہ سنکر ہوا خشمگین
مددگار میرا ہی پروردگار
وہ بولی کہ یہ کار دشوار ہے
یہ گفتار مستانہ بہتر نہیں
سنو آگے احوال اب کاوہ کا

کیا ظلم اُسنے یہ بیحد ملک
کیا سارے ایران کو سیاہ شب
اُسے لیگئی پاس سے ماں اُٹھکر
کہا ماں کا اسکو وایدوشناس
رکھا جسنے وہ منعشق کے پاؤن پر
تو دیتا وہ معذون کو رنج و غم
شہنشاہ باداد و دین ہوئیگا
جہنم کو بھیجےگا ناپاک کو
ظفرمند ہو ہفت اقلیم لے
نہ زنہار کچھ خوف دل مین رکھا
ملایا اسے کیون نہ خون ضحاک
مین اب جاکے لیتا ہون تیغ و تفنگ
ترے پاس لشکر نہیں زر نہیں
جو کچھ چاہیے سو مہیا ہو سب
یہ باتین جو یا اپنی ماں کو وین
نہیں خوف ضحاک سے زینہار
پسندیدہ تیری نہ گفتار ہے
کہ ہمسر ہو تیرا وہ آہنین کمین

کیا پھر وہ ظالم شتابی سے دور
یہ اندیشہ تھا کہ ضحاک شاہ
سر کوہ اک مرد درویش تھا
یہ بچہ ترا بندہ ہے اور غلام
کیا عجز از بس فریدون کی جب
لگا کہنے درویش پھر ایک روز
یہ چھینیگا ضحاک کا تخت و تاج
زن خوش سیر تھی یہ بولی کہ پیں
ہوا الغرض شانزدہ سالہ جب
یہ پوچھا کہ اے مادر مہربان
وہ قصہ تھا جو کچھ کہا اسنے تب
وہ بولی کہ ضحاک ہے بدشاہ
نصیبوں مین ہے تیرے شاہی اگر
کرے شاہ لطف الٰہی تجھے
خدا نے کیا ہے مجھے بھی دلیر
کرون ایکدم مین اسے غرق خون
مجھے قوت شہزور اتنا کہان
نصیحت مری ہے پسر گو فریدون

فریدون کو سُنکے گا جو تھا مکان
ہوے تھا فریدون نہ فضل آل
کہ سرکش ضمیر و جفا کیش تھا
کرم کی نظر کر کہ تو اسکے نام
اُسے جسم آیا فریدون پہ جب
کہ یہ طفل فرخندہ و دل فروز
شہان جہان سے یہ لیگا خراج
کرے ہی ملو سے اسکے مجھکو یقین
سر کوہ البرز سے آکے جب
ہمارے پدر کو تھا آسمان
یہ سنکر فریدون ہوا پر غضب
ارکھے ہی وہ ساتھ اپنے کچھ سپاہ
تو کیا اضطراب اس قدر اے پسر
میسر ہوا اسباب شاہی مجھے
اکیلا لڑونگا مین مانند شیر
لندو تاج و اورنگ سب چھین لون
کہ ہو ہم نبرد اُس سے تو اے جوان
رکھے حق سدا تجھکو آباد و شاد
کہ کیا اُسنے کار نمایان کب

منحرف گشتن کاوہ و آہنگر از ضحاک و انبوہی بسیار فراہم آوردن و با فرزندان آمادہ موافقت فریدون گردیدن

ستمگار ضحاک بد روزگار
بہت مردم آزار ہی اُسنے جو کی
کرے آکے ضحاک کا سر جدا
لکھن ایکدن ظالم کینہ جو
دل اسکی طرف سے بجو پر درد مند
خبر مجھکو پہونچی ہے آکر یہان
خرد مند عاقل نہ گمان [illegible]
اور اسم کرون اور جاؤن اودھر

فریدون کی جانب سے لیل و نہار
تو ضحاک سے خلق آزردہ تھی
خداوند ہو تاج و اورنگ کا
طلب کر بزرگان اقلیم کو
شب و روز رہتا تھا ہم و گزند
کہ اب وہ گیا سوئے ہندوستان
دلاور پسران دلیران ہے وہ
شتاب اُسکو لاؤن گرفتار کر

رکھے دل مین تھا بیم و خوف [illegible]
یہ اُلگی شب و روز تھی آرزو
سلاسل فریدون سے تھا انکا کام
یہ بولا امراد دشمن ہے ماں مال
مجھے یاد ہے قول مردان پیر
اگرچہ ابھی سال مین خورد ہو
ہے یہ خرم پھر اگر اسے سعوان
سفر مجھکو درپیش ہے دور کا

بجا ہے مجھ نہ کچھ اسکے ہوش و حواس
کہ یارب فریدون شہ نامجو
نہ جو جنس ستنظر وقت کے تھے مدام
جہان مین ہے اک کودک خردسال
پہنچے نہ وہ دشمن کو سر کر حقیر
و لیکن دلیری مین یک گروہ ہے
پھر بھی دل بہ صد ہمت سے فوج کران
ہو جمع و کلاہ و تخت ہونگے جہان بنا

کہ اب ایک طیار محضر کریں
گواہی وہ مہر اپنی اُس پر کریں

نہین کار اسکو بجز عدل و داد
جہان اُسکے لطف و کرم سے ہے شاد

غرض بسکہ تھا اُس ستمگار کا
سبھون نے یہ ناچار محضر لکھا

ولیکن جو کاوہ تھا آہنگر ایک
دلیر و خردمند تھا مرد نیک

کہ کاوہ کے فرزند کو قتل کر
کھلاتے تھے سانپونکو مغز سر

کہا ای شہ سن میری فریاد کو
ذرا کام فرما نہ بیداد کو

ولے کسلیے ہیں یہ ستم و جور سا
ذرا کیجیے اپنے دل مین تو غور

کرے میرے فرزند کو یون ہلاک
شہا آوے ترے دل مین کچھ ترس و باک

یہ گفتار سنکے وہ حیران ہوا
ہراسان ہوا دل مین ترسان ہوا

لگا کہنے کاوہ سے وہ تاجور
کہ اب مہر جلد اپنی محضر پہ کر

بزرگان اقلیم سے یون کہا
کہ ای مردمان تمنے یہ کیا کیا

کیا تمنے ہرگز نہ کار نکو
غرض سب کو دوزخ رکھا سامنے رو

کہے اور بھی کچھ سخنہاے سخت
حضور خداوند دیہیم و تخت

ہو سب آفرین خواہ وہ ہم شاہ کو
یہ کہنے لگے اے شہ نامجو

حضور خداوند روے زمین
زبان پر وہ لائے سخنہاے کین

شقاوت سے کی اب رہ انحراف
کیا یا نسے بس ہوکے وہ برخلاف

نہ فرمانبری کی جو گمراہ نے
تو پھر کیون تحمل کیا شاہ نے

کیا آنکے کاوہ نے جب خروش
تو یکبارگی اُڑ گئے سب کے ہوش

خدا نے جو چاہا سو پیدا کیا
اور آگے کریگا جو کچھ چاہیگا

طلب کرکے پھر چرم آہنگران
بنایا وہین اک علم اسنے وان

یہ کہتا تھا ہر بار کرکے خروش
کہ اے نامداران با عقل و ہوش

کرے چاکری پھر نہ ضحاک کی
رفاقت کرے ترک ناپاک کی

وہ کاوہ تھا بس آگے آگے رواں
پس کاوہ انبوہ پیر و جوان

غرض رفتہ رفتہ تفحص کنان
وہ پہونچے وہان تھا فریدون جہان

کیا عرض ای صاحب تاج و تخت
تری یار دولت مددگار بخت

یہ سمجھا فریدون عالیجناب
کہ تائید غیبی ہوئی ہمرکاب

یہ عصیان ہے مرقوم آئین نام
کہ ضحاک ہے خسرو نیکنام

نہ ظلم و ستم اسکا گفتار ہے
جہان پرور و نیک کردار ہے

ہر اک شخص کی مہر گواہی ہوئی
نشانی بفرمان شاہی ہوئی

کہیں نوبت اسکی تھی فرزند کی
تھا اسدن ہوس شاہ کے لینے کی

وہ کاوہ ہوا آکے دادخواہ
لگا کہنے نالہ کنان پیش شاہ

تو ہے اژدہا پیکر و پیلتن
جہاندار سالار شاہ زمن

کہ یہ بھی ہے انصاف کوئی بھلا
کہے نام تو داد بیداد کا

بھلا اپنی بھلائی کا محضر لکھے
نکوئی کا مضمون سراسر لکھے

نہ کہنا روا تھین بیچارے کا
اُسے اُسکا بیٹا حوالے کیا

پھٹا جبکہ کاوہ سے محضر وہان
ہوا تب تحیر شہان و نعوذ بان

خطر سے شہ دیو چہرہ کے اب
گرفتار عصیان ہوے یاے سب

یہ کہکر شتابی سے بیخوف و باک
کیا اُسنے یکدست محضر کو چاک

پھر اُس انجمن سے وہ مین اٹھ گیا
اور اُسکا وہ بیٹا بھی ہمرہ گیا

ہوا کاوہ گستاخ اور بے ادب
حق نعمت شہ گیا بھول سب

رہ کینہ سے چاک محضر کیا
اطاعت سے پیچیدہ یون سر کیا

مگر دوستدار فریدون ہوا
کہ دشمن ترا زیر گردون ہوا

دیا شاہ ضحاک نے یہ جواب
تحمل کا مجھسے نہ پوچھو حساب

لگا پیٹنے اپنے سر کو وہ جب
بس اک خوف آیا مرے دل کو تب

گیا جبکہ وہ کاوہ کینہ خواہ
فراہم ہوئی پاس اُسکے سپاہ

علم ہاتھ مین لیکے وہ نامور
روانہ ہوا اُسکے لیکر ہمسفر

فریدون کا ہو جسکے دل مین خیال
سوا اُسکے یہان وہ خجستہ خصال

ہوے جمع وان شہری لوگ کئی
ہوا پھر فزون رتبہ سروری

کہان ہے فریدون یہ واقف نہ تھے
مگر سر اٹھائے وہ سیدھے چلے

جو کاوہ حضور فریدون گیا
ادب سے جھکا اپنے سر کو دیا

تو ضحاک کا چلکے دیہیم لے
جہاندار ہو ہفت اقلیم لے

کیا شکر لطف جہان آفرین
بجا سجدۂ شکر لایا وہین

رفتن فریدون بمعیت کاوہ بارادۂ جنگ ضحاک و نشستن بر تخت شاہی و تسخیر ملک بتائید خدا

میسر ہوا جب یہ جاہ و حشم
سپاہ فراوان و تاج و علم

ہوا خوش فریدون فرخ شیم
کیا تاج شاہنشہی زیب سر

علم جو کہ تھا چرم آہنگران
وہ یکدست تھا سرخ و زرد و بنفش
کہ ہو جو کوئی بادشاہ جہان
شہان کیانی بصد فرخی
گیا پاس ماں کے یہ اسنے کہا
وہ جاہ و حشم دیکھ شادان ہوئی
کہ سونپا تجھے یارب اپنا پسر
فریدون کے تھے دو برادر بزرگ
پھر آہنگ اس شاہ نے کر طلب
اترتا تھا شب کو وہ لشکر جہان
وہ پہونچی کہین اسجگہ ایکبار
فریدون کو الہام اس دم ہوا
پھر اک شخص پیدا ہوا ناگہان
کوئی آئی در پیش مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے باہم کہ ہے یہ غضب
کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اسکو تدبیر سے
گئے بس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک سنی اسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب ہے یان
جہان آفرین نے رکھا اب نگاہ
نہ کچھ منہ پہ انکے کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذر یان سے کشتی جو وانکی طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان وہ بنایا تھا ضحاک نے

گیا زیر دریائے سو بھی نہان
رکھا نام پھر کاویانی درفش
تو پہلے منگا چرم آہنگران
پہ رسم وہ نیک جاری رکھی
کہ رکھتا ہون مین قصد ایران کا
ولیکن جدائی سے گریان ہوئی
نگہدار رہیتا تو شام و سحر
ولیکن وہ تھے کینہ و رشک کر
کیا حکم اسطرح اسکو کہ اب
سحرگاہ ہوتا تھا وان سے روان
کہ ایزد پرستون کے تھے وان مزار
فریدون کا دل بس سے خرم ہوا
کہ رکھتا تھا وہ صورت راستان
یہ افسون تو پڑھنا وہان بیگمان
ہوا دل مین اپنے وہین شاد و شاد
ظہور اسکے تھا دولت و جاہ کا
جو ہون اسکے محکوم ہم روز و شب
ہلاک فریدون ہے یعنی محال
بہانے سے حیلے سے تزویر سے
اٹھا کر او ہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بد اندیش حیران ہے دیکھکر
بلا کس طرح یان سے سنگ گران
بجالائے شکر لطف آلہ
زیادہ کیا انکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ ہالا غضب
لگے بحر ذخار سے سب آ تر
گیا تھا بلند اسکو ناپاک نے

نئی پیکر گوہرین اسپہ ایک
علم کی جو اسطرح تزئین ہوئی
بنا کر علم اسکو پہ زر کرے
کیا پھر فریدون نے یہ عزم جزم
دعا کر تو اے مادر مہربان
دعا دیکے پھر رخصت اسکو کیا
روانہ ہوا پھر وہ عالیجناب
فریدون نے ساتھ اپنے انکا لیا
بناوے تو اک گرزہ گاؤ سر
اسی طرح ہر روز تھی رہ نورد
رہا شاہ تنہا وہان وقت شب
یہ آواز آئی کہ دل شاد رکھ
فریدون کو سکھلائی افسون گری
کہ ہو جائے آسان وہ مشکل تمام
خوشی سے اسے اور قوت ہوئی
بڑے بھائی دونون تھے جو کینہ ور
فریدون کو بس قتل اب چاہیے
دیا دوسرے نے یہ اسکو جواب
کہین ایکدن یا دل پر صفا
سر کوہ سے تمسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہ مکر سے پھر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہاے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بصد فرخی پھر شہ نیکمرد
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
گیا وہین دریا مین گھوڑا دوان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آیا تھا

بہت نادر و نغز بیش و نیک
ہمیشہ کو یہ رسم و آئین ہوئی
مزین بدیبا و گوہر کرے
کہ ضحاک سے کیجیے اب جاکے رزم
کہ ہون مین ظفر یاب جاکر وہان
اور اس دم خدا سے یہ کی التجا
ہوا کاوہ لشکر کو لے ہمرکاب
وفور عنایت سے شادان کیا
مرتب کیا اسنے بس زود تر
سپہر چرخ پہونچے تھی لشکر کی گرد
اور امداد کی اسنے وان سے طلب
یہ افسون بتاتے ہین سو یاد رکھ
یہ بولا کہ اب لائق سروری
بس آوین شتابی سے یکدست کام
زیادہ فریدون کو ہمت ہوئی
حسد لیکے یہ چشم دیکھ کر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجیے
نہیں لازم اس کام مین اضطراب
تھا امن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان کنان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
اتو ضائع فریدون بھی ہوتا ابھی
کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
دم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان
ہوا سو بیت المقدس عیان
فلک بھی اسے دیکھ شرماتا تھا

طلسم ایک تھا وہ نہ وہ تھا مکان
بلا ہائے دشوار تھیں جہان

نمایان ہوئی وہ بلائے عظیم
سپہ دیو اور اژدہائے عظیم

کیا گرز سے وہ مین اُنکو ہلاک
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک

یہ کاوہ سے پوچھا کہ کس کا ہے تخت
لگا کہنے یون کاوۂ نیکبخت

بصد فرخی پھر شہ نامور
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر

کہ ضحاک بیدادگر ہے کہان
جو کچھ تجھکو معلوم ہے سو بیان

اودھر لیگیا لشکر بیکران
زرہ پوش مردان جنگی یلان

رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
طلسم و حرم خانہ کے پاسبان

لیا مال و زر اور توڑا طلسم
پچھوڑا خزانہ پچھوڑا طلسم

گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
بسوے شبستان ضحاک شاہ

بتان پری چہرہ و سیم بر
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھ کر

وہ سب خواہران جم نامور
لگین کہنے یون چشم کو کر کے تر

کہ اک دیو کی صحبت مین تھے
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

ہوا ہمپہ بارے خدا مہربان
کہ بھیجا بجاہ و حشم تجھکو یان

یہی اپنے دل کی ہے اب آرزو
کہ جبتک جہان ہے جہان مین ہو تو

وہ بولی کہ تجھسے تھا اسکو خطر
تجسس کو تیرے گیا ہے اودھر

کہ ہندوستان کو مسخر کرے
دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے

تجھے جسکے جادو سے پہنچے گزند
وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہو
تو دائم جہان بیچ جاندار ہو

گیا اس مکان مین وہ شاہ دلیر
دلیری کو جسکے نہ پہونچے تھا شیر

فریدون نے افسون اسم پڑھا
کہ عاجز ہوئے دیو اور اژدہا

وہان ایک اورنگ آیا نظر
مکلل بیاقوت و لعل و گہر

کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے
ولے اب فریدون غازی کا ہے

پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
اور اس شخص سے شاہ نے یون کہا

یہ بولا سو ہند وہ زشت خو
فریدون کی کرنے گیا جستجو

درون طلسم اسکا ہے مال و زر
رکھا ہے یہان گنج و لعل و گہر

ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر

خدا کا ادا شکر نعمت کیا
کہ جسنے خداوند دولت کیا

ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
فریدون شبستان مین داخل ہوا

یہ بولین کہ ہم تھے اسیر بلا
کیا آن کے تو نے ہمکو رہا

اٹھایا تھا ہمنے جو رنج و عذاب
کہین کیا وہ اے شاہ عالیجناب

اودھر اس سیہ رو سے تھا بیم و یاس
اودھر اژدہائے سیہ کا ہراس

پھرے دن ہوا پھر مددگار بخت
کہ آیا تو اے وارث تاج و تخت

یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا
سوئے ہند ضحاک اب کیون گیا

کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو
سوا اُسکے یہ ہے اُسے آرزو

ہم وانسے پہونچا ہے اک سحر کار
فسونساز و جادوگر و ہوشیار

وے چاہتا ہے یہ عالم تمام
دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام

رہے تیرے اقبال و دولت قرین
نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تختگاہ
نصیب شہنشاہ گیتی پناہ

ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت
کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت

ہوئین کامران وہ پری پیکران
بہم بزم کی خسرو کامران

ہوا رونق افزای تخت کیان
فروزندہ خورشید بخت کیان

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر
وہان جا کے اسنے کہی یہ خبر

کسی طرف سے لیکے فوج گران
سو شہر بغداد آئی ہے وان

نمایان ہے چہرے سے فر کیان
خداوند دولت ہے وہ نوجوان

لئے ہے وہ ہاتھ اپنے گرز گران
جوانمرد ہے جنگجو پہلوان

سراپا گلستان ہوا وہ مکان
ہوا تازہ یکدست باغ جہان

شبستان ہوا غیرت صد چمن
ہوئی رشک باغ ارم انجمن

کیا شاہ نے ملک تسخیر تب
ہوا کامیاب نشاط و طرب

جو تھا کندرو نامی اک پہلوان
طلسم و زر و مال کا پاسبان

کہ شاہان شہ گرد گردن بلند
جوان گو دلیر و قوی ارجمند

بزرگ انکے مجمع مین وہ اک خورد ہے
دلاور ہے پر زور ہے گرد ہے

وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا
سپہدار و ممتاز و فرمانروا

بجاہ و حشم اسنے وان آن کر
جو توڑا طلسم اور لیا مال و زر

تہمتن دیو گردان جنگ آزما
ہوا تیری داخل شبستان مین
وہ لے اسنے پنہان کیا راز کو
نہین جائے اندیشہ کچھ زینہار
کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے
وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے
ادھر ہکنار اس سے ہو شہر ناز
یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے
تری بات کا کچھ نہین اعتبار
نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون
تو ہرگز نہ ہو بہرہ ور بخت سے
ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر
کیا عکم ضحاک نے پھر وہین
فریدون شہ نامور تھا جہان
کہ اسکے ستم سے وہ پر خون تھی
دلیران مردان و برنا و پیر
وہ لشکر جو یون ہو گیا برخلاف
کیا مشورہ دل مین پھر یہ وہین
ہوئی رات جس دم تو وہ بیحیا
کمند ایک لیکر گیا پھر وہین
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
بلندی سے بدخواہ آیا فرود
وہ گرز اسکے سر پر جو مارا شتاب
ملا دیتے اسکو تہ خون و خاک
اسے قید کر کوہ کے درمیان
کہین کوہ تھا اک دناوند نام
بشاہی اسے سال گذرے ہزار
کہ نام نکو ہی رہے یادگار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب

جو وان تھے انھین قتل سب کر دیا
تصرف کیا تیرے ایوان مین
کرے تا کوئی لشکر مین سیدان ہو
رہا چاہیے شاد لیل و نہار
اسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
بڑا یہ غضب ہی بڑا افسوس ہے
ادھر اسکے پہلو مین ہو ارنواز
توکی خواہش مرگ ناپاک نے
ذرا بھی نہین راستی زینہار
نہ خدمت تجھے کوئی زنہار دون
تو ہو کامران افسر و تخت سے
نہ بگڑے تہا کام وہ کام کر
کہ گردن رکھے اب سر اپنے یہین
وہان شاہ ضحاک آیا دوان
طلبگار عہد فریدون تھے سب
کہ تھے پہلوانی مین وہ بینظیر
تو بیداد گر دل مین سمجھا یہ صاف
کہ تنہا مسلح ہون اب بر کمین
ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
چڑھا پھر سر بام کاخ برین
دل اسکا ہوا گرم کین و غضب
فریدون نے اسکو جو دیکھا تو رود
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
زمین تاکہ ناپاک سے ہووے پاک
رہے یہ گرفتار بند گران
وہان غار تھا اژدھے تھے تمام
ہوا بعد اسکے گرفتار خوار
ہمیشہ نکو نام ہے برقرار
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب

گیا زیر پا اپنے تیرا وہ تخت
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر
کیا یون کہ مہمان کوئی ہے بنگیا
یہ گفتار سن اور کہا پیچ و تاب
سکے جو کوئی گرزہ گاو سر
کہ یون خواہران جہاندار جم
پھرا شہر مین اسکا لشکر تمام
ہوا کندرو پر بہت خشمگین
سرا خوف سے دل پریشان ہوا
اسے کندرو نے یہ پاسخ دیا
بھلا شہریاری ہو جب تجھے
سنی جبکہ گفتار یہ بات درشت
غرض کر کے طیار لشکر تمام
وہ لے فوج سیدل تھی ضحاک سے
سنا فوج نے جو فریدون کا نام
فریدون کے آگے ہوے تشنہ
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی
سو خوابگاہ فریدون چلو
یہ سن دم بدم صورت نابکار
جو دیکھا تو ایوان مین سرفراز
شتابی سے ایوان مین ڈالی کمند
اٹھا لیکے وہ گرزہ گاو سر
فریدون نے پھر ارادہ کیا
صدا غیب سے لیکن آئی تھی
فریدون نے بسدم [illegible]
کیا بند لیجا کے ضحاک کو
یہ دنیا کہ ہر چند ہی بے ثبات
فریدون نے تخت [illegible]
تو سب نامداران کردان شہر

ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت
کہ پہونچا فریدون وہان آنکر
جو رخ اسنے سوے شبستان کیا
دیا کندرو نے یہ اسکو جواب
شبستان مین شوخی کرے آنکر
رہین بیپا یہ اس سے بہم
ہوے آدمی اسکے جا کر تمام
لگا کہنے یون آس پاس سے از رہ کین
تو مارے خطرے کے گریان ہوا
کہ مجھکو ہی اب یہ گمان خسروا
کرے ناظم شہر کیونکر مجھے
تو آیا ستمگار کے دل مین جوش
روانہ ہوا وان سے وہ تیز گام
نہ راحت تھا کوئی بھی ناپاک سے
دل اسکا ہوا خرم و شادکام
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
نہین چاہتا ہے مری شاہی کوئی
وہان جا کے بس قتل اسکو کرون
کہ کوئی نہ پہچانے پھر زینہار
فریدون تھے شوق مین گرم ناز
وہان جا کے پہونچاے [illegible] کو گزند
مقابل ہوا اسکے وہ آن کر
کہ اک ضرب پھر اسکے سر پر لگا
کہ باقی ہے اسکی ابھی زندگی
[illegible] قید [illegible] کیا
[illegible] ناپاک کو
[illegible] مہمان [illegible]
کیا جبر [illegible]
کہ تھے [illegible]

شتابی سے حاضر ہوئے آنکر
حضور شہ عادل و دادگر
کیا شاہ نے انپہ لطف و کرم
فزون تر کیا انکا جاہ و حشم
نوازشگری شہ نے کی اختیار
کیا عدل اور داد لیل و نہار
نکوئی جو کی شہ نے زیر فلک
تو نام نکوئی بھی ہے اب تلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک
تو بیشک ہوا آغاز و انجام نیک

کیا عرض ہیں ہم بفرمان پذیر
پرستندہ شاہ آفاق گیر
سر تخت ایران و توران و چین
ہوا خواہ شاہنشہ دور بین
کشادہ کیا ایوان در گنج و زر
رعیت نوازی پہ باندھی کمر
جو کار فریدون کرے بیگمان
فریدون وہی ہے تہ آسمان
سنو تم کہ آگے کرون میں بیان
فریدون کے بیٹوں کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک را بہر سپران و رشک بردن سلم و تور و کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

غرض ہفت تا تعلیم کے تھے سہ پور
کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور
ہوئے جب جوان بادشہزادگان
ہوئی یون تمنائی شاہ جہان
تو انکو وہان کدخدا کیجیے
نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے
یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو
جو ہے مدعا اسکی کر جستجو
بہت ملک مین گشت اسنے کیا
ولے جبکہ شہر یمن مین گیا
رکھے تین دختر ہے شاہ یمن
پری چہرہ و مہوش و سیمتن
فریدون کا پیغام یکسر کہا
وہ اقبال شاہ یمن نے کیا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان
کیا شاہزادون کو شہ نے روان
پری طلعتون کو کیا کدخدا
بہت مال اور گنج انکو دیا
فریدون کے دل مین یہ آیا خیال
کہ اب مین ہوا پیر دیرینہ سال
دیا سلم کو روم و خاور زمین
ملا تور کو ملک توران و چین
سو روم و خاور گئے سلم و تور
رہا ایرج ایران میں بھ سرور
یکایک دل سلم بیدل ہوا
سے کین ایرج وہ مائل ہوا
سو تور لکھکے نامہ شتاب
رسول ایک بھیجا کہ آوے جواب
ذرا سوچ اب ای نخداوند تور
کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور
کیا ملک ایران کا ایرج کو شاہ
کہ دی اسکو اپنی شہی تخت گاہ
یہان کا ہی حاصل بھی ایران کم
غنیمت ہوئے یہ زرم و چین مبدم
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
ہوا دل مین انکے غضبناک تر
پھر نیک و بد سے شامل ہوئین
یقین جانیو کہ ایران و چین
کر اس نامہ پر کو سوے پدر
روانہ کرو اب تو ہے خوب تر
ہمین تخت ایران سزاوار ہے
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے
جب آیا رسول خردمند یان
کیا سلم نے تب اس سے بیان

ملکزادہ ایرج وہ ہے خرد تھا
خردمند دانشور و خوش لقا
سہ دختر جہان ایک مادر سے ہون
فزون حسن مین ماہ نور سے ہون
کوئی مرد دانا تھا صندل نام
طلب کرکے اسکو شہ ذو الکرام
اسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو رخصت ہوا وان سے وہ جو ہی ہوا
تو لوگون سے وان کے ہوا یہ عیان
کہ ہے سب تمنائے شاہ جہان
سپہدار کا وان تھا مہر نام
گیا وان رسول مبارک پیام
فریدون نے بھیجا سن تحفہ نوید
ہوا خوش کہ دل کی برآئی امید
گئے جب وہ سوئے دیار یمن
ہوا شاد تب شہریار یمن
ہوئے وان سے پھر سوئے ایران وہ
ملکزادگان اور وہ مہوشان
کرون ملک تقسیم ہر ایک کو
کہ باہم برادر نہون کینہ جو
دلے ملک زیر ایران تمام
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
وہ آرسینے لگے بادشاہی وہان
ہوئے تخت و دیہیم سے کامران
قناعت نہ کی خاور و روم پر
نہ آیا پسند اسکو بخشش پدر
لکھا تھا یہ مضمون کہ بہتر ہین ہم
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہین ہم
دیا اسکو اورنگ و دیہیم و زر
کہ مجھسے بھی اور تجھسے ہے خرد تر
مجھے اور تجھے ملک ایسا دیا
جہان جنگ و کینہ ہی صبح و مسا
یہ تقسیم ہے مجھکو بس ناگوار
اتری مصلحت کیا ہے ای شہریار
لکھا پھر یہ تین سلم کو یہ جواب
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
ترے ساتھ میں تا ہے یہ پیریون
پئے قتل ایرج کمر بستہ ہون
یہ پیغام بھیجو کہ اے بادشاہ
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
رہ راستی پر وہ آجائے گر
تو بہتر ہے ورنہ ہے تیغ و سپر
کہ سوئے فریدون روانہ ہو تو
یہ پیغام لیجا جسا ندار کو

کر دونوں لوگوں نے بعد از درود ۔ لکھا یوں کہ اے برتر چرخ کبود
نہیں خوف یہ رسم و آئین و راہ ۔ کہ ایرج کو دے تخت و تاج و کلاہ
ستم ہے جو کہتر کرے مہتری ۔ غضب ہے جو کمتر کو ہو برتری
یہ ہے حق میں ایرج کے خوب نکو ۔ کہ ایران سے اب دست بردار ہو
شتابی سے ہوں سوے ایران رواں ۔ قیامت کریں ایک برپا وہاں
وہاں سے روانہ ہو پیغامبر ۔ جو آیا حضور شہ نامور
فرستندگان کی طرف سے دیا ۔ درود اُس نے اور شہ نے رسم و صفا
کیا عرض پھر یوں کہ پیغامبر ۔ گزند اور زیاں سے ہے بس بیخطر
اگر میری تقصیر ہووے معاف ۔ تو پھر میں گزارش کروں صاف صاف
تو کہہ بیخطر ہو کے یکسر پیام ۔ بیاں شوق سے کر حقیقت تمام
پیام درشت و سخنہاے سخت ۔ کہے سب حضور خداوند تخت
کیا میں نے یکدست تقسیم ملک ۔ کیا تینوں کو بخشش تسلیم ملک
جو مجھ سے نہیں تو خدا سے ڈرو ۔ نہ زنہار باہم خرابی کرو
ذرا گوش دل سے سنو میری پند ۔ کہ قائم رہو زیر چرخ بلند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب ۔ فرستادہ رخصت ہوا پر شتاب
کیا پھر یہ راز نہفتہ عیاں ۔ کہ پرخاش پر ہیں [illegible]
ارادہ کیا از رہ سرکشی ۔ کہ تجھ پر کریں آ کے لشکر کشی
اگر میں بھی تیرا مددگار ہوں ۔ معاون ترا وقت پیکار ہوں
وہ ہیں کینہ جو زیر چرخ کہن ۔ تو کیا فکر رکھتا ہے ایجان من
جہاندار نے پھر کیا یوں بیاں ۔ کہ اے نور چشم سعادت نشاں
تو ہے خورد اور ہے تجھ میں تاب ۔ جو اُنسے نبرد آزما ہو شتاب
وہ یکدل ہوے ہیں دو جنگ آوران ۔ فراہم کیا لشکر بیکراں
پسندیدۂ عقل و راے نکو ۔ یہی ہے کہ تو صلح جو اُنسے ہو
کہ تا جانیہ تیرے نہ ہووے گزند ۔ تو امن میں رہے زیر چرخ بلند
سنی گوش جاں سے فریدوں کی پند ۔ لگا کہنے یوں ایرج ارجمند
جو دنیا و دولت نہیں پائدار ۔ تو غم کھائے کیوں مردم ہوشیار
تو گذرا میں اس تاج و اورنگ سے ۔ بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے
کہ میں خرد ہوں اور وہ ہیں بزرگ ۔ بجاہ و بخشم بھی ہیں مجھ سے سترگ
مجھے دہر میں کچھ نہیں حب جاہ ۔ نہیں کچھ تمناے تاج و کلاہ

ہوا خسرو عقل کو تیری کیا ۔ کیا دور بس دل سے ترس خدا
یہ کر غور دل میں کہ مہتر ہیں ہم ۔ سزاوار اورنگ و افسر ہیں ہم
کوئی گوشۂ ملک کافی ہے بس ۔ عبث ہے تمہیں اور باقی ہوس
وگرنہ سواران جویاے کیں ۔ دلیران و رومی و ترکان چیں
پہلے ایران ایرج ہو دم میں خراب ۔ خبر شہ کو ہے دیتے اسکا جواب
ادب سے ہوا وہ میں سجدہ کناں ۔ رکھا سر کو اپنے سر آستاں
لگا پوچھنے وہ کہ دونوں ہیں شاد ۔ وہ بولا کہ ہاں تجھکو کرتے ہیں یاد
یہ بندہ تمہارا گنہگار ہے ۔ کہ لایا پیام ایک دشوار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ ۔ پیام آوراں ہیں سدا بیگناہ
کہا جبکہ یہ شاہ آزادہ نے ۔ تو کھولی زباں پھر فرستادہ نے
فریدوں یہ سنکر ہوا تند و گرم ۔ یہ بولا کہ آتی نہیں انکو شرم
بدی کچھ نہیں میں نے کی زینہار ۔ فزوں عمر کیا فخر و جاہ و وقار
مجھے اب تمنا ہے تاج و سریر ۔ نہیں کچھ کرو دیکھو ہوا میں تو پیر
رہو راضی اب میری تقسیم پر ۔ پے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
فریدوں نے ایرج کو پھر کے طلب ۔ کہا بھائیوں کا وہ پیغام سب
کیا سلم اور تور نے اتفاق ۔ رکھیں ہیں ترے ساتھ دونوں نفاق
کمر قتل پہ تیرے باندھی ہے بس ۔ ترا چھین لیں ملک یہ ہے ہوس
تو میرے بھی ہوویں مقابل بہ کیں ۔ وہ گردنکشاں کھینچکر تیغ کیں
یہ بولا وہیں ایرج نامجو ۔ وہ لاؤں عمل میں جو ارشاد ہو
ترے ہیں وہ دو تو ترا اور بزرگ ۔ ہوے مجھ سے اب کینہ جو مثل گرگ
مری ہے یہ حالت کہ بس عمر ہے پیر ۔ کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
یہاں ساتھ انکے نہیں تاب جنگ ۔ نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
مری طرح شاہی سے اب در گذر ۔ نہ رکھ دل میں کچھ خواہش تاج و زر
نہ آرام و جان افسر نہ رہا ۔ اقلیم آخر شش شمع کا سر ہوا
کہ زنہار اے شاہ فرخندہ بخت ۔ نہیں کچھ مجھے الفت تاج و تخت
یہ کینا اگر بہر اورنگ ہے ۔ پے تاج شاہی اگر جنگ ہے
حضور انکے جاؤں میں اب بے سپاہ ۔ نہ دیوے اس کو دل دوانی سے راہ
کروں عرض یوں ہوں میں حاضر [illegible] ۔ مبارک تمہیں ہووے تاج و سریر
مرے ساتھ کس واسطے خشم و کیں ۔ کہ ہوں بندۂ خسرو روم و چیں

یقین ہے کہ پھر مجھسے الفت کرین
بزرگانہ مجھپر وہ شفقت کرین

فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
گرامی پسر صد آفرین مرحبا

برادر ہین تیرے جو خشم و کین
تو ہو صلح جو اور محبت گزین

بہت خوب جانا ہے تیرا ادھر
گرو دونون وہ یکجا ہوا ہے [illegible]

ولے مین بھی اک نامہ انکو لکھون
رقم اسمین درد دل اپنا کرون

کہ بس پڑھکے اونکا دل کینہ ور
سر مہر آجائے پھر زود تر

تجھے پھر بخوبی وہ رخصت کرین
محبت کرین اور الفت کرین

ترا مجھکو دیدار حاصل ہو پھر
قرین مسرت مرا دل ہو پھر

یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
رقم اسمین یعنی یہ مضمون کیا

کہ تم ہو بزرگ ایک جوانان گرد
اور ایرج تمہارا برادر ہے خورد

سر تخت شاہی سے آیا فرود
کلاہ شہی سر سے لایا فرود

کمر اپنی باندھی پئے بندگی
یہ آیا ہے پاس بہر پرستندگی

تمھین بھی یہ لازم کہ شفقت کرو
سر کین سے گذرو محبت کرو

کئی روز وان جبکہ جائین گذر
تو پھر اسکو رخصت کرو تم ادھر

سر نامہ جب شاہ نے مہر کی
تو ایرج نے تورانکی پھر راہ لی

لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر
کہ جنکے واسطے راہ کے ناگزیر

داستان رسیدن ایرج نزد سلم و تور بے فوج برائے عذر و انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از رہ کین و سرش را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران تھے جو سلم و تور
رکھا تھا انکو نیاہ چشم پر غرور

وہ رکھتے تھے ایران کی طرف عزم
وہ طیار کرتے تھے اسباب رزم

وہ توران مین آکر جو باہم ہوے
پے میدان ایرج وہ باہم ہوے

خبر انکو پہونچی یہ آتے ہین ہان
کہ بے فوج آتا ہے ایرج یہان

فریدون نے نامہ جو ہمراہ لکھا
یہ سنکر یہ دونون ہوئے [illegible]

خوشی سے جہان انکی تھی بارگاہ
اسے لیکے وان وہ با عز و جاہ

ملکزادہ ایرج تھا فرخندہ خو
خردمند و خوش منظر و خوبرو

مگر اب جو بیجا ہوا یہ فساد
تو آنے دیا اس سبب سے بہ نہاد

کہ ہو بیٹھے خفا سن کے وہ نامہ [illegible]
سو خانہ جانبر [illegible]

سو فوج پھر سلم نے کی نگاہ
نہ پایا اطاعت و لیے میل سپاہ

کہا تور سے کام اب [illegible]
گیا ایرج سے دل اب یہ آشکار ہو

ہمین قصد تھا ملک ایران کا
وہ لے اب ہے اندیشہ توران کا

ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
وگرنہ نہ ہم ہین نہ تاج و سریر

بھری آہ اس بات سے تور نے
کہا خون روا اسکا [illegible]

گیا دوسرے دن وہ اسکے حضور
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور

کہ اے بے ادب ہے کہ [illegible]
نہ ہرگز سزاوار افسر ہے تو

ہمارا ادب کچھ نہ رکھا نگاہ
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ

شب و روز ہان تم تو کھینچیں رنج
رہے تو وہان شاہ با تاج و گنج

یہ باتین جو تندی سے اسنے کہین
تو ایرج نے پاسخ دیا پھر وہین

کہ اے بادشاہ جہانگیر گرد
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہون خرد

مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ

نہیں مجھپہ لازم ہے اتنا عتاب
کہ ہون بندہ شاہ عالی جناب

یہ کرتا تھا عجز اور گفتار نرم
ولے اسپہ ہوتا تھا وہ تند و گرم

نہ گفتار ایرج کی بھاتی اسے
نہ الفت برادر یہ آتی اسے

سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
وہان سے وہ کمبخت اٹھ کر اٹھا

وہ کرسی زر از رہ خشم و کین
اٹھا مارے ایرج کے ماری جبین

پھر اسکے ملکا دست و بازو پہ [illegible]
اگرچہ برادر بسے آیا پسند

بہت کرکے عجز و زاری و انکسار
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار

نہ کر قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
نہ دے ہاتھ سے پاس شرم پدر

یقین جان یہ تو کہ انجام کار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار

نہ سکھا ہے خون برادر روا
مری جان پہ رحم کر [illegible]

نہیں کچھ مجھے خواہش سروری
کرون رات دن محنت و چاکری

کیا عجز ایرج نے ہر چند پر
نہ آیا سر رحم بیداد گر

وہین کھینچکر خنجر آبگون
کیا اسنے ایرج کو پھر غرق خون

سر نامور تن سے کرکے جدا | حضور فریدون روانہ کیا
لکھا یون کہ تو نے جسے اے پدر | دیا تاج و زر تھا یہ اسکا ہی سر
تو رکھ اسکے اب سر پہ تاج مہی | بٹھا اسکو بالائے تخت شہی
فریدون پہ کھینچے تھا وان انتظار | کہ آوے کہین ایرج نامدار
کہ آتے مین نالکنان مردمان | لیے اسکا تابوت پہونچے وہان
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر | وہ پیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر
فریدون اسے دیکھ گریان ہوا | وہ بیخود سر خاک غلطان ہوا
ذرا ہوش آیا فریدون کو جب | وہ بولا کہ ہو وین سپہ پوش سب
وہین توڑ ڈالے وہ کوس و علم | فغان اور نالہ تھا وان دمبدم
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان | سر اسکا کیا دفن لیکر وہان
اکھاڑے نہالان گلشن بہم | جلائے گل و سرو و سوسن تمام
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار | کہ افسوس اے گردش روزگار
ہوا کشتہ یون ایرج نازنین | کہ سر ہے کہین اور تن ہے کہین
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار | ترے فضل سے ہون یہ امیدوار
کہ ہو تخم ایرج سے اے نامور | پئی رزم و کین چست باندھے کمر
کہا تا تک کرون درد و غم کا بیان | سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواہی او

شبستان مین ایرج کے شاہ جہان | گیا ایکدن تو یہ پوچھا وہان
کہ ہے کوئی یان ماہرو باردار | شتابی سے منوچہر کر آشکار
کسی نے دیا شاہ کو یہ نوید | کہ ہے حاملہ ایک ماہ آفرید
یہ سنکر بہت خوش ہوا شہریار | کہا یون کہ اب ہون یہ امیدوار
خدا دے اسے ایک فرخ پسر | لیے بدسگالان سے خون پدر
گذر جب گئے نو مہینے وہان | تو پیدا ہوئی دختر داستان
وہ تھی حسن مین اک مہ تمام | فریدون نے رکھا پریچہرہ نام
کیا پرورش ناز و نعمت کے ساتھ | رکھا ہمقرین اسکو دولت کے ساتھ
جوان جب ہوا وہ پشنگ ایک تھا | اسے ساتھ اسکے کیا کدخدا
فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان | ہنرمند دانشور و سخندان
ہوئی حاملہ جب وہ نیک اختر | تو اس سے تولد ہوا اک پسر
ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا | منوچہر نام اسکا شہ نے رکھا
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی | سر نو سے زندگانی ہوئی
وہ لایا بجا شکر پروردگار | دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ جبتک فلک پر مہ و مہر ہو | الٰہی جہان مین منوچہر ہو
رہے اسکا اقبال دائم بلند | نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند
ہوا جب جوان وہ منوچہر [illegible] | ہنر پہلوانی کے سکھلائے
سکھائے سب آئین و رسم شہی | پھر اسکے رکھا سر پہ تاج مہی
کہا یون نظر کرکے سوئے سپاہ | تمہارا منوچہر ہے بادشاہ
منوچہر کی تم اطاعت کرو | دل و جان سے تم اسکی خدمت کرو
در گنج شاہی کشادہ کیا | سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
فراہم ہوا لشکر بے شمار | دلیران جنگی و مردان کار
منوچہر سے مردمان سپاہ | گذارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ
کہ عزم عدو سوز اب کیجیے | شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
جو پہونچی خبر سلم اور تور کو | منوچہر ہے مرد پیکار جو
قوی بازو و پہلوان و دلیر | حضور اسکے روباہ سے کم ہے شیر
فریدون یہ رکھتا ہے اب عزم رزم | کہ بھیجے اسے اس طرف بہر رزم
یہ سنکر بہت دل مین لائے ہراس | پریشان ہوئے انکے ہوش و حواس
کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر | روان کیجیے اب بسوئے پدر
منوچہر کو بھی طلب کیجیے یان | یہ لکھیے کہ اب بادشاہ جہان
عوض خون ایرج کے دیجیے بہم | اسے گوہر و گنج و تاج و علم
غرض بارزہ گنج بھیجا رسول | کہ شاید فریدون کرے یہ قبول
حضور فریدون وہ پیغامبر | جو پہونچا تو رکھکر وہ سر خاک پر
دعا و ثنائی شہنشاہ کی | کہ اے مہر رخشندہ سروری
رہے جاودان عالم افروز تو | ہمیشہ کرے جشن نوروز تو
وہ تحفے جو لایا تھا بھر کے سب | رکھے شہ کے آگے یہ پیشکش سب
زر و لعل اور گوہر شاہوار | سر پہ رہے تاج و گوہر نگار

وہ دیباے رومی و خز و حریر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہووے معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
کہا یون کہ اے پور فرخ خصال
پھر آیا وہ شہ سوے پیغامبر
ہوے گر منوچہر پہ مہربان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور شیروےیہ یل
مجھے زر سے دیتے ہو کیا تم فریب
تو سب پھیر لیجایہ گنج اے رسول
ستم ساتھ ایرج کے جو کچھ کیا
گر ایرج نہین تو منوچہر ہے
کمر چست باندھی پے کارزار
ذرا ایک دم پھر نہ ٹھہرا وہان
وہ پاسخ جو تھا اسکا جون زہر مار
جوانمرد شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
پھر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہووے دلیر

وزرین طبقہا سے مشک عبیر
کہ بندے ہین ہم آشتی کے نام
ولیکن ہین ناچار تقدیر سے
کرو کینہ سے اپنے سینے کو صاف
ہم اسکی کرین چاکری جاودان
سنا اور یون سرکشونکا پیام
تجھے ہو سعید اور مبارک یہ فال
ہوا خندہ زن اسکی گفتار پر
تن ایرج نامور ہے کہان
سوے خاور آئیگا لیکر سپاہ
کہ ہین بیوفائی مین سب بے بدل
یہ مکاری ہے سب تمھارا فریب
کہ ہرگز ہمین کچھ نہین ہے قبول
سوا اسکا مکافات دیگا خدا
فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
نہ چھوڑے وہ ایرج کا خون زینہار
ہوا بس پشیمان سوے خاور روان
کیا سلم اور تور سے آشکار
یل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار و ناورد ہین
پے کینہ خواہی ہوے راے زن
شتابی ادھر آئے مانند شیر
کرین چلکے ایران مین ہم اس سے جنگ

وہ پیلان محمول سیم و زر
کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
اگرچہ ہین ہم تو سراپا خطا
تمنا یہ ہے دینے شام و سحر
رکھین اسکے تارک پہ دیہیم زر
بلایا منوچہر کو تب وہین
نظر کرتے گنبد نیلگون
دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
مگر تمنے اب بیگناہ و خطا
وہ سام نریمان و قارن دلیر
یہ مردان جنگ اور پہلوان
یہان خواہش زر نہین زینہار
کیا غدر جو نابکارون نے اب
گیا اس جہان سے وہ ایرج اگر
دلیر و قوی جون نہنگ دمان
یہ پیغامبر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا پھر کہ مین نے منوچہر کو
اور اسکے جو لشکر مین ہین پہلوان
وہ دونون جفاکار بیدادگر
یہ بولے کہ تب چرخ فیروزہ رنگ
یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ
نہین خوب اس بات مین کچھ درنگ

حضور جہاندار گندآوران کر
جو سرزد ہوا ہمسے ایسا گناہ
وہ لے تو خطا بخش ہے خسروا
سوے خاور آئے منوچہر گر
کرین پیشکش اسکے گنج و گہر
بٹھایا سر کرسی گوہرین
ہوے تیرے بدخواہ یکسر زبون
کہ جا ہر دو ناپاک سے کہہ شتاب
کیا قصد خون منوچہر کا
وہ کاوہ کہ ہے جنگجو مثل شیر
منوچہر کے ساتھ پہونچینگے آن
نہین چاہیے گوہر شاہوار
نہین ہے بجا یعنے بیجا ہے سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو بیہوش اور ہوگئے تمام
جہان سلم اور تور تھے وان گیا
جو دیکھا تو ہے مرد پیکار جو
قوی زور ہین مثل پیل دمان
ہوے سنکے پاسخ بہت پرخطر
کہ ہم گر نہ پہلے کرین قصد جنگ
چلین ہم بسوے منوچہر شاہ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون

کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
سواران رومی و ترکان چین
فریدون کو پہونچی یہ جب یہ خبر
جسو سکی کرو تم نہ باندھو کمر
منوچہر نے یون گذارش کیا

کہ چلکر منوچہر سے لیجے رزم
نبرد آزمایان توران زمین
کہ خاور سے اب لشکر آیا ادھر
کہ تا آوین اب اور یہ شمشیر
کہ اب اے جہاندار کشور کشا

فراہم کیا لشکر بے شمار
روان سوے اقلیم ایران ہوے
بلا نامدارون سے تب یون کہا
خبر مجھ یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہین مجھکو زنہار تاب درنگ

یلان تنومند جنگی سوار
پے کینہ خواہی شتابان ہوے
بلاے ہین مردان جنگ آزما
قریب آگئے بس نہین کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ

کیا اس طرف شاہ نے پہلوان
لیے سب گرز و تیغ و سنان
صفِ جنگ آراستہ جب ہوئی
سو راست گرد دلاور قباد
بجائے تعین تھی قائم سپاہ
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد
کہا اے بے پدر خورد کہتو تجھے
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب
تمہاری وہ محفل مین لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کرون قتل مین سلم اور تور کو
رکھین جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن دشت مین وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
ولیکن بتائید لطف اله
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم
منوچہر پر آج شبخون کرین
شبخون کا رکھتے مین وہ عزم جزم
غرض سونپ کر اُسکو یکسر سپاہ
گئی نصف سے رات جس دم گذر
بعزم شبخون وہ آیا جدھر
ولیکن نہ زنہار پایا [illegible]
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو
جہان تور بدکیش تھا رزم ساز
اُٹھایا وہین اُسکو بستر سے
ہوا شاہ جب تور پر فتحیاب

منوچہر کو با سپاہ گران
نہ پروائے سر نہ ذرا فکر جان
رہ صلح مسدود سب ہو گئی
سو چپ وہ گشتاسپ فرخ نہاد
منوچہر تھا رونق قلبگاہ
وہین دونون آئے دوان مثل باد
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچا اُن پیغام تیرا شتاب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہو کے میدان سے پھر گیا
منوچہر سنکے یہ باتین خفا
کرون غرق خون ہر دو مقہور کو
کرین حشر برپا یہان صبحدم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
ہوئے آکے صف بستہ مین و یسار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سب تھا بگرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب ہی آج فوج غنیم
تب اُسکو ہم زیر کر دون کرین
کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین رزم
کمینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ جب ہو گیا سربسر
خبردار پائی سپہ سربسر
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
کمینگاہ سے تب شہ نامجو
دلیرانہ پہونچا شہ نیزہ باز
لٹایا زمین پر سر کین سے
سو سلم آیا اُدھر سے شتاب

زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہان فوج کا کیجیے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان و قارن دلیر
اُدھر سے تھے وہ دونون [illegible]
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی دخت ایرج سے تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھرا رزمگہ سے منوچہر شاہ
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونو ستمگار بھی باسپاہ
جوانون کا سر اور گرز گران
ہوئے دشت ننگ آوران بیشمار
ہوئے تور اور سلم بس دردمند
مبادا کہ غالب ہو [illegible]
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین کرکے قارن کو شہ نے طلب
سواران جنگ آزما تیس ہزار
روانہ ہوا تور نخوت شعار
بنا چاہتا تھا کہ پھر جائیے
ہوئی وقت شب [illegible]
شتابی سے پہونچا سوئے رزمگاہ
جو اک تیر مارا پس پشت تور
جدا تیغ سے کرکے سر تور کا
[illegible] ہوئے سلم سے تاب جنگ

جوانان جنگ آور و صف شکن
سواران جنگی تھے ششصد ہزار
کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و بنفش
کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
پے رزم لائے سپاہ گران
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ دونون کو نفرین کرین خاص و عام
رہی تم پہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہو نژاد و گہر بیدرنگ
امان اُسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہین سوئے آرامگاہ
دلیرانہ آیا سوئے رزمگاہ
ہوئے آکے میدان مین کینہ خواہ
دلیرون کا تہ تیغ و نوک سنان
زمین خون سے انکے ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر انکو اپنا گزند
سوا اسکے [illegible] کچھ نہ تھی
کہ وہ بدنہادان بیدادگر
کہا جو خبردار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے پے کارزار
سواران جنگی لیے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے اب آئیے
ہوا غرق خون پھر ہزارون جوان
کیے قتل اکثر بد کینہ خواہ
تو قالب سے اُسکے ہوئی جان دور
[illegible] فریدون روانہ کیا
گریزان وہان سے ہوا بیدرنگ

گیا بھاگ کر درمیان حصار
ہوا جا کے محصور وہ نابکار

نگہبان ڈر کا کو اک گرد تھا
دلیر و جوان مرد جنگ آزما

پھر اک تیر مارا بہت زور سے
گہر پر منوچہر کے آن کے

ولیکن نہ زنہار کاری پڑی
ہوا شہ غضبناک پھر اسگھڑی

تن اسکا کیا تیغ سے چاک چاک
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک

ہوئی خیمہ زن فوج گرد حصار
نتھا قلعے مین پھر صبا کا گذر

منوچہر نے اسکو بھیجا پیام
کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام

اگر شیر دل ہے تو اے پہلوان
تو مت جان دے چھپ نکل سامنا

یہ سنکر اسے غیرت آئی وہین
وہ غیرت سے پھر رزم لائی کمین

منوچہر شاہ ولایت ستان
مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان

شہ روم و خاور ہے کشتہ جب
ہوا لشکر انکا پراگندہ سب

کیا عرض مت کھینچیے تیغ کین
غریبون پہ اے شاہ روے زمین

وزیر خردمند رخصت ہوا
کہ مشمول لطف و عنایت ہوا

شہنشہ نے سب پہ بلطف و خوشی
عنایات شاہانہ مصروف کی

ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان
ہوا تب عنان تاب شاہ جہان

پیادہ ہوا وان منوچہر بھی
کیا پھر قدمبوس با صد خوشی

بٹھایا منوچہر کو تخت پر
رکھا اسکے تارک پہ دیہیم زر

جہان سے ہوئین رفتنی آجکل
کہ آتا ہے ہر دم پیام اجل

پھر آخر فریدون جہان سے گیا
وہ سرو سہی گلستان سے گیا

ہوا پھر بفضل خدائے کریم
منوچہر بھی بادشاہ عظیم

کیا شام کو اپنا مختیار کار
کہ تھا کاروان وہ یل نامدار

یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد
کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد

جہان مین تو فرمانروا ہو سدا
یہی آرزو ہے یہی ہے دعا

منوچہر بھی سوے حصن متین
گیا لیکے فوج اور گھیرا وہین

سوے رزم و پرخاش مائل ہوا
منوچہر کے وہ مقابل ہوا

منوچہر نے کھینچکر وہین تیغ
لگائی سر خصم پر بے دریغ

کمر بند اسکا پکڑ کین سے
سر خاک ٹپکا اسے زین سے

لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ
کرو قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ

رہا سلم مدت تلک قلعہ بند
ہوا تنگ زیر سپہر بلند

ملا دونگا تجھکو تہ خون و خاک
بنامردی آخر تو ہوگا ہلاک

مقابل مرے آ کے ہو اب شتاب
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب

نکل قلعہ سے سلم جنگی سوار
دلیرانہ آیا پئے کارزار

کیا خم شمشیر اسپر رہا
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا

سپہدار خاور کا تھا اک وزیر
وہ آیا حضور شہ بے نظیر

سر رسم آیا وہین شہریار
کیا اسنے پیمان و عہد استوار

غرض سلم اور تور کی فوج کو
وہ لایا حضور شہ نامجو

جو تھا منصب اسکا وہ قائم رکھا
زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا

جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا
فریدون پیادہ گیا پیشوا

جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب
فریدون نے با صد نشاط و طرب

کہا پھر یہ سام و نریمان سے
کہ اپنے نبیرے کو سونپا تجھے

بہت پند کی پھر منوچہر کو
دعا دی کہ تا ہم جہان مین تو ہو

فریدون جہاندار اب ہے کہان
وہ نام نیکی رہے جاودان

بسان فریدون کیا عدل و داد
رکھا لطف و احسان سے سبکو شاد

سپاہ و امیران و فرزانگان
ہوے سب ثناخوان شاہ جہان

ترے جان و دل سے ہین خدمتگزار
کرین چاکری تیری لیل و نہار

لکھون زال و رستم کی اب داستان
کہ سنکر جسے پیر بھی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر بخانہ سام و پرورش نمودن سیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان مین شام کے اک پسر
تولد ہوا گل رخ و سیمبر

یہ کہنے لگی تجھکو اے نامور
خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر

وہین سام نے آکے دیکھا اسے
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اسے

یہ کہتے تھے وان مرد و زن خاص و عام
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام

سفید اسکے اندام پر مو تمام
کبھی دایہ یہ دیکھکر پیش سام

کہ ہے مہ جبین سرو قد لالہ رو
ولے مثل خار اسکے گیسو مین مو

رکھا اسکا مان باپ نے نام زال
تعجب تھا صورت پہ اسکی کمال

پر سنا دیا دیو ہے یا پلنگ
یہ خلقت ہوا انساکی بے رنگ

یہ سنکر ہوا سام یل شرمگین
مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اُسے
نہ سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
گذر کچھ گیا وان اتفاقاً اُدھر
یہان سام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
خوشی سے پھر اُسکی خبر کے لیے
کہا ایک نے یہ کہ [illegible]
سپید اُسکے مو ہین اگر سر بسر
نظر مین ترے گو ہے فرزند خوار
ہوا صبح دم سام گھر سے روان
الٰہی مرے حال پر رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان
یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کیا زال کو کاروان سے طلب
کہا یون کہ لیجے یہ اپنا پسر
ولے اپنے سیمرغ نے [illegible]
شتابی سے پہونچون مین آن کر
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
غریبون کا بس پرورندہ ہے تو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
یہ نوذر سے ارشاد شہ نے کیا
حضور منوچہر پھر زال کو
طلب کرکے انجم شناسون کو آن
سو گردش انجم و آسمان
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
کرم سے عنایت کیا زال کو

اٹھا لیگیا زال کو بس وہین
یکایک وہ سیمرغ اُدھر کو گیا
اٹھا آشیا مین چھپایا اُسے
کہ بچون کی بھی اک محبت ہوئی
جو گذرا تو شاداں ہوا دیکھکر
یہ کہتا ہے کوئی کہ اے نامور
تو پھر دل مین اپنے ہوا شادمان
روان سوے البرز مردم گئے
کیا تو نے خوف خدا دل سے دور
تو کیا عیب ہے اک نظر اُسپہ کر
معزز ہے وہ پیش پروردگار
سو کوہ البرز آیا دوان
کہ پھر پاؤن مین جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہے شاہ گریہ کنان
کہ دایہ ہون مین تیرے فرزند کا
ہوا کیا اُسنے با صد طرب
یہ بولا کہ تو تاج و اورنگ زر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
تری مشکل آسان کرون بیشتر
فراموش مت کیجیو زینہار
ترا گرد عالم سے نام نکو
کہ شرمندہ ہون تجھسے مین اے پسر
تلافی مری تا کہ ہو جرم کا
کہ اے آنمین جا کے تو پیشوا
گیا لیکے سام یل نام جو
کیا حکم پھر یون کہ اے نجم دان
نظر کرکے بولے یہ دانشوران
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
جہان مین تفاخر دیا زال کو

سو کوہ البرز لالا اُسے
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار
طرح اپنے بچون کے باصد خوشی
وہ رہتے تھے با ہم [illegible]
وہ سیمرغ سے زال کو لے آیا
ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پدر
پھر اک خواب دیکھا پر روز دگر
رکھا دور [illegible] فرزند کو
کہ تیرا ابھی ابیض سر [illegible]
خروشان ہوا دیکھکر [illegible]
خدا سے زبان [illegible] کی التجا
پذیرا ہوئی اُسکی [illegible]
وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام
ہوئی حاضری سام کی [illegible]
پھر اُس سے سیمرغ نے زال [illegible]
ہوا [illegible] سام [illegible]
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
[illegible] دل مین الفت تری
یہ سنکر لیا زال نے یون بیان
روانہ ہوئے وان سے پھر زال سام
خدا سے کیا عہد استوار
گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
وہ شہزادہ تب لیگیا آن کر
کیا حاصل اُسنے زمین بوس شاہ
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
کہ ہے طالع زال شاہا بلند
شہنشاہ اسپان تازی و زر
کیا سام پر لطف پھر بیشمار

شبستان سے اپنے نکالا اُسے
پڑا ہے سر خاک روتا ہے زار
لگا پرورش کرنے وہ زال کی
ہوا نوجوان پھر وہ فرخ نہاد
[illegible] ساتھ اپنا اُسکو رکھا
کہ ماں [illegible] وہ آیا [illegible]
کہ [illegible] دلبند آنکھون کا نور
نظر آئے دو مرد فرخ سیر
کیا خوار یون پور دلبند کو
تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے
نہ دل مین رہی کچھ [illegible]
بہت زار و گریہ یہ اُسنے کہا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
سنا [illegible] خواب اُسنے تمام
گیا پاس وہ کاروان لے بھی
اُسے آیا [illegible] سام یل نام جو
لگا کہنے سیمرغ کو آفرین
[illegible]
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
[illegible] ایران
بہت دل مین اپنے تھے وہ شادکام
کہ تجھکو رکھون جاودان بادکام
ہوا خوش منوچہر کا سنکے دل
گئے شہر مین وے بصد کر و فر
شہنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
حقیقت گزارش کرو مجھسے سب
جہان مین یہ ہوگا [illegible] ارجمند
سلاح و زر و خلعت پرگہر
زیادہ کیا اور بھی اقتدار

آئے حاکم شہر کابل کیا
جو زابل مین پہونچا بل نامور
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
کرو تربیت زال کو روز و شب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
نصیحت لگا کرنے پھر زال کو
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما
ریاست غرض ملک کی خوب کی
سپہدار کابل جو مہراب تھا
اور اس دلستان کا تھا رودابہ نام
تو مہراب نے پھر بلطف و صفا
رکھا جلسے تھا دم بدم اسکا دم
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان
کرے جسکی ہیبت سے غالب تہی
یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
بیابان کی لی آ سنے پھر وہ مین راہ
پھر آسن جا سے کر بیلوا اسکا تو جا پہ
غرض زال نے پھر پلا کر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
مبادا کہ رودابہ ضائع ہو اب
وہ کودک تھا صورت مین ہمشکل سام
سو پیکر رستم شیر خوار
تحائف بہت زال نے بعد ازان
یہ سنکر وہ مسرور شادان ہوا
وہ رستم کہ تھا کودک بے نظیر
طعام اسکو آنے لگا دلپسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کودک یہ ہے زور مند
سو گرگساران و مازندران

سپہدار اقلیم کابل کیا
تو پھر سے تعلیم فوج سپیر
ہوئے آ کے سب فراہم وہ سب
ہنر پہلوانی کے سکھلائے سب
ہنر مند ہشیار و قابل کرو
کہ اے پور دانا و فرخندہ خو
سو کشور گرگساران گیا
بہت خلق نے پائی آسودگی
سو تھی اسکی اک دختر مہ لقا
سمن بو صنوبر قد و لالہ فام
کیا زال سے دخت کو کتخدا
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
کیا زال نے ماجرا سب بیان
ہنر بہر درمان بیل اور دیو بھی
کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب
وہان سے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بے خوف و باک
کیا مست رودابہ کو پھر شتاب
جسے دیکھ حیران ہے مرد و زن
کیا تعلیم زال نے اسکو تب
رکھا رستم اختر شناسو نے نام
نگہ کر کے بولا وہ سام سوار
خوشی سے کیے سو کابل روان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر سو پانچ آنے لگین گوسفند
بخوبی ہوا اسپ پر وہ سوار
ندیکھا کہین زیر چرخ بلند
بفرمان فرمانروائے جہان

حضور جہاندار سے سام زال
ہنر پروران جہاندیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
بتاؤ اسے داب شاہی تمام
بفرمان شاہ جہان بہر رزم
تجھے مین نے سونپا یہ زابلستان
ہوا حکمران ملک زابل کا زال
ہوئی پھر اسے آرزوئے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
ہوا زال جسدم بعیش و خوشی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
وہ بولا کہ اے سرور انجمن
نہ چیرو گے پہلوئے زن جب تلک
وہ تدبیر جس سے نہو خوف جان
کہا زال سے پھر کہ اب وہ دختر
لگا اسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوی زن اسطرح
بہن ایک رودابہ کی نام شین
لگائی جراحت پہ پھر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نے کھینچکر
بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
بجا لا کے شکر خدائے کریم
کبھی رہتی باقی جو کچھ اشتہا
وہ کھا جائے تھا گوشت اسکا تمام
لیا ہاتھ مین اپنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر رزم تھا نام جنگی سوار

مرخص ہوئے پہلوان کمال
فراست شناسان سنجیدہ کو
کہ اے اوستادان صاحب ہنر
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
سو گرگساران مراب ہے عزم
تو داد و دہش خوب کرنا یہان
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی میل خاطر بسوئے عروس
خردمند و دانشور و نامور
طلبگار دختر کا مہراب کی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
شکم مین ہے اک بچہ پیلتن
شکم سے نہ نکلے گا یہ تب تلک
رہے جان کی خیر اے مہربان
پلایا وہ زن کو تو بے ہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل اکہ
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح
روان اشک کرنے لگی پھر وہ مین
ہوئی تندرست اس سے وہ رشک ماہ
شتابی سے بھیجی حضور پدر
بجا ہے جو کہیے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اسکو دیتے بزو گاؤ کا
تعجب مین تھے مردم خاص و عام
رہے لوگ حیران اسے دیکھکر
تنومند تر سام سے ہوویگا
لڑائی تھی دیووں سے لیل و نہار

یکایک وہان سام آیا ادھر
روان ہوکے کابل سے محراب بھی
قریب آکے پہونچا وہان سام جب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آئے گھوڑون سے محراب و زال
کہ اے پور تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہ اے پہلوان جہان شاد رہ
نہین چاہتا خواب و آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر یون
کیا ایک تب جشن طرب
نہین زال و رسام سے کچھ خطر
عیان پھر کرے کون لشکر کشی
وہ اس پاؤ گوئی سے تھا شاد کام
ادھر کا کیا قصد پھر سام نے
یہ کہکر انھین سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے یہ کہ کیا ہی فغان
بست خلق کو اس نے پہونچا گزند
لیا ہاتھ مین گرز سام دلیر
شب تیرہ ہی اور رہا تھی چھٹا
کہ فی الفور بیچارہ دربان مرا
گیا سوئے پیل دوندہ دلیر
کیا کام آخر جب اس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا دل مین اپنے نہین کچھ عجیب
کسی طرف ہی ایک کوہ بلند
کہین ایک سنگ گران قلعہ ہی

کہ دیکھے رخ رستم نامور
سو زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و محراب تب
ہوا سام خوش دور سے دیکھکر
یہ چاہے تھا پھر رستم خردسال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سو راست بیٹھا وہ زال آن کر
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہان جب تلک ہی تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھون کام کچھ
تن بدسگالان کرون غرق خون
ہوے بادہ کش بزم عشرت مین جب
نہ شاہ جہانگیر کا مجھکو ڈر
رہے پھر کسی طاقت سرکشی
تبسم کنان اٹھ کے تھے زال و سام
تو رخصت ادھر چاہی آرام نے
روانہ ہوا پھر سوے باختر
وہان مست پیل سفید ایک تھا
کیا مردمان نے یہ اسدم بیان
دوان ہر طرف ہی وہ پیل بلند
چلا اسکو بازار مانند شیر
تو ایوان سے اسوقت باہر نچا
گریندہ پھر وان ہے ہر اک ہوا
ہوا جاکے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پیلتن سوئے ایوان گیا
وہ لایا بجا اور خوشی کی ہین
جو خون نریمان یہ لیجاکے اب
اور اس کوہ پر ہی حصار بلند
نریمان کے سر پر گرا آن کے

محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان
وہ پہونچا وہ لے سام سے پیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اوترے پیل سے وہ پیادہ شتاب
یہ کہکر دعا دی کہ پروردگار
طرف جب کے محراب فرخندہ خو
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گزارش کیا
مجھے چاہیے اسپ اور زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا نشہ مے کا جب بزم ظہور
یہان مین ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو ای آزان
کہا رستم و زال کو پھر وہین
گئے زال اور رستم سو سیستان
اٹھا ناگہان رات کو ایک روز
کہ پیل سفید شہ نامور
بھرے اس خبر سے جو رستم کے گوش
مے جا بیون نے کیا در کو بند
نجانا اور اک مشت سخت آ لگے
غرض توڑ کر وہین وہ قفل بند
جو مارا سر و پر ایک گرز گران
یہ سنکر خبر زال حیرت زدہ ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جس طرح ہی ماجرا
بحکم فریدون فرخندہ خو
پراگندہ وہین ہوا منزل

روانہ ہوا سوئے زابلستان
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
سوار اسپ پہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہین تعظیم کے واسطے
یہ بولا وہین سام عالی جناب
رکھے تجھکو دائم بجاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو
تہمتن نے دی اسکو پھر یہ دعا
کہ ہون بندۂ کمترین سام کا
نہین مین طلبگار سازندہ سرود
رخ اسکا برنگ گلستان ہوا
تو بولا وہ محراب مست غرور
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
کہ یہ زور ہیہے ہو سکے دشمنان
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا انکی مکان
یہ سنکر فغان رستم نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس وہین جوش
کہا یون کہ اے کودک ارجمند
لگایا وہین سر پہ دربان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
ولے دل مین بس وہ شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ لیا
بیان اسکو کرتا ہون سنیے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اس قلعے کو
گئی جان قالب سے اسکے نکل

پھر رستم سے قصہ بیان کرکے سب ۔ کہا زال نے یون کہ اے پور اب
شتابندہ ہو سوے کوہ بلند ۔ نریمان کا خون لیکے ہو ارجمند
یہ سنکر وہ بولا رستم نامدار ۔ روانہ ہوا جانب کوہسار
یہ پہونچی خبر سوے مازندران ۔ کہ رستم ہوا جانب دژ روان
ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند ۔ کہ مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
وہان جنگ کی کر سکے دشمنی ۔ بسو کیدست موقوف اسنے رکھی
سپاہ گران لیکے وہ ہمرکاب ۔ نمک کو بھر کے پہونچا شتاب
جوانان جنگ آور و پیلتن ۔ ہوے گرد اس قلعے کے خیمہ زن
سے سنگل و ریگ نمکدان مقام ۔ رکھا سام نے اور [illegible] کام
پھرا اسنے ناچار وہ پہلوان ۔ روانہ ہوا سوے مازندران
کیا اسنے رستم کو رخصت ادہر ۔ اور اسنے کہا یون کہ اے نامور
اکیلے ہین کاروان کا لباس ۔ اگر قلعے مین جائے تو بے ہراس
تو چاہا یہ گر ہو سکے کچھ وہان ۔ یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کہ کندہ کرون جا کے بیچ حصار ۔ بھرے [illegible] زندہ اک بکار
کئی اونٹ معمول بار نمک ۔ کہ [illegible] تیغ شمشیر و [illegible]
بجائے شتربان تھے پہلوان ۔ ہر اک گرد تھا صورت ساربان
لیے نامور بار نمک مین سلاح ۔ کہ یہ بار تھی وان تبر ہین صلاح
در دژ پہ پہونچا یل نامور ۔ خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر
کیا آپ ہمراہ کاروان تمام ۔ جو وہ بولا کہ لائے ہین یان تک نمک
وہین آنکے لیے گئے مردمان ۔ گیا قلعے مین جبکہ وہ کاروان
تو ہر گوشے سے آئے برنا و پیر ۔ ہوا گرد انبوہ اسکے کثیر
ہوئی رات جسدم کہ تاریک تر ۔ تو پھر بہر جنگ اسنے باندہی کمر
عقب اسکے سب پہلوان دلیر ۔ [illegible] شیر
خبر دار ہو قلعہ کی سب سپاہ ۔ ہوئی آگے رزم آور کینہ خواہ
مقابل ہوا کوتوال حصار ۔ ہوئی گرم وان انسے بس کارزار
لیے شمشیر و گرز و سنان و خدنگ ۔ رہا صبح تک گرم بازار جنگ
ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ ۔ [illegible] سب نگون دژ
دلیران نے تاراج دژ کو کیا ۔ بہت مال و اسباب وان سے لیا
عجب طرفہ تر وان کی اجناس تھی ۔ کہ دیکھی نہ تھی مرد مان نے کبھی
گیا پھر وہان رستم نامدار ۔ سو خانہ حکمران حصار
جو دیکھا کہ ہے سنگ خارا کا گھر ۔ اور اسکی ہے دیوار بھی سربسر
سوا اسکے اک گنبد زرنگار ۔ با صد لطف و خوبی ہے رشک بہار
لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان ۔ کہ یہ کار انسان نہین پہلوان
لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو ۔ کہ اے نامدار دلیر نامجو
کیا فتح [illegible] ۔ کہ ہمسر [illegible]
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین ۔ رہون اب یہان یا وہان آؤن مین
یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام ۔ دل اسکا ہوا [illegible] شاد کام
یہ پاسخ لکھا اسنے [illegible] پور ۔ رہے چشم بد تجھ سے ہر لحظہ دور
کیا تو نے تسخیر حصن متین ۔ ہزار آفرین [illegible]
[illegible] دل کو میرے گلشن کیا ۔ روان نریمان کو روشن کیا
لگا کہنے اب قلعہ کو خراب ۔ [illegible] تو پھر اس [illegible]
اگر دیدار کا ہے ترے اشتیاق ۔ جدائی ہے تیری بہت مجھکو شاق
جو پہنچا یہ نامہ تو وہ پہلوان ۔ روانہ ہوا [illegible] سیستان
گیا زال با صد طرب [illegible] ۔ با صد شوق اسکو بغل مین لیا
ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر ۔ نثار اسکے سر پر کیا [illegible] زر
سو سام رستم نے نامہ لکھا ۔ رقم مژدۂ فتح و نصرت کیا
غرض سام نے جب یہ نامہ پڑھا ۔ تو پھر شور [illegible] رستم [illegible] پڑھا
اسے اسقدر شادمانی ہوئی ۔ کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی
سنا کارنامہ یہ رستم نے جب ۔ ہوے اہل ایران گرفتار کرب
ہوا دل یہ ہر ایک کا امیدوار ۔ کہ سارے بد اندیش ہونگے خوار
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون پھر ۔ تو سوے منوچہر آیا ہون پھر

داستان نشستن نوذر بتخت منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر او را

جو گذرے تھے شاہ صد و بست سال ۔ تو اختر شناسان صاحب کمال
لگے کہنے شاہ منوچہر کو ۔ کہ اے شاہ دانشور نامجو
قریب آئے اب تیرے رحلت کے دن ۔ بسر ہوگئے بس خلافت کے دن
یہ سنکر جہاندار کشور کشا ۔ طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا
کہین ہون کمر بستہ سوے عدم ۔ مبارک تجھے تخت و تاج و علم
تو مت چھوڑیو رسم و آئین داد ۔ رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تم رکھیو مدام / نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام
وہ پیدا ہوا سو سے خاور زمین / کیا خلق نے اختیار اسکا دین
تو مت ہوجیو اس سے پرخاش جو / قبول اسکا اب کیجیو دین کو
رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ / اگر ے قصد تیری طرف بہر جنگ
بقصد نبرد از رہ سرکشی / اگر ے جب بد اندیش لشکر کشی
یل نوجوان یعنی فرزند زال / نہین پہلوان کوئی جسکی مثال
منوچہر کہتا تھا جب یہ بیان / الملک زادہ نوذر تھا گریہ کنان
یکایک ہوا خسرو سرفراز / گرفتار بیماری جان گداز

جہان مین ہوئی تازہ اب داوری / ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری
وہی مرسل خاص یزدان پاک / کیا اسنے فرعون کو اب ہلاک
تجھے پیش ہے اب ہم عظیم / ترے اہل توران من سا رہیم
تجھے ہاتھ سے اسکے ہووے گزند / تو عاجز ہو بس زیر چرخ بلند
خبر کیجیو سام اور زال کو / لگک چاہیو اس سے اے نام جو
وہ اس خاندان کا ہو نیکخواہ / اگرے یاوری آگے لیل و نہار
نکچھ ان دنون شاہ بیمار تھا / نکچھ درد تھا اور نہ آزار تھا
نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر / جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد باکر و فر / سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی / ہوا مسند آرائے فرماندہی
نہ داد و دہش کی نہ انصاف و داد / بغفلت بجور و ستم دل نہاد
یکایک ہوا اس سے بیزار سب / ہوئے منحرف بلکہ سردار سب
ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال / ہوا اپنے دل مین ہراسان کمال
تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد / منوچہر شاہ خجستہ نہاد
ہوئی سلطنت ان دنون کچھ خراب / یہان آپکو اب تو ہونچا شتاب
ادھر تو یہ نامہ لکھا اور ادھر / ستمدیدگان پہونچے وان پیشتر
پھر اتنے مین نامہ گیا شاہ کا / تاسف بہت پہلوان نے کیا
جو نزدیک ہونچا یل نیکنام / بزرگان ایران گئے پیش سام
تو بیٹھا اب سر تخت فرماندہی / تو رکھا اپنے سر پر کلاہ مہی
یہ لایا زبان پر یل ارجمند / تھا کے یہ نزدیک اپنے سپند
منوچہر کی دخت ہوتی اگر / سر تخت شاہنشہی جلوہ گر
جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا / ہوا اے نامداران ہم اندیشہ کیا
نہو منحرف اس سے تم زینہار / کرو چاکری اسکی لیل و نہار
کیا شاہ سے سب کو گرویدہ پھر / رہا کوئی بھی وان نہ رنجیدہ پھر

ولیکن منوچہر کی رسم پر / نہ قائم رہا خسرو نام ور
ہوئی بند یکسر مروت کی راہ / ہوا بند سیم و زر بادشاہ
لکھا بادشاہان اطراف کو / اک آواز ادھر اور یہ ملک لو
سو سام نامہ لکھا اک رواں / لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان
زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار / ارکن خلافت ہے سام سوار
وگرنہ یہ پھر تخت شاہی ہین / بد اندیش ہوا اور ایران زمین
کیے تھے جو نوذر نے بیدادیان / کیے سام سے جاکے یکسر بیان
روانہ ہو مازندران سے وہین / شتابان ہوا سو ایران زمین
گزارش کیا یکہ اے نامور / جہاندار نوذر رہے بیدادگر
گرفتار کر شاہ نوذر کو اب / اطاعت کرین ملکے ہم تیری اب
کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان / اسے قید کر ہو نہین شاہ جہان
کمر باندھا مین ہے چاکری / شب و روز کرتا ہو فرمانبری
اسے باز لاؤ نکال اس راہ سے / کرو ان تازہ یہان شہنشاہ سے
یہ کہکر گیا بیٹھ شاہ جہان / پھرایا سر عزیزان بہ یگان
سنو آگے احوال پور پشنگ / کہ نوذر سے آگے ہوا گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما / سپہدار اقلیم توران کا تھا
پسر ایک تھا اسکا افراسیاب / کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب
پشنگ اس سے کہنے لگا ایک روز / کہ اے پور خورشید طالع و نیک روز

سرفراز تھا نسل سے تور کی / اسے جنگ نوذر سے منظور تھی
یل زور مند و دلیر و جوان / تھا اسکا ہمسر کوئی پہلوان
کہ ان سوا ایران ہو کیسا / تو نوذر سے جاکے ہو جنگ ہمراہ

شتابان ہوتا خیر مت کرو وا
ہوا میل خاطر سوئے رزم و کین
کرون جا کے سالار ایران سے جنگ
پھر افراسیاب اس سے بولا وہین
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ اے خردمند پور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
بشمشیر و گرز و ستان و خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ ہو دشت رہ نورد
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کرون مین نبرد دلیرانہ اب
تھلک تا ثیان گمرد افراسیاب
کہ سے آنکے مجھ سے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کودا اسپ کو سوئے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انبوہ دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے روئے زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب
اُدھر لشکر آرائے توران زمین
سر و سینہ تھا وقف پیکان و تیغ
اور آ فوج توران ہوئی چیرہ دست
ہوا آپ تب عازم کارزار
رکھے ہو اگر عزت افراسیاب
یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجیے کیا جو ہم حرب تھی
کہین سر سے نوذر کے دیہیم زر
کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال

کہ لینا ہے خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو پھر وہین
کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہر چند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن و زال و سام
یہ گفتار ہے عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوئے ایران شتاب
کمر چست باندھے ہوئے بہر جنگ
گیا سام نے اس جہان سے سفر
تھا دل مین اسکے کچھ اندوہ و درد
سواران جنگی صد و چل ہزار
کرون غارت ایران کے لشکر کو سب
بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
کہ اے پہلوان جا کے ہو گرم کین
ہوا تازیان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد تب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر اتنے مین ایران سپہ ہوئی شکار
تو قارن پئے جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پئے رزم و کین
نہ جان کا تھا ان مین کسی کو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تاجدار
تو آ کر مقابل ہو میرے شتاب
ہوا آنکے رزم جو مثل شیر
سنان پر سنان ضرب پر ضرب جب
گرا وقت پیکار تھا خاک پر
ولیکن جہاندار تھا پر ملال

جو قصہ سنایا تو افراسیاب
کہ شائستہ جنگ شیران ہو تمہین
یہ سنکر ہوا خرم و شاد وہ
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب ہے اندنون عزم جنگ
یہی وقت ہے جا کے لے انتقام
جوانان شمشیر زن سی ہزار
خزروان ہمراہ اس دو پہلوان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ادھر سے بھی نوذر یہ سنکر شتاب
ملکزادہ نے نامہ سوئے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آ کے میدان مین رزم جو
پسر کاوہ کا قارن نام ور
قباد اس جوانمرد کا نام تھا
وہ لے خشت فولاد کی ایک ضرب
سو تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کر کے آراستہ فوج کو
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہوئے کشتہ و خستہ وان
جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب
کہ ہرگز نہین اسمین کچھ فائدہ
جسے نصرت و فتح دے کردگار
ہوئے نیزے دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہو گئے شام پر
غرض رزم موقوف کر کے وہ شاہ
ملازم کو اُس شہ کی سرکار کا

گیا ہو کے آسائش و خورد و خواب
سزاوار رزم دلیران ہون مین
ہوا بندہ غم سے کر آزاد وہ
حضور آپکے حاضر ہین یک سیجوان
یہی مصلحت ہے کہ کیجیے درنگ
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد شائستہ کارزار
سپہ کے تھے سالار با فر و شان
کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ اے شاہ فیروز جنگ
تو با ہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
کہا یون کہ ہو وے جسے آرزو
کہ سردار لشکر تھا با کر و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کھائے تو دے جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ
کسی کو کسی کا نہ تھا کچھ بھی درد
وہین پھر گئے سوئے آرامگاہ
کہ جیسے تھے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
زمین بن گئی سربسر گلستان
کہ لشکر ہوا بیدل و خیرہ تاب
جو کشتہ ہو ناحق یہ خلق خدا
کرے بادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کار منجر بنوک سنان
ہوا خصم کو بھی نہ کچھ کارگر
پھرے نہ بگ سے سوئے خوابگاہ
وہان سے وہ دیہیم لایا اُٹھا

ہوا شاہ دلگیر و اندوہگین
سران سپہ کو فراہم کیا
ظفر پانے کی آتی نہین کچھ نظر
یقین ہے کہ پھر دشمنان سر بسر
جدا ہووے تن سے مرا سر اگر
وے اپنے بیٹون کو رخصت کرو
وہ فرزند جو توس گستہم تھے
یہ سالار توران کو بھیجا پیام
رہی جنگ موقوف دو روز تک
سواران جنگی یمین و یسار
ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب
ہوا کشتہ شاپور میدان مین
فراہم نہ آئندہ لشکر رہا
روان سوے پارس ہوا تازیان
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب
نکلکر ہوا سوے وادی روان
ستیزندہ وہ بھی ہوا ناگزیر
بیک گردش چرخ بیدادگر
ہوا بعد ازان جا کے افراسیاب
ہوا تازیان گشتہ ہنگام جنگ

سخن باپ کا یاد آیا وہین
جہاندار نے پھر یہ اُنسے کہا
کہ لشکر ہے اپنا زبون سر بسر
مجھے یان سے لیجائینگے کرکے اسیر
تو قائم رہے نیک نام پدر
یہان سے سوے پارس اب بھیجو
انھین لیکے آغوش مین پیار سے
کہ لشکر بتنگ آگیا ہے تمام
رہا لشکر آسودہ زیر فلک
ہوا جلوہ گر قلب مین شہریار
کہ ترکان چین جسکے تھے ہمرکاب
پڑا تفرقہ فوج ایران مین
نہ میدان مین قائم وہ نوذر رہا
گرفتار ہون تا کہ شہزادگان
تو فوج اور بھیجی کمک کو شتاب
ولے بر سر کینہ تھا آسمان
ہوا آخر کار نوذر اسیر
نہ نوذر رہا اور نہ وہ کر و فر
سپہر فریدون عالی جناب
گریزان ہوئی فوج سب بیدرنگ

کہا تھا منوچہر نے یہ کہ ہان
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ
اگر بھاگیے تو کدھر جائیے
یہ بہتر ہے کشتہ ہون میدان مین
سران سپہ نے یہ سنکر کہا
کہ تخم فریدون سے تا یکدو تن
کیا شاہ نے سوے پارس روان
لڑائی مین دو روز گیے درنگ
مگر تیسرے روز وقت پگاہ
وہ شاپور قارن سران سپاہ
یکایک ہوے ترک چین چیرہ دست
وہ قارن بھی وان سے گریزان بتیغ
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند
ہوا سدرہ قارن نامدار
جو کم رہگئی فوج گرد حصار
سپہدار توران یہ سنکر خبر
سوا اُسکے آئی گرفتار وان
جہان مین رہا حکمران ہفت سال
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
ہوا پر الم سنکے افراسیاب

تجھے فوج ایران سے ہے بیجے زیان
یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
حفاظت کی اب جا کہان پائیے
بچاؤ نہین اب زندہ زندان مین
کہ جز ننگ چارہ نہین ہے یہان
رہین زندہ اے سرو سیمین تن
ہوے دیدۂ تار گوہر فشان
گرو تیسرے روز پھر ہے بجنگ
گیا سوے میدان پھر ایکبار شاہ
بہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ
سپہدار ایران [illegible] شکست
سو ملک پارس شتابان ہوا
مخالف نے گھیرا حصار بلند
لگی ہونے باہم وہان کارزار
تو پھر قلعے سے نوذر نامدار
تعاقب کیا اُسکی گیا زود تر
ہزار و دو صد اور بھی پہلوان
پھر اقبال کا اُسکے آیا زوال
کہ غالب رہا قارن نامور
بہت دل کو اسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و شماساس را بسمت سیستان و کشتن نوذر و عزیزت را

سپہدار نے یہ ارادہ کیا
خزروان شماساس نامی یلان
کمر کینہ خواہی پہ باندھی وہین
لکھا شاہ محراب نے زال کو
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو
شکستہ ہوا مغفر پہلوان
خزروان ہوا کشتہ جب وقت جنگ

کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
گئے سنکے سالار فوج گران
زرہ پوش ہوکر لیا گرز کین
کہ ہون منتقم تیرا اُسے نامجو
تو باہم مبارز ہوے کینہ جو
ولیکن نہ کچھ سر کو پہونچا زیان
تو آیا شماساس پھر بہ تنگ

روانہ کیے پھر بے کارزار
سنی زال یل نے جس دم خبر
روانہ ہوا سیستان سے شتاب
ہوے پہلوانان کابلستان
خزروان نے آکر عمود دو سر
بگرز زتوڑا خزروان کا سر
وے حملہ آور ہوا زال جب

سواران جنگ آزما سی ہزار
کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر
کہ تا خیر کی تھی نہ زنہار تاب
رفیق سپہدار زابلستان
یکایک جو مارا اُسے زال نے
زمین اُسکے خون سے ہوئی تر بتر
نہ ٹھہرا شماساس میدان مین تب

گریبان ہوئی اسکی ساری سپاہ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
گیا قتل نوذر کو وہ بے شتاب
گیا قصد یہ کر کے وہ کینہ جو
کہ لاؤن پکڑ طوس گستہم کو
گیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
کیا اسنے اعزاز انکا کمال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
سوا اسکے تھے اور بھی پہلوان
جو نوذر کے پروردہ تھے مردمان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
کیا زال نے دیکے فرخندہ حال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
کسے تاجور کیجیے ایران کا
نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ
تو کرکے بداندیش کو پایمال
ابھی ملک ایران سے دیجیے نکال
بلند اقتدار و معلے جناب
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
اسے زال نے ایک نامہ لکھا
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
اگر آوے یا نتک تو اے نامدار
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
بداندیش ہے وہ جو افراسیاب
نکال اسکو ایران سے [illegible] شتاب
گیا رے سے زابل کو وہ نامور
یہ چاہے تھا ہو عازم [illegible]
ملکزادہ کے پاس اتنی سپاہ
نہ تھی ساتھ اسکے جو ہو رزم خواہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
گیا بیخطر بھائی کے روبرو
کرے پر قناعت نکی تو نے بس
ہوئی تخت ایران کی مجھکو ہوس
دیا پاسخ اسنے کہ اے تاجور
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
برادر نوازی نہ کی زینہار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
ہوا کشتہ اغریرث نامور
کیا نامدارون کو اسنے طلب
کہا یون کہ کین پر کمر باندھو اب
ولے چاہیے شاہ والا شکوہ
دلیر و جوانمرد و دانش پژوہ
نہین یہ سزاوار تاج شہی
نہین لائق تخت فرماندہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
شہنشاہ با شوکت و شان ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
ہوا کشتہ جب سلم تب بیدرنگ
جزیرے کی جانب گریزان ہوا
وہان خوف سے جا کے پنہان ہوا
ملکزادہ تھا اس جوان کا جو نام
سزاوار شاہی ہے وہ ذوالکرام
[illegible]

داستان آمدن ملکزادہ زو پسر

تعاقب کیا زال نے پھر وہین
ہزارون کیے قتل ترکان چین
ہوا پھر وہین سوے پارس روان
گئی ساتھ اسکے سپاہ گران
وہان سے وہ دونون گریزان ہوے
طرف سیستان کے شتابان ہوے
بخوبی انھین سیستان مین رکھا
رکھو جمع خاطر یہ اسنے کہا
ہوا انپہ شفقت کنان زال زر
کیا لطف مصروف ہر ایک پر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
کیا حزم و شان تعظیم سے
ابھی طوس و گستہم نادان ہین
نہین بادشاہی کے شایان ہین
جو شاہ زبردست ہوئے بہم
سزاوار ہو جسکے تاج و علم
جوان ایک تھا حاکم شہر رے
سزاوار اورنگ شاہان کے
ملکزادہ اغریرث اسکا تھا نام
جوانمرد خوش خلق شیرین کلام
کہ مین نے بہت کی فراہم سپاہ
ولیکن نہین ہے کوئی بادشاہ
تری چاکری اہل ایران کرین
ترے آگے کار نمایان کرین
روانہ ہوا پڑھکے اس نامہ کو
سو زال اغریرث نام جو
خبر سنکے اتنے مین افراسیاب
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب
گیا لاجرم پیش افراسیاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب
ولیکن لگا کہنے افراسیاب
بطرح شعلے کی بھڑک کر پیچ و تاب
جو دشمن مین مانسے موافق ہوا
مرا تو جہان مین منافق ہوا
مری تاب کیا جو کرون ہمسری
نہین مجھکو دعوی بجز چاکری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
کیا تن سے بیچارے کا سر جدا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
زیادہ ہوا اور بھی دل مین کین
بدر ملک سے خصم کو کیجیے
شتابی سے نوذر کا خون لیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
نہین دانش و عقل سے بہرہ ور
سوا انکے نسل فریدون سے گر
کوئی ہو تو مجھکو کرو تم خبر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
تو کہنے لگے موبدان کہن
ملکزادہ طہماسپ اسکا پسر
فراری ہوا با دل پر خطر
غرض ہے پسر ایک طہماسپ کا
جوانمرد ذی شعور و خوش لقا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا
تو یون قارن نامور سے کہا
ہوا وہ مین القصہ قارن روان

طہماسپ ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زادہ پہونچا وہ جب
خوشی سے وہین ساتھ قارن کے زو
ہوا جلوہ گر تخت شاہی پہ زو
گیا شاہ پھر سوے افراسیاب
گیا خوار ہوکر جو پور پشنگ
ترا بھائی اغریرث نامور
روا تو نے رکھا برادر کا خون
رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
کیا اسنے روز و شب عدل و داد
جہان مین باقبال و جاہ و جلال

دیا زال کا اسکو پیغام تب
طرف سیستان کے ہوا تیز رو
ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو
لڑائی کی لایا نہ ہر گز وہ تاب
نہ عزت ہوئی کچھ حضور پشنگ
ترے پاس حاضر ہوا آن کر
کیا فوج ایران نے تجھکو زبون
ہوا ناگوار اسکو آرام خواب
جہان کو رکھا خوب آباد شاد
رہا شاہ فرمانروا پنج سال

کہا یون کہ چلیے سوے سیستان
جب آیا خداوند تاج و سریر
سوے ملک پارس روانگی سپاہ
گیا بھاگ بدخواہ توران مین
پشنگ اس سے بولا کہ ای نابکار
کیا تو نے ایسا اسکو ہلاک
نہین کام تیرا مرے روبرو
جہاندار زو خسرو دین پناہ
پل زال زر اور سب پہلوان
پھر آخر کو پہونچا پیام اجل

مہیا ہی اورنگ شاہی وہان
ہوے گرد سب اسکے فرمان پذیر
ہوا اس ولایت مین پھر خلق شاہ
تصرف ہوا شہ کا ایران مین
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
مرے سامنے سے ہو پس دور تو
ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ
شب و روز تھے شاہ کے مدح خوان
گئی جان قالب سے اسکی نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاہ
پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
بصد علت تقصیر افراسیاب
سپاہ گران لیکے پور پشنگ
پھر آیا سپہ لیکے افراسیاب
مگر رکے رستم کو اب سرگروہ
لگا کہنے رستم سے پھر زال زر
تو کار آزمودہ نہین اب تلک
تری مصلحت کیا ہی کہو کہ شتاب
یہ بولا تہمتن کہ ہون مرد رزم
اکو داؤن اگر اسپ کو وقت جنگ
کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان
دکھاے تہمتن کو پھر سر بسر
وے مادیان ایک سی سخت جنگ
یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند

خداوند اورنگ و تاج و کلاہ
کہ اک طفل ایران کا ہی تاجور
معاف اسنے کرکے کہا یون شتاب
ہوا سوے ایران روان بیدرنگ
کیا چاہیے اب تدارک شتاب
ادھر بھیجتا ہون مین با صد شکوہ
کہ حیران ہون مین کیا کرون کہو
کہ ہی ناز پروردہ زیر فلک
جو ہو تجھکو منظور سو دیجے جواب
کرون خیرہ بدخواہ کو ہی یہ عزم
کہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران
وہان گلہ اسپ تھے جسقدر
نگار اسکے تھے جسم پر لالہ رنگ
کہ رستے تا کر اس رہ کو پاسے بند

وے تھا پر پریدہ رای زال
پشنگ اپنے دل مین لگا کہنے تب
کہ لشکر کشی سوے ایران تو کر
بزرگان ایران یہ سنکر خبر
وہ بولا کہ مین تو ہوا سال خورد
یہ سنکر ہوے شاد سب نامجو
ہوا ایک درپیش دشوار کار
تجھے کیونکہ بھیجون پئے کارزار
غرض آزمانا تھا رستم کو زال
بہ بازو کے پرزور و دست دراز
یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر
حضور اسکے لائے وہین گرز سام
رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کے
اور اسکا تھا اک بچہ پیلتن
لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان

کہ تھا بادشاہ جہان خرد سال
کہ تسخیر ایران آسان ہی اب
بے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر
لگے زال سے کہنے ای نامور
ستیزہ ہی کار جوانان گرد
کیا سب نے اقبال سن کر کہ تو
کہ جس سے گریزان ہیں تاب و قرار
ہوے شیر مردان جنگی سوار
کہ ہی یا نہین جنگ کا کچھ خیال
نہین کچھ طلبگار آرام و ناز
دعا دی کہ باہم ہو تجھے ظفر
تہمتن ہوا دیکھکر شاد کام
وہ شمشیر زیر خم ہو گیا بس تبھی
ہوا دیکھکر خوش پیل صف شکن
کمند اسپ مست و ال ای پہلوان

کہ مادر ہی کرتے کی خونخوار تر
غضبناک اور مردم آزار تر

تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند
سر خشس لایا وہین زیر بند

یہ چاہے چباوے تہمتن کا سر
کہ اتنے مین رستم بھی جون شیر نر

غرض خشس تھا نام اُس کرگ کا
توانا و زور آور و چست تھا

کیا ہو نہ اُس خشس نے اسقدر
کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر

گیا خشس کو زین ہوا پھر سوار
بصد کامیابی یل نامدار

سپاہ گران ساتھ دیکر شتاب
روانہ کیا سوے افراسیاب

گیا آپ بھی بعد دو روز کے
ملا جاکے بس رستم گرد سے

جو مجھسے کرے بزم کی آرزو
وہ کیا چیز ہے بس مرے روبرو

سپہ اُسکی تھی یہ دل شادکام
اور افواج ایران تھی بیدل تمام

کوئی چاہیے بادشاہ دلیر
کہ یان جسکی ہیبت ہو مانند شیر

نژاد فریدون سے کوئی اگر
کہین ہو تو مجھکو دو آکر خبر

فریدون نسب شاہ فرخ نہاد
دلیر و جوانمرد ہے کیقباد

پدر رستم سے بولا کہ اے نامور
کمر باندھ اور خشس کو زین کر

تمنا یہ رکھتے ہین سب پہلوان
کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان

وہ بستے ہین تو ہو جہان تلک
زیادہ تھو دیر زیر فلک

کیے اُسنے ہین بیشتر چند خون
مبادا مجھے بھی کرے سرنگون

غضبناک ہوکر وہین مادیان
دوان آئی مانند شیر ژیان

ہوا جبکہ میدان مین نعرہ زنان
تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان

کمند اُسکے سر پر ہوئی جبکہ بند
لگا کھینچنے تب یل ارجمند

ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا
بزور اُسکو قابو مین اپنے رکھا

در گنج پھر زال نے وا کیا
تہمتن کو گنج فراوان دیا

ولیکن ہوا مضطرب زال زر
ستایا وہ تاب فراق پسر

یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب
کہ رستم ہے کودک کہان اُسکو تاب

ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال
نہین اب ہے تسخیر ایران محال

یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ
کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ

روانہ کیے ہر طرف مردمان
کہا زال نے یون ہر اک سے کہ ہان

کسی نے کیا آنکر یون بیان
کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان

ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال
ہوا بند سے غم کے آزاد زال

روان ہو شتابی سو کیقباد
یہ کہ جاکے اے شاہ فرخ نہاد

مددگار دولت ہے یاور ہے بخت
مہیا ہے تجھکو وہان تاج و تخت

یہ سنکر وہین وہ یل باشکوہ
روانہ ہوا سوے البرز کوہ

روان کردن رستم را برائے طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

ادھر کوہ البرز سے کیقباد
کہین آکے بیٹھا تھا مسرور و شاد

لگا کہنے دل مین عجب ہے جوان
تماشائی خشس اور گرز گران

کہ تند اسقدر تو نہ جا اے جوان
اُترکر ذرا اسپ سے بیٹھ یان

مگر اے جوانمرد فرخ نہاد
مجھے دے نشان شہ کیقباد

ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون
مکان تک تجھے اُسکے داخل کرون

یہ بولا تہمتن کہ اے نامور
پدر میرا ہے پہلوان زال زر

جوانمرد ہے کیقباد اسکا نام
تو جاکے یہ اسکو پہونچا پیام

یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون قباد
پدر پر پدر نام رکھتا ہے یاد

مجھے تخت ایران مبارک مدام
ہمیشہ ترا بخت و دولت بکام

دو باز سفید آکے ایران سے
سر تخت شاہی بٹھایا مجھے

ہوا اسطرف کو ترا اب گذر
بلطف خدا اے یل نامور

ہوا رستم گرد کا وان گذر
وہ شہزادہ حیران رہا دیکھکر

ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین
تہمتن کو آواز دی پھر وہین

مے و نقل یہ دیکھ طیار ہے
وہ بولا نہین مجھکو درکار ہے

وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان
تو اُس نامور کا ابھی دو نشان

لگا پوچھنے پھر کہ اے پہلوان
بتایا تجھے کس نے یہ دان نشان

کہا اُسنے مجھکو کہ جا سوے کوہ
وہان ہے ملکزادہ باشکوہ

کہ ہے پہلوانون کی یہ آرزو
کہ تو شاہ ایران ہو اے نامجو

تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
بجا شرط خدمت کی لاکر کہا

تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر

دم صبح پھر با دل شادمان
اُتر کوہ سے آکے بیٹھا یہان

یہ کہکر وہان نوش کی پھر شراب
کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب

نوشتن نامۂ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سنیجیے مجھے اور مرے باپ کو
غرض سوے ایران وہین شاد شاد
یہ سرحد مین پہونچے جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ آسیر روان
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رسیدے تھے نہان دشت مین شام تک
اُسے اُسنے یکہفتہ پنہان رکھا
قباد دلاور کو با کر و فر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
اُدھر سے سماساس آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
پکارون کہ آیا کے افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نر ہووے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان دلیر
اُسے دیکھکر مردمان سے وہین
کہ ہے پور زال اور رستم ہے نام
کہ اسے طفل آیا جو تو بہر جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھ دیا
کمربند اُسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر
اُدھر سے بھی وہین لغیران شاہ
گریزان ہوئے ترک و سالار ترک
لگا کرنے فریاد دیون باپ سے
ہوا کیقباد اب جہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اُسکی قوت کا کیا مین کرون
کمربند اُسکا جو ٹوٹا وہین
یہی مصلحت آشتی ہو بہم
کیا دیکے دل شہ کو نامہ روان

وہ جبار نسفیدا سے یل نام جو
روانہ ہوئے رستم و کیقباد
ہوا سدرہ وہ بھی تب آن کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو ہوتے تھے زیر فلک
بشغل مے ناب شادان رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سو رزم ہر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہی گرز سام
تو کیا اختلاج سنان و خدنگ
ہوا بے پیرا تو اس سے جنگ آزما
اٹھا کر تہمتن نے بس زین سے
وہ چھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
ہوئی سرد گرمی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے
وہ ہے مرد جنگ آور و ہوشیار
کہ ہم پنجہ شیر شرا اُسکا ہوا
کہ بس رو برو اُسکے پیش شیر تھا
تو مین ہاتھ سے اُسکے چھوٹا وہین
نہون کینہ جو کیقباد اور ہم

بس اب تم مجھے تا سوے ایران چلو
قلون دلاور یل با وقار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم نے سینے مین
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض رفتہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوئے یکدل اتنے مین ہر جوان
کیا قصد پھر سوے افراسیاب
ادھر سے تو قارن یل نامدار
سماساس یکسر ہوا غرق خون
مرے دل مین ہے جاؤن میدان مین
نکر قصد جنگ اس سے بولا یہ زال
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
بتاؤ کہ ہے کون یہ نوجوان
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا زور سرپنجہ دکھلاؤ نہین
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ چاہا کہ لیجائیے شاد شاد
بس اتنے مین آپہونچے اسکے سوار
ہزارہ صد و شصت جنگی جوان
اتر آب جیحون سے پور پشنگ
کہ ایرانیون سے نہ کیجے مصاف
بہت یون تو ایران مین ہین پہلوان
یل پیلتن رستم اسکا ہے نام
سیہ کر دے یکبارگی زین ...
ہوا سو ہوا پیشتر اسے پدر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

ترے سر پہ ہم تاج شاہی کین
طرف سے تمہا کر شتاب کے رابند
سو رزم و پرخاش مائل ہوا
قلون سے کہ جو بارا وہین سپید
ہوئے بیشتر اس مکان سے روان
یل نامور زال زر تھا جہان
تو پھر زال نے رو رستم وہان
ہوئے پہلوان شاہ کے ہمرکاب
گیا سوے میدان پئے کارزار
زمین پر گرا اسپ سے سرنگون
کہ دون خوار دشمن کو آن مین
مقابل ہو اس سے یہ کس کی مجال
اُسے اسپ سے لاؤن زیر زمین
مقابل تو مجھ سے ہوا کر شتاب
یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھکر تجھکو لیجاؤن مین
رہا وہین قائم یل نامور
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
ہوا کشتہ ہاتھون سے رستم کے جوان
گیا خستہ خاطر حضور پشنگ
مجھے رکھیے اس بات سے بس معاف
وہ ہے نسل سے سام کے اک جوان
زبون اسکے ہاتھ سے ہے اپنا لشکر تمام
یکسر سپہ جلے شعارہ کین سے
وہ اب گذشتہ تو مت یاد کر
تو اک نامہ اسنے لکھا بے درنگ
سو کیقباد شہ خسروان

منوچہر جہاندار روتا گیا
اگر تور نے خون ایرج کیا
کیا اُسنے پاداش نوذر سے بس
بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی
کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
کرین تازہ پیمان عہد استوار
یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر یہین
نہین عہد و پیمان یہ تم استوار
لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
یہ بولے وہ شاہ قوی جنگ سے
دیا رستم و زال کو گنج و زر
بصد ملک توران ندون زینہار
وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
بصد کامیابی و فتح و ظفر
ہوئی مدح خوان شہ کیقباد
یہ سوجھا شہنشہ کو یکبار گی
طلب کر کے بولا کہ کاؤس کے
معاون رہو اسکے شام و سحر
وہ بولے کہ ہم اے شہ نامدار

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اسکا بدلا لیا
نکالی غرض اپنے جی کی ہوس
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
برادر مین یکجدی ای شہریار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تمھاری نہین بات کا اعتبار
نکمس صلح اور آشتی زینہار
طلب کر کے محراب اور زال کو
کہ ہے صلح بہتر شہا جنگ سے
عنایت کیے خلعت پر گہر
کرونگا فزون تیرا عز و وقار
ہوے شہ کے شاہان عالم مطیع
گیا سوے پارس شہ دادگر
فریدون کو ہرگز گیا پھر نہ یاد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
عزیزو تمھارا بڑا بھائی ہے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہار

پڑھا کر کے وا شاہ نے سر بسر
ہوا پھر اُدھر عازم افراسیاب
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
یہ بہتر ہی اب آشتی کیجیے
موافق فریدون کی تقسیم کے
غرض آب جیحون ہے درمیان
اُدھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
سر نو اگر ہووے قول و قسم
کیا گرز نے میرے اسکو زبون
یہ بھلا تمھارا جو ہو مشورہ
غرض شاہ نے با نشاط و خوشی
کہا یون کہ اے رستم نامجو
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازان
بہت نامدارون پھر شاد شاد
یہ داد و دہش شاہ نے کی نہان
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
یہ ہوے خداوند تاج و سریر
اُنھون نے پذیرا کیا یہ سخن
کئی روز کے بعد پھر ناگہان

یہ تمھین لکھا تھا کہ اے تاجور
تحمل کی تھی اسکو ہرگز نہ تاب
کیا فوج طوران کو اُسنے تباہ
نہ کینہ کو بس دل مین رہ دیجیے
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے
اِدھر ہم اُدھر تم رہو حکمران
ولیکن خدا نے سزا اسکو دی
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم
ملایا عدو کو تہ خاک و خون
کرو مجھکو آگاہ اس سے ذرا
سپہدار توران سے کی آشتی
ترے جسم کا ایک بھی تار مو
روانہ کیے جا بجا پہلوان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد
کہ اک خلق با خاطر شادمان
جہان مین خداوند تاج و کلاہ
اُنھین ایکدن شاہ فرخ تبار
رہو تم شب و روز فرمان پذیر
بجا لاے فرمان شاہ زمن
ہوا سوے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوے بند جب دیدۂ کیقباد
لگا کرنے داد و دہش روز و شب
کہ آب و ہوا ہی بہت خوش گوار
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل بزم
فریدون و ضحاک و جمشید سے
یہ جی مین ہے کشور ستانی کرون
یہ گفتا ستاقافی آفاق گیر
فریدون جمشید عالی وقار

تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
سدا فصل گل ہے ہمیشہ بہار
ہوا دل طلبگار میدان رزم
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون
ہوے سنکے حیران امیر و وزیر
منوچہر شاہنشہ نامدار

خداوند اورنگ و افسر ہوا
ہوا ایک سازندہ حاضر وہان
یہ سنکر کیا قصد مازندران
مبادا ان اگر ہون مین آرام گیر
مشقت بھی لازم ہے آنکے مثال
سپہ کھینچون اب سوے مازندران
بظاہر یہ بولے کہ ہے بات نیک
ولیکن خوب ہے یاد افسونگری

جہان پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے تعریف مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
تو بربادہو ملک و تاج و سریر
کہ قائم رہے افسر و ملک و مال
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان
ولے جی مین کہنے لگے یون ہر اک
اطاعت مین نکلی تھے دیو و پری

وہین زور و قوت وہ شاہ نشان
وہ گرساس گشتہم طوس جوان
ہوئے یکدل اس بات پر وہ سب
بہم پہنچتے ہی تماشے کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور کشا
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
کہین سب شہنشاہ با مہر و دین
شہنشہ نے گفتار لطف و کرم
کیا آنسے پھر ذکر مازندران
کیا زال نے عرض اے تاجور
فریدون و جمشید نے بیشتر
کیا تب نہ رخ سوئے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ
یہ باتین دیا شاہ نے زال کو
خدا ہی مرا یاور و دستگیر
تو اے زال اور رستم پہلوان
بدستور ہی اے شاہ کشور کشا
معاون مین اس کار ہونگا مدام

نہ عازم ہوئے سوئے مازندران
وہ گودرز نامور گیو نامی یلان
کیا چاہیئے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
رکھین شاہ کو اس ارادے سے ور
نہ دیکھا کہین اور سنا ہے کہین
کہین پیش زال آئے وہ شیم
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ان
یہ سنکر تہمتن بھی آیا ادھر
کیا تھا ارادہ کہ جاؤن ادھر
حضور تو بھی کر اے شہ خسروان
کہ ہم ہین ترے بندۂ نیکخواہ
کہ اے گرد دانا و فرخندہ خو
کرون جاکے دیوؤنکو فرمان پذیر
طرف سے مری یان ہو حکمران
جو کچھ عرض کرنا تھا ہمنے کہا
نہ نگا ریاور مین ہونگا مدام

نہین ہے مناسب یہ عزیمت ادھر
وہان سنتے ہوئے تھی آفت سے
وہین زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
لئے جاکے سب زال سے پہلوان
جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
وہین رستم یل کی پہونچی خبر
ارادہ مرا اس طرف ہی درست
رکھین تا کہ اس عزم سے تجھکو باز
سنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور شمشیر سے
یہ ہے عرض اے شاہ عالیجناب
فریدون سے افزون ہے حشم
طلسم اور افسون کو توڑنا تمام
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ
مجھے دیجئے رخصت سوئے سیستان
غرض شاہ سے پھر سوئے سیستان

اگر آتی نہین کامیابی نظر
کہ لشکر گئے باز اس بات سے
رستم اس سمت احوال سے آگہ کیا
کہ اے حکم آیا ہے کیون نام جو
یہ اسنے کیا زال نے تب بیان
لگا کہنے شہ سے یہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہے
وہ بولا دعا گو ہے شام و سحر
مگر ملک گیری پہ بانا ہی ہے
ذرا سوچ اے خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہان بیشمار
نہ ہاتھ آسکے افسون و تدبیر سے
نہین ہے ارادہ قرین صواب
منوچہر و جم سے نہین ہوا مین کم
سر بد سگالان کو پھوڑون تمام
اگر ہین بندے ہم اور تو بادشاہ
کرے عذر اب کوئی اور یان
مرخص ہوا پہلوان جہان

رفتن کیکاؤس برای تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان

یل نامور ایک میلاد تھا
تو پھر زال و رستم کو کیجو خبر
گیا لیکے وان لشکر بیشمار
جب آئی حد ملک مازندران
ہوا سامنے جو بعزم ستیز
گلستان ہے وہ شہر گم کردہ تھا
روانہ کیا ہو کے پھر نا امید
شتابی مدد کر تو اے اہرمن
ہوا شاہ سے آنکہ کینہ خواہ
گرفتار چنگال دیوان ہوئے

اسے شاہ کاؤس نے یون کہا
معاون ترے ہونگے وہ نامور
بلا انگ جہانگیر و جنگی سوار
تو پھر وانسے وہ جنگجو پہلوان
تو کھینچا اسے بس تہ تیغ تیز
زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
کسی دیو کو سوئے دیو سپید
وگرنہ نہ جانبر ہو یان ایک تن
ہوئی قتل ایران کی سدی سپاہ
پراگندہ دل اور حیران ہوئے

اگر سونپا تجھے مین اب تختگاہ
یہ سنکر جہاندار کشورستان
بفرمان شاہنشہ نامور
زراعت کو یکسر جلاتا گیا
گیا تا در شہر غارت کنان
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند
کہا دیو ان کہ اب جان سے تنگ ہون
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار
ہوئے گیو اور شاہ کاؤس بھی
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے

کوئی آسکے جو تجھسے ہو کینہ خواہ
روانہ ہوا سوئے مازندران
گیا لیکے لشکر سوئے پیشتر
مکان خاک مین سب ملا کر گیا
بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان
کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند
کیا شاہ ایران نے حملہ زبون
وہ لایا بہت لشکر دیو سار
وہ گودرز و گستہم اور طوس بھی
اگر تم خوشی سے اس طرف آگئے

ہوا اس مکان کی خوشی آئی تحسین
دز بیرون نے مجھکو کیا منع تھا
جہان قید تھا شہریار زمن
بوقت اسیری سو سیستان
کہ پہونچا کے تا زال زر کو خبر
بیان زال سے ماجرا سب کیا
تو پائی سزا مین نے آخر کو آہ
یہ پیغام سر نے کہی جب خبر
سو ہو قید اور ہم سے وہ جام سے
نہ ہرگز رہی مجھکو اب تاب جنگ
قلم نے قضا کی یہ فتح بلند
ملے دوری راہ سے ہی خطر
کہا زال نے اس سے اے پہلوان
گیا دور کی راہ کاوس تھا
بہت راہ مین ہین بلاے عظیم
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کرون قتل وان لشکر دیو کو
تو ہو کامیاب ای یل نامور
لگی کہنے درد جدائی سے مجھے
ابھی تک نکلے چھوڑا انکو جاتا ہو نہین
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار

فضا اس گلستان کی بھائی تمیز
دے مین تے انکا نہ مانا کہا

اسیر شدن کیکاوس در مازندران و فرستادن گرد را پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

طرف سے یہ کاوس کے پھر کہا
ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
تو دلگیر وہ مین ہوا زال زر
گذارین شب و روز آرام سے
کریکسر ہو سست بازو چنگ
لکھی تیرے نام ای یل ارجمند
کہ وان میرے جانے تلک ہی یہ بد
کہ مین تیری پہونچنے کے وان
تو اس راہ سے اے تہمتن نجا
ہر اک منزل اسکی ہے پر خوف بیم
بتائید حق زیر چرخ برین
چھوڑا لاون کاوس اور گیو کو
رہے ہمقرین تیری فتح و ظفر
ساتھ لئے تو کیا فائدہ ہو تجھے
بفتح و ظفر یان پھر آتا ہون مین

یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے
ہوا پھر مین آخر یہاں آ کے خوار
کہ اسوقت مین ای یل پیلتن
رہے زندہ باقی جو یان چندتن
یہ رستم سے بولا صد افسوس ہے
یہ ہی وقت یاری و امداد کا
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب
خوشی سے یہ بولا یل نامجو
کہین بد سگالان ناپاک خو
دو راہا جو انکا ہی دور و دراز
جو نزدیک کی اسکی ہے ایک راہ
گر اس راہ سے جاے ای پہلوان
کرون دفع مین ہر بلا کو شتاب
یہ کہکر ہوا رخش پہ جب سوار
بوقت وداع یل نوجوان
تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا
غرض ہو کے رخصت سوے ہفتخوان

کہ اگر تھا پانکے مین ہر دیو سے
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
نگہبان تجھے بارہ ہزار اہرمن
روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
سو اس پہلوان نے یہاں آن کر
نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن
ہوں مین قیدی پنجۂ اہرمن
کہ والی ہمارا جو کاوس ہے
کہ حق نے تجھے روز بازو دیا
سو شہر مازندران جا شتاب
کہ ہی جنگ دیوان مری آرزو
مبادا کہ ضائع کرین شاہ کو
نہین اسمین ملتا کوئی حیلہ ساز
نہین آدمی کو وہ وان پناہ
تو پھر سات دن مین تو پہونچے وہان
طلسم اور جادوستانکو خراب
دعا زال نے دی کہ اے یل نہار
ہوئی خوب رودابہ گریہ کنان
کہ زندان مین ہین بندگان خدا
روانہ ہوا رستم پہلوان
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پر بلاے

ہفتخوان براے رہائی کیکاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین
دیا چھوڑ صحرا مین پھر رخش کو
لگا دو سو جنگ مائل ہوا
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون
لگا رخش سے ہو کے پھر خشمناک
اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار

سر شام پہونچا نیستان مین
گیا خواب مین وہ یل نامجو
ہزبر دمان سے مقابل ہوا
رہان اسکے تن سے ہوا بحر خون
کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو ہونا مقابل نہ تو زینہار

کیا صید اک گور کو وان شتاب
نمایان ہوا ایک شیر ژیان
اٹھا شیر کے سر پہ مارے دو دست
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو کے کون چلتا سلاح و سلب
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے

لگا کر وہین اسنے کھائی کباب
طرف رخش کے وہین آیا دوان
چبا کر کیا اسکو دانتون سے پست
تو حیران نہایت ہوا دیکھکر
بڑا ہی کیا تھا یہ تو نے غضب
شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالی

ہوا جو رخشندہ جب جلوہ گر
تو رستم روانہ ہوا بیشتر

نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہیں
ہوا تشنہ پانی ملا پا کہیں

خدا سے تہمتن نے کی التجا
کہ مت رکھ تو بندوں پہ سختی روا

نمایاں ہوا ایک آہو وہاں
کہ آیا تہمتن کے آگے دوان

پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام

کہ بیشک ہے بخشائش کردگار
یہ دیکھا اسکے دل کو پھر آیا قرار

ہوا پھر وہ دنبال آہو رواں
تو پہونچا سرچشمہ وہ پہلوان

سپاس خداوند لایا بجا
اتر رخش سے اسنے پانی پیا

کیا گور کو تیر سے پھر شکار
اور آتش بھی کی سنگ سے آشکار

تناول کیے پس بنا کر کباب
ہوا بس وہیں گرم آرام خواب

گئی جب گذر نصف شب تب وہاں
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان

کہ ہشتاد گز وہ درازی میں تھا
غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا

ہوا رخش گرم خروش و فغان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان

ہوا وہ جو بیدار پھر اژدہا
نہاں ہو وہیں زیر زمین ہو گیا

خفا رخش سے ہو کے بولا وہ یوں
کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیوں

یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا
پھر اتنے میں نکلا وہیں اژدہا

کیا رخش نے پھر جو دیکھا [..]
تو جاگا وہیں رستم پیل زور

ولے پھر وہیں اژدہائے پلید
بزیر زمین ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب [..] عجب
کیا رخش پر اسنے خشم و غضب

وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے
خوش آیا نہ آرام میرا تجھے

اگر پھر ہوئی تجھسے ایسی خطا
تو سر تن سے تیرا کرونگا جدا

پیادہ سوے شہر مازندران
رواں لیکے ہوں تیغ گرز گران

گیا خواب میں جب یہ پیل ارجمند
تو نکلا وہیں اژدہائے بلند

ہوا پاس رستم کے استادہ رخش
ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش

جلد پھر آوے تھا اژدہا سے سیاہ
ادھر رخش ہوتا تھا بس سد راہ

وہ جب آگیا متصل ناگہان
ہوا تب خروشان و حملہ کنان

پھر اتنے میں بیدار رستم ہوا
وہیں گرم پیکار رستم ہوا

تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ
دلیری سے ماری [..] تیغ

ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر
تو بھی اژدہا کی نہ [..] پشت پر

یہ چاہا کرے زخم دیگر روا
کٹا تا ہو دو پارہ تن اژدہا

کہ اتنے میں آیا سر پہلوان
وہیں کر کے وا اژدہا نے دہان

دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا
وہ ناچار سوئے عقب ہٹ گیا

جو دیکھا کہ رستم پہ ہے عرصہ تنگ
کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ

کمر دانتوں سے پکڑا اسے دوڑ کر
پھر اس اژدہا نے اٹھایا نہ سر

تہمتن نے اک تیغ ماری وہیں
ہوئی خون سے اسکی رنگین زمین

ہوا کشتہ جب اژدہائے دمان
تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان وطی کردن بتائید پروردگار جہان

روانہ ہوا وانسے پھر صبحگاہ
دراز آئی اس روز درپیش راہ

سر شام پہونچا وہ ایک چشمہ پر
کہ سبزہ بھی تھا خوب اور تازہ تر

ہوا جبکہ رستم سکونت گزین
تب آئی وہاں اک زن نازنین

صراحی مے ہاتھ میں لیکے تھی
نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی

بہت خوب تھا اسکے بر میں لباس
غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس

تہمتن نے اسکو بغل میں لیا
اور اک جام مے اسنے لیکر پیا

پھر احوال رستم نے پوچھا تمام
لگی کہنے تب میں ہوں بت لالہ فام

کہ ہو مومن زن صالح و حق پرست
سمجھ وہ خداوند بالا و پست

بیاباں میں پہونچائے ہیں نقل و مے
جو کچھ چاہیے یاں سو موجود ہے

[..] پھر ہوئی نازنین
ہوا اسکے رستم بہت ہی قرین

یہاں تک وہ محظوظ و خرم ہوا
کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا

نجانا کہ یہ زن ہے اک سحر کار
ہوا راز پنہاں سب کچھ آشکار

ہوئی وہ بھی مستفسر حال جب
زبان پر وہ لایا وہیں حمد رب

سنا جب کہ نام جہان آفرین
ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین

تہمتن پہ جب یہ ہوا آشکار
کہ تھا ساحر یا کوئی دیو سار

کیا اسکو وہین اسیر کمند
غضبناک ہو پھر یل ارجمند

یہ بولا اب کون ہی سچ بتا
زن ساحرہ ہون یہ اسنے کہا

قلم تیغ سے کر کے پھر اسکا سر
گیا خواب مین پھر یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

تو وان سے ہوا صبح دم رہ نورد
تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد

کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر
اندھیرا رہے تھا وہان بیشتر

وہ طے کر گیا راہ تاریک کو
سر چشمہ پہونچا یل نامجو

گیا خواب مین وقت شب پہلوان
تب آیا وہان دشتبان ناگہان

جڑی ایک چوٹ آن کر پانو پر
ہوا وہ وہین بیدار وہ نامور

لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان
کہ اولاد کرد دلاور جوان

یہاں کا ہی حاکم بڑا ہی دلیر
کہ جسکے مقابل نہو شرزہ شیر

تصرف مین ہی چند فرسنگ زمین
پرندوں کا یہاں بھی گذار نہین

تو ہو جان سے سیر آیا مگر
اگر زندہ ہو یان سے وہ دو تر

وگر نہ جو اولاد آ جائیگا
تو پھر یاں سے جانے نہین پائیگا

مجھے تجھ پہ آتا ہی رحم اے جوان
کہ ضائع کہین تو ہووے یہان

یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین
ایک کان اسکے اکھاڑے وہین

ملا یہ جبڑا منہ پہ پھر اسقدر
کہ ٹوٹی وہ دندان جھڑے سر بسر

گیا دشتبان پاس اولاد کے
کیا حال سب جا کے واقف اسے

وہ مشغول صید افگنی تھا کہین
یہ سنکر سپہ لیکے آیا وہین

اسے دیکھکر رخش پر ہو سوار
مقابل ہوا رستم نامدار

ہوا اولاد رستم سے کہنے لگا
مجھے ٹک بتا نام ہی تیرا کیا

کہا بے نام مارا نہ جاؤ تو یان
یہ گفتار سنکر یل نوجوان

لگا کہنے یون نام میرا ہی ابر
قوی زور ہون مثل پیل و ہژبر

دلیروں کا زہرہ وہین آب ہو
سنین گر کہین وہ مرے نام کو

پھر اولاد بولا بتا یہ مجھے
کہ آیا ہی تو کون سی راہ سے

یہ بولا وہین رستم نامور
رہ ہفتخوان سے مین آیا ادھر

بہ نیروے بازوے فضل خدا
سہ منزل مین کی دفع ہر بلا

چہارم یہ منزل جو دلکش ہے
تو تو سد راہ بداندیش ہے

نہ ہوے تن سے بھی اب جدا سر کرون
تہ تیغ یکدست لشکر کرون

سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
تو بس اوڑ گئے ہوش اسکے تمام

کیا خوف و دہشت نے دلپر اثر
نہ ہرگز رہا آپ پھر بیشتر

سواروں سے بولا کہ یکبارگی
کرو حملہ دوڑا کے اب بارگی

وہ جنگ آوران کھینچ کر تیغ کین
سوے رستم گرد آئے وہین

کوئی پہلوان بیشتر سب سے تھا
اسے پہلے رستم نے کشتہ کیا

لگا قتل کرنے جھپٹ راس پھر
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر

سپاہ مخالف گریزان ہوئی
بیابان مین یکسر پریشان ہوئی

وہ اولاد اونسے فراری ہوا
وہین دشت پیماے خواری ہوا

کیا پھر نہ آرام رستم نے وان
ہوا اسکے دنبال وہ پہلوان

وہ جاتا تھا کاہیکو ہرگز ادھر
غرض مثل روباہ تھا حیلہ گر

ہوا گرچہ عاجز یل نامدار
ولیکن نہ چھوڑا اسے زینہار

پہونچ اسکے نزدیک ڈالی کمند
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اسے بند کر وہ پھرا شہسوار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

شکنجہ سے دیا باندھ اولاد کو
ہوا استراحت کنان نامجو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو بولا یہ اولاد سے نامدار

کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
ہوے تھے جو رزم آور کینہ خواہ

وہ احوال کر تو مفصل بیان
کہی سنے القصہ سب داستان

یہ رستم نے چاہا وہین بیدریغ
کہ اولاد کو جیسے زیر تیغ

بصد عجز اسنے کیا یون بیان
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان

کرون مین شب و روز فرمانبری
کرون راتدن خدمت چاکری

لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
سفیدہ جہان سے بحال تباہ

جہانتک اگر لیکے چلے تو مجھے
تو کشتہ کرون مین نہ ہرگز تجھے

بتائے تو گر جاے دیو سفید
تو بر آئے تیری بھی دلکی امید

پذیرا کیا اُسنے اس بات کو ۔ یہ ظاہر کیا پھر کہ اے نامجو
گرفتار ہے اور سر کوہسار ۔ نگہبان مین دیو بارہ ہزار
رہا وو مین اولاد کو پھر کیا ۔ وے قول اور عہد و پیمان کیا
وہ بولا کہ نزدیک ہے وہ مکان ۔ جہان قید ہے بادشاہ جہان
اور اک دشت پرگوش ہے درمیان ۔ کہ سنگ گران سنگ رہ ہے جہان
سراپا ہو تو سنگ و آہن اگر ۔ گذار اُس مکان سے ہے دشوار تر
کہ ہو راہبر تو اگر وان تلک ۔ تو وان دیکھنا پھر کہ زیر فلک
ہوا ساتھ اولاد کے پھر روان ۔ پل پیلتن رستم پہلوان
غرض اک شب و روز وہ نیکمرد ۔ ہوا دشت مین پُرخطر رہ نورد
کہ آتش ہے افروختہ جا بجا ۔ جو پوچھا تو اولاد نے یون کہا
وہ دیو سپید اور بھی دیو سب ۔ سکونت گزین ہین وہان روز و شب
یہ سنکر ہوا وہ مسرت قرین ۔ ہوا دشت مین پھر سکونت گزین
درخت ایک تھا اُس سے اولاد کو ۔ دیا باندھ اور سو رہا نامجو

مکان ایک ہے درمیان دو کوہ ۔ وہان شاہ کاؤس گردون شکوہ
دیا جا بہ زندان کا اُسنے نشان ۔ تب اُسپر تہمتن ہوا مہربان
کہا پھر کہ اب رہنمائی تو کر ۔ مراعات تجھپر کرون بیشتر
وہی شہر مازندرانکی ہے راہ ۔ کہ ہے دیوزادون کی آرامگاہ
سوا اُسکے اے پہلوان جہان ۔ ہزار و دو صد فیل جنگی ہین وان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن ۔ لگا کہنے اولاد سے پیلتن
کرون ہو مین کس طرح سبکو ہلا ۔ ملاتا ہون کیونکر نہ خون وجہا
جہانتک تعلق تھا اولاد کا ۔ مقابل نہ آئی کوئی وان بلا
کہین نصف شب قلعۂ کوہ پر ۔ تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
کہ دروازۂ شہر مازندران ۔ یہی ہے کہ آتش سے روشن جہان
فروزندہ ہر دیو نے آگ کی ۔ کہ دستور اُنکا ہے ہر شب یہی
کہا اب تو ہے شہر نزدیک تر ۔ روان یان سے ہونگے وقت سحر
بہم گرچہ تھا عہد اور اختلاط ۔ وے راہ مین شرط تھی احتیاط

[illegible] اولاد کو ساتھ لے ۔ روانہ ہوا رستم اس دشت سے
ولے بھی کمند اُسکی گردن مین بند ۔ وہ رہبر تھا پیش پیل ارجمند

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفتخوان

یہ اولاد بولا کہ اے نامور ۔ یہ منزل ہے پر خوف و بیم و خطر
غم اندیشہ رستم نے ہرگز کیا ۔ جہان دیو ارژنگ تھا وان گیا
تہمتن کے مارے کمر مین دو دست ۔ کہ تا پہلوان کو کرے وہین پست
اُسے خاک پر پھر فگندہ کیا ۔ سر دیو ناپاک کندہ کیا
ہوئے پھر گریزندہ سب دیوزاد ۔ ہوا وان سے رستم روان شاد شاد
روانہ ہوا پھر پیل ارجمند ۔ غرض کرکے طے راہ پست و بلند
موکل وہان خواب غفلت مین تھے ۔ جہانگیر سلطان ہوا گرد سے
گرفتار زنجیر کاؤس تھا ۔ تہمتن نے اُس دم ارادہ کیا
لیا گھیر رستم کو بس آن کر ۔ اورے پہلوان کو نتھا کچھ خطر
وہ بولا کہ مین نے بفضل خدا ۔ کیا تیغ سے ارژنگ کا سر جدا
مرے ہاتھ سے مرگ دیو سپید ۔ مین آیا یہی کرکے دل مین امید
اطاعت مری کر تو اب اختیار ۔ کہ پرخاش بہتر نہین زینہار
ہوا دیو فرمانبر اُسکا وہین ۔ کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین
گرفتار تھے جتنے ایرانیان ۔ انھین لاکے حاضر کیا پھر وہین

نگہبان ہین ارژنگ و بیدار رنگ ۔ نہین جنسے انسان کو تاب جنگ
دلیرانہ جاکر کیا جب غریو ۔ تو خیمہ سے نکلا وہ ارژنگ دیو
تہمتن نے ہاتھ اُسکے رکھ کتف ۔ پکڑ دوسرے ہاتھ سے اُسکا سر
جہان اور دیونکی تھی انجمن ۔ دیا پھینک وان سے سر اہرمن
سر کوہ جسوقت رکھا قدم ۔ وہان پر توقف کیا ایک دم
جہان شاہ ایران گرفتار تھا ۔ وہان ساتھ اولاد کے وہ گیا
شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ ۔ تو رستم نے یکسر کہا پیش شاہ
کہ یکدست توڑے وہ بندگران ۔ کہ اتنے مین جاگے وہان پاسبان
جو سردار تھا قوم کا بند دیو ۔ مقابل ہوا وہ مین کرکے غریو
خدا نے دیا اسقدر مجھکو زور ۔ کہ دیونکو سمجھون ہون مانند مور
کرون قتل سب دیو ناپاک کو ۔ نہ جان اپنی دیوے تو زر مجو
اگر جنگ کی ہو تجھے ہوس ۔ تو سر تیر اور تیغ بران ہے بس
کہا اور دیوان ناپاک کو ۔ کہ ہمت اگر ہو پیش پیل نامجو
لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن ۔ کہ دیو سپید اسے پیل پیلتن

ہوا تشنہ کر ہاتھ سے سر روان
تو فرمانبری ہم کرین جو یہان

تہمتن روان اس مکان سے ہوا
اور اک دیو ساتھ اسکے ونسے ہوا

بیابان مین تھا وقت شب رو سپہر
وہ اولاد اور دیو تھا راہبر

پڑا ایک لشکر نظر دور سے
کہ افزون ملخ سے تھا اور مور سے

سیہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا
کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا

وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید
سنایا سوا اسکے اور اک نوید

کہ نکلے ہے جب چرخ پر آفتاب
ہر اک دیو ہوتا ہے پھر گرم خواب

اگر اس وقت تو انسے ہو کینہ خواہ
تو پھر ہو مظفر بفضل اله

ہوئی بات اولاد کی دلپذیر
ہوا رات کو رستم آرام گیر

احوال منزل هفتم و کشته شدن دیو سپید

سحر جبکہ خورشید تابان ہوا
یل پیلتن تب شتابان ہوا

جہان لشکر دیو تھا وان گیا
کہ جو خواب مین کوئی بیدار تھا

تہمتن کمر سے وہین کھینچ تیغ
لگا قتل کرنے وہین بیدریغ

ہو پھر خبردار یکدست دیو
گیا گرد رستم ہی کر کے غریو

جہٹ راست تھا تیغ زن پہلوان
جو آیا مقابل ہوا کشتہ وہان

رہی جب نہ زنہار تاب ستیز
تو لی وان سے دیوون نے راہ گریز

پھر آیا وہ یل بادل پر امید
سو خانۂ جائے دیو سپید

پر از جادوان تھا وہ یکسر مکان
نہ تھا نام کو روشنی کا نشان

وہی دیو رہبر ہوا رہنما
یل پیلتن کو وہان لیگیا

کوئی غار تاریک تر تھا وہان
کہ دیو سپید لعین تھا جہان

نکل غار سے وہ مقابل ہوا
سو پھر رستم گرد مائل ہوا

اسے دیکھ رستم ہوا خوفناک
پتہ لیگیا اسکو یزدان پاک

دلیری سے پھر لیکے نام خدا
کیا زخم شمشیر آسیر رہا

ہوئی خستہ اس زخم سے ران دیو
و لے دوڑ کر اسنے کر کے غریو

بغلمین لیا اپنی رستم کو داب
لگا زور کرنے وہ خانہ خراب

جوان نے بھی اسدم کیا خوب زور
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور

ادھر یون نہ کہیے تھا یل نامجو
کہ اب دیکھیے جانبری کیونکہ ہو

کہے تھا ادھر دل مین دیو سپید
کہ ہون جان سے آج مین ناامید

غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
ادھر اور ادھر سے کشتی ہوئی

بہم ہو کے عاجز ہوئے پھر جدا
جدا ہو کے یکدم تو توہن کیا

زمین پر یکایک پڑی جو نظر
تو دیکھی زمین خون سے رستم نے تر

یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
ہوا دل قوی یہ رستم گرد کا

اٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
دیا پھر پٹک خاک پر دیو کو

کیا وہین خنجر سے اسکو ہلاک
نکالا جگر دل کیا اسکا چاک

لگی جو رستم نے پھر سوے غار
تو کشتہ بہت پائے وان دیو سار

یہ پوچھا انھین قتل کسنے کیا
جواب اسکو اولاد نے یہ دیا

کہ با جان دیو سپید لعین
ہر اک کی تھی وابستہ جان جس مین

ہوا کشتہ وہ جب تو سب مر گئے
جہنم مین ساتھ اسکے یکسر گئے

یہ کہنکر کہا پھر کہ اے نامدار
کچھ انعام کا ہون مین امیدوار

تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان
کرون حاکم شہر مازندران

پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
یل پیلتن نے حوالے کیا

تہمتن وہان سے پھر آ شاد شاد
گیا پیش کاؤس فرخ نہاد

دیا مژدۂ فتح جب شاہ کو
تو شادان ہوا خسرو نامجو

لگا کہنے پھر شاہ باداد و دین
کہ اے مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاه مازندران و نامه نوشتن بشاه جادوان

جو سردار دیوون کا تھا بند نام
ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام

وہ لایا وہان ایک اورنگ زر
ہوا اسپہ کاؤس کے جلوہ گر

وہ گودرز و گستہم و طوس و گیو
وہ گرگین و بہرام و خیل دیو

ہوئے ایستادہ چپ و راست سب
کمر بستہ جون بندگان بادب

یل نامور رستم پہلوان
سر کرسی زر تھا جلوہ کنان

سر نو ہوئی محفل انبساط
مہیا ہوا ساز عیش و نشاط

[illegible]
رہے روز و شب مائل [illegible]

سوے شاہ مازندران [illegible]
کیا شاہ نے ایک نامہ روان

فرستادہ کا نام فرہاد تھا
غرض نامہ شاہ وہ لیگیا

دیا شاہ مازندران کو عتاب
کہا یون کہ لکھدیجے اسکا جواب

شہ جاودان نے پڑھا کے ہوا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
ہوسے ساتھ رستم کے جب ہم کلام
ہمین ملک اپنا حوالے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہوکر خفا
ہزارون ہین یان دیو پیکار جو
تو نازان ہے اک رستم گرد پر
ترے ساتھ مین بھی مرا کیا کیا
تو جا خیر سے سوے ایران زمین
فرستادہ لیکر جواب پیام
بڑا فکر مین شاہ فرخندہ خو
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
لکھا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہی عاقل ہشیار مین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہے مثل پیل بلند
شہ جاودان نے وہین بٹھلا
اُسے دیکھے جولان طرح تیز کے
اشارون مین کہنے لگا یون بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب و بیزور ہوا اسقدر
کلاہور اک گرد پرزور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو
مقابل وہین پھر تہمتن ہوا
حضور خداوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہین کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہین

لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما
ہژبر افگنی ہے سدا اُسکا کام
تو وہ دونون کشتہ ہوے بیدرنگ
تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر
شہ جاودان نے یہ پاسخ دیا
قوی بازو کینہ ور تند خو
یہان ہین ہزارون یل نامور
کہ زندان مین تجھکو زندہ رکھا
نہ ہرگز مرے ساتھ ہو گرم کین
پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا بند سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے اب منہ نہ موڑ
کہ پرخاش تنہا بہت نہین
رہے پھر نہ تو اور مازندران
کیا جا کے یون مردمان نے بیان
رکھے ہے وہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ کیے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو چھوڑا اُسے
کہ دکھلاوین کچھ زور اپنا بہم
کہ ہم پنجہ کا دست رنجہ کیا
کہ بس گر پڑا اسپ سے خاک پر
اُسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یون رستم گرد کو
کلاہور سے پنجہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی کر تو اب اختیار
گیا جب حضور اُسکے وہ نامجو
کہ رستم کا ہون چاکر کمترین

روان ہوکے ایران سے آیا یہان
وہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
کہان ہے، تجھے زعم کس سے ہے تاب
ترے حق مین بہتر ہے فرمانبری
کہ دیو سپید اور ارژنگ دیو
سو اُنکے ہین پاس اپنے شہا
ارادہ کرون گر تو فرصت نہ دون
رہائی تری ہو گئی ناگہان
کرونگا تجھے قید گر اب کی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ یہان
مجھے نامہ لکھدے ہے اب کی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہین تیری لشکر سے ڈرتے ہین ہم
اگر آسکے حاضر ہو یان ایکبار
ہوئی مُہر کاؤس جب نامہ پر
کر آیا ہے پھر اسے شہ نامور
قوی ہیکل اک اسپ ہے زیر ران
یل بیلتن نے اُنھین دیکھکر
بہت گرد اُسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئین اُسکی رگہاے دست
خبر سنکے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اُسے زخمی و خستہ کر
ذرا مجھسے ہم پنجہ ہوا جوان
اُسے بھی کیا ایک دم مین زبون
دکھایا اُسے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا

قوی زور ہے مثل شیر ژیان
جہان مین تھا قوت کا جنکے غریو
تو حاضر ہو یان آنکے اب شتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
ہوے کشتہ تو یان ہوا کیا غلو
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
بس اک دم مین تسخیر ایران کرون
غنیمت سمجھ اُسکو اب بیگمان
تو جیتا نہ چھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاؤس یکسر بیان
کہ تا جاؤن مین وان فرستادہ وار
پھر اُسنے رقم وہ ہین نامہ کیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
ترا ملک تجھسے رہے برقرار
روان تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک باکر و فر
عجب شان و شوکت کا ہے وہ جوان
اُکھاڑا وہان اک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیرت مین پھر سب گئے
ہوا خندہ زن رستم سرفراز
ہوا مرد زور آزما وہین پست
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان
دل اور پنجہ کو اُسکے بشکست کر
کہ دیکھون ترا مین تو زور و توان
لیا اُسکے سرپنجہ کو غرق خون
کہ رگ اور ناخن تھے سب ریختہ
ہوا پر غضب شاہ مازندران
کہ تو ہی مگر رستم پہلوان
وہ پڑھکر ہوا پھر نہایت خفا

تہمتن کا بولا کہ لکھیے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو باہر نہ انداز سے رکھ قدم
نہ برباد دے اپنا پا بہیم تخت
لگے ہیجے اب آراستہ ساز جنگ
ادھر سے جہاندار کشورستان
صف آرا ہوے ہاکے سیدان
کوئی دیو جو تھا وہاں بیدرنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر بہم حملہ آور ہوے
ہوا روز ہشتم درخشندہ جب
وہیں غیب سے پھر ہوا آئی صدا
کیا حملہ آور ہیو ساری سپاہ
کھڑے اسکے آگے تھے پیلان مست
رہا ہاتھ سے گرز اسدم ہوا
لیا ہاتھ میں لیکے اس نیزہ کو
ہو دیکھا وہ کوہ گران سار دہ
رہے ساتھ جب لیکے گرز گران
کوئی اس زخم سے ہوسکا …
لگا لینے پھر بادشاہ جہان
لگے زور کرنے و لیکن وہ کوہ
بس اپشت تھے وہ دلیران تمام
غرض لاکے رکھا وہ کوہ گران
نکل اے شہ جادو … سنگ سے
یہ آواز سنکر شہ جادوان
ہوئی … کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ
… ایران ہوے سے مردم … میں
شہ جادوان کا جو تھا تخت گاہ

لکھا پاسخ نامہ اسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جانپر روا رکھ ستم
روانہ ہوا لیکے دشوار سخت

کریان تجھسے ہے دعوی ہمسری
بزرگوں نے تیرے نہ بچا کبھی
تہمتن نے یوں کی نصیحت کہا
حضور شہنشاہ کاؤس جب

جنگ کاؤس شاہ با والی مازندران وکشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم وظفریاب شدن

ہوا آکے رستم سے جو یک جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشان ہوا صبر و ہوش
ہزاروں تن اک دم میں بیسر ہوے
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
اگر فوج مازندران کو تباہ
کیا گرز سے اسنے ہر اک کو پست
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
شہ … سے ہوا زخم جو
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
ہوا زخم جو شاہ مازندران
ہوا شاہ مازندران سرنگون
… ایران زور آور
الٰہی … سے سب ستوہ
ہوئی خرم و آفرین خوان تمام
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
رہائی نہیں اب … جنگ سے
جو نکلا تو کاؤس شاہ جہان
کیا پارہ پارہ اسے بیدریغ
… زیر چرخ بلند
ہوا گاہ جلوہ شہ دین پناہ

لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
ہوا گرم ہنگامہ کشت و خون
ہوا گیر ہو کر غبار زمین
ابتشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کہ یارب مرے ہمقرین ہو ظفر
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
تہمتن نے شاہ مازندران
گیا … راہ جب سربسر
وہیں گیو نیزہ وہاں لیگیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
یہ ہو نکر وہیں شاہ کاؤس کو
تو بیٹھنے کیا خشم نیزہ رہا
و لیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
اٹھا لا زمین اس کوہ کو زود تر
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
خوشی سے سر رستم نامدار
خروشان ہو جیون شیر … سنگ
واگرنہ ابھی لیکے تیغ و تبر
لگا کہنے کچھ … باک
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
پھر وزیروں و فتح شاہ جہان
ہو سے مردم شہر دیوان تمام

نہ ہو مجھسے جو چاہے فرمانبری
کہ تا سوے مازندران لاو رو
کہ کاؤس کی کر اطاعت شہا
وہ آیا تو بولا ز روے طرب
روان ہو جیسے شوق … بیدرنگ
ادھر سے سپہدار مازندران
ہوا حشر برپا پھر اک آن میں
رہی دیو کے پھر نہ قالب میں جان
ہوئی خون سے یکسر زمین لالہ گون
گیا تا سر سقف چرخ برین
رہا گرم یکہفتہ بازار جنگ
زبون ہو وہیں دیوان …
کیا اسکو اور دیکھ شاد شاد
شتابان ہوا مثل پیل دمان
کیا راست تب رستم نامور
تہمتن کو جا کر حوالے کیا
شہ جادوان بن گیا مثل سنگ
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
او اسدم یہ … ہوا
یہاں سخت حیرت میں … گروہ
یہ سنکر وہ زور آوران سربسر
اٹھا لیچلا وہ کوہ گران
بہت گو ہر زر کیا وان نثار
تہمتن یہ بولا کہ ہاں بیدرنگ
کروں ٹکڑے ٹکڑے … نزد تر
… خون بخاک
ہزیمت پڑی فوج کے درمیان
ہوا داخل شہر مازندران
بہ دستار شاہنشہ ذوالکرام

بہت ہاتھ آیا وہاں مال و گنج / ہوا دور یکدست سب دل سے رنج
سپاہ پر عنایات و لطف خدا / جہاندار کاؤس لایا بجا
جب اس فتح سے شاد و خوشدل ہوا / سو بخشش و جود مائل ہوا
دُرِ بے بہا خلعتِ پر گہر / زر و ملک و اسپان با زین زر
کنیز و غلامان زرین لباس / بحد محبت و شفقت بے قیاس
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز / ہوا پہلوان کا فزون امتیاز
پھر اولاد کو با نشاط و طرب / حضور جہاندار کرکے طلب
کیا عرض رستم نے ای پادشاہ / یہ اولاد ہے بندہ نیک خواہ
بہت اُسنے کی خدمت و چاکری / یہ ہے لائق عزت و برتری
حکومت یہاں کی اُسے دیجیے / جہاں میں سر افراز اب کیجیے
شہنشاہ نے خرم و شاد ہو / زروے عنایات اولاد کو
کیا حاکم شہر مازندران / فزون کی وہیں اُسکی توقیر و شان
وہ گشتہم اور توس عالی وقار / وہ گودرز اور گیو جنگی سوار
یہ جتنے تھے گردان جنگ آزما / زر و ملک اُنکو عنایت کیا

داستان لشکرکشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

بتائید اقبال و نیروے بخت / جو مازندران سے لیا تاج و تخت
تو پھر سوے ایران مع فتح و ظفر / روانہ ہوا خسرو نامور
ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی / کہ با شوکت و فر شاہنشہی
خدیو جہانگیر کاؤس کے / بلند اقتدار زبردست ہی
کیا جسنے تسخیر مازندران / ہوا فیل دیوان پہ اب حکمران
ہوئے سرکشان سنکے اندیشہ مند / مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند
بہت بادشاہان گردن فراز / ہوئے گام فرسا بہ راہ نیاز
ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج / حضور اُسکے بھیجا برسم خراج
اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر / تو اُسکی ولایت کو پہونچا ضرر
بہت کجروان شہ نے سیدھے کیے / مکان تک توران کا اثر لیے
نہ لیکن ہوا شاہ ہاماوران / مطیع شہنشاہ کشورستان
نمایان ہوئی اُس سے جب سرکشی / تو کی شاہ نے اُسپہ لشکرکشی
کیا اسقدر پہلوانوں نے تنگ / کہ آخر رہا پھر نہ یاراے جنگ
وہ رکھتا تھا اک دخت سودابہ نام / صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام
جہاندار اُسکا ہوا خواستگار / نہ انکار اُسنے کیا زینہار
بندھا عقد باہم برسم شہان / ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان
رہا ملک ہاماوران برقرار / مراعات کی اور بھی بیشمار
پیام سپہدار ہاماوران / یہ آیا حضور شہ خسروان
کہ تشریف اب قلعہ میں لائیے / یہاں تک قدم رنجہ فرمائیے
قبول اب مری میہمانی کرو / مرے حال پر مہربانی کرو
کیا شہ نے اقبال اس بات کو / ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو
یہ بولی کہ اے خسرو نامدار / مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار
وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے / بڑا ہی دغا باز مکار ہے
نہ جاؤ غرض قلعہ کے درمیان / کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہاں

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جا کے مہمان شہ کامگار / گئے ساتھ اُسکے سبھی نامدار
وہاں سات دن رونق افزا رہا / نہ وسواس و اندیشہ ہرگز کیا
تمناے سالار ہاماوران / برآئی کہ آیا وہ شاہ جہان
شب و روز خدمت میں حاضر رہا / جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
کہوں کیا کہ خدمت سے خوشدل کیا / شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا
کیا قید پھر شاہ کاؤس کو / کیا بند گودرز اور طوس کو
ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ / تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ
یہ سنکر سپہدار افراسیاب / سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب
تصرف کیا آکے ایران میں / کیا ملک تسخیر اک آن میں
بزرگان ایران نے پھر نوید / اطاعت نہ کی ترک کی اُنکی قید
گئے زابلستان میں رستم کے پاس / شکستہ دل و پر غم و بے حواس
کیا جا کے احوال سارا بیان / کہے تاکہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا / تو یون شاہ ہاماوران کو لکھا
سنا ہوگا احوال مازندران / کہ نیروے بازو سے میرے وہان
ہوا شاہ مازندران بھی ہلاک / ملے دیو سرکش تہ خون و خاک
تمھین ہے یہ لازم کہ کاؤس کو / باعزاز و اکرام یان بھیجدو
وگرنہ سواران زابلستان / پچھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران بر رستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اُسنے پاسخ کہ کاؤس کی / نہایت ہے دشوار اب مخلصی
اگر تو بھی آویگا میدان مین / تو ہوگا گرفتار اک آن مین
پڑھا جبکہ نامہ کا اُسنے جواب / تو پھر زابلستان سے جون موج آب
روانہ ہوا سوے ہاماوران / یل پیلتن لیکے فوج گران
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا / شہ مصر و بربر کو یاور کیا
غرض با سپاہ گران ہر شاہ / تہمتن سے آکر ہوے کینہ خواہ
کیا پہلوان نے مبارز طلب / کہ جی چاہتا ہے جسکا مقابل ہو اب
ہوا دل مین ہر اک کے پیدا خطر / کیا رزم سے اُسکی سب نے حذر
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب / گئے پہلوانان بھی ناچار تب
کیا قصد رستم نے پیکار کا / ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا
سراسیمہ وہ ہین گریزان ہوے / یلان ہر سہ کشور ہراسان ہوے
پھر آیا نہ میدان مین اک سوار / مقابل نہ کوئی ہوا زینہار
جو دیکھا کہ بیدل ہے ساری سپاہ / تو غیرت سے پھر مصر و بربر کا شاہ
گئے سامنے پہلوان کے دلیر / مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
سوے تارک سر و بصر ہا / کیا گرز رستم نے بیدم رہا
بچا گر وہ ضرب اُسکی بھاگا وہین / ولے بخت بد سے تھا چارہ نہین
تہمتن نے پھر اُسپہ ڈالی کمند / ہوا القصہ وہ گرفتار بند
شتابی سے کر زین سے اُسکو جدا / اُسے مردمان کے حوالے کیا
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا / شتابان سوے فوج بربر ہوا
گریزان سواران بربر ہوے / نہ یک لحظہ وان حملہ آور ہوے
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا / گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
نہ تنہا ہوا شاہ بربر اسیر / پہل نامداران ہوے دستگیر
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران / ہوا آرزو مند امن و امان
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی / چھٹے قید سے طوس و گودرز بھی
جہاندار کاؤس باکر و فر / ہوا تخت شاہی پہ تب جلوہ گر
سپاہ سہ کشور بصد آرزو / ہوئی ہمرکاب شہ نامجو
روان سوے ایران ہوا بادشاہ / زیادہ تھی لشکر کے سبھی سپاہ

مراجعت فرمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب / سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب
صف جنگ آراستہ وان ہوئی / جہان مین قیامت نمایان ہوئی
سپہدار توران نے پھر یون کہا / کہ اے پہلوانان جنگ آزما
پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد / کرے قتل یان آکے وقت نبرد
کرون صاحب تاج و افسر اُسے / سو اُسکو دون اپنی دختر اسے
یہ سنکر گئی مرد میدان مین / گئے اور ہوے کشتہ اک آن مین
پھر آیا سوے رستم افراسیاب / ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
یل پیلتن لیکے گرز گران / ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان
تو سالار توران ہراسان ہوا / سراسیمہ وان سے گریزان ہوا
دلیروں نے پھر کھینچکر تیغ کین / ہزارون کیے قتل ترکان چین
ہوے کشتہ تورانیان یان تلک / کہ کشتون کے پشتے ہوے تا فلک
گیا سوے توران پھر افراسیاب / ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست / ہوے سرکشان جہان خوب پست
ہوے شہ کے محکوم دیو و پری / لگے کرنے چون بندگان چاکری
مکان پاک نادر بزیر فلک / بنائے بہت کوہ البرز تک
کرون اُن مکانون کی تعریف کیا / کہ تھا ہر مکان در و یاقوت کا
سو اُسکے ہر جا تھے شیشے لگے / جہاندار کاؤس کے حکم سے
غرض دیو فرمایش بادشاہ / سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ

ولیکن یہ تنگ آ گئے تھے تمام / وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام
کہ شہ کو کسیطرح کیجیے ہلاک / جہان مین ہین تاکہ بخوف باک
پھر ابلیس سے سنکے قد خیم دیو / گیا بیسوین مین پیش کیہان خدیو
کیا عرض اے بادشاہ جہان / تو ہی خسرو خسروان زمان
وے حیف ہے یہ کہ راز فلک / نہین تجھکو معلوم کچھ اب تلک
کواکب کی گردش کا ہی زینہار / نہین تجھپہ احوال کچھ آشکار
اگر تو ہو عازم سوے آسمان / تو ظاہر ہو یکدست راز نہان
سنی بات جب دیو گمراہ کی / تو کم ہو گئی عقل پھر شاہ کی
یہ کہنے لگا اس سے پھر تاجور / کہ تو لیچلے گا مجھے چرخ پر
تو مین تجھکو انعام دون بیشمار / زیادہ کرون عزت و افتخار
وہ بولا کہ تدبیر اسکی کرون / سر چرخ پر آپ کو لیچلون
گیا پیش ابلیس دژخیم دیو / کہا یون کہ راضی ہے کیہان خدیو
مجھے اسکی تدبیر فرمائیے / کہ گردون پہ کس طرح لیجائیے

رفتن کاؤس شاہ بسیر آسمان و افتادن بدشت چین و آوردن سواران در ایران و باز بر تخت نشستن

بتائی وہین اسنے تدبیر ایک / کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہ نیک
گیا پھر حضور شہ نامدار / عقاب اسنے جنگل سے منگوائی چار
کھلایا انھین گوشت شام و سحر / قوی زور انکے ہوے بال و پر
انھین ساتھ مردم کے خوگر کیا / کئی روز پھر انکو فاقہ دیا
رکھی ران بزغالے اک نیزے پر / کیا ایک طیار پھر تخت زر
عقابونکو باندھا سر تخت سے / کہا پھر یہ شاہ قوی بخت سے
کہ اب بیٹھیے آپ اس تخت پر / ہوا جلوہ گر خسرو نامور
مگر قصد یہ تھا سر آسمان / کہ ہو رزم آور یہ تیر و کمان
اڑے تخت کو لیکے چارو عقاب / سو گوشت پرواز کی پھر شتاب
جہانتک انھین زور پرواز تھا / ہوے اوج گیر آبروے ہوا
نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب / سر خاک پر گر پڑا تخت تب
گرا بیشۂ چین مین وہ تاجدار / گزند اسکو پہونچا نہ کچھ زینہار
کہ پکڑے ہوے تھا قوی تخت کو / غرض دشت مین خسرو نامجو
چہل روز غمگین و خستہ رہا / پراگندہ و دل شکستہ رہا
شب و روز روتا تھا وہ زار زار / خدا نے کیا رحم انجام کار
بشارت ہوئی خواب مین انکو / کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
وزیرون نے القصہ کی جستجو / روانہ کیے دیو پھر چار سو
کہی آکے دیوون نے پھر یہ خبر / کہ ہے بیشۂ چین مین وہ تاجور
روانہ ہوے تب سران سپاہ / شہنشہ کو لائے سوے تختگاہ
ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر / تو گودرز و رستم نے وان آنکر
ملامت بہت کی کہ افسوس ہائے / ہوئی یک قلم گم تری عقل رائے
ستم ہے کہ ہر بار اے بادشاہ / تو دیتا ہے بدخواہ کو تختگاہ
ہوا تو گرفتار خواری سہ بار / ولیکن نہ سمجھا ذرا زینہار
بنا خوب کیا تجھسے کار زمین / کیا پھر جو قصد سپہر برین
یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا / خجالت سے سر در گریبان ہوا
لگا عذر کرنے وہ شاہ جہان / کیا شغل داد و دہش بعد ازان
کیا اسکے عدل و کرم صبح و شام / شہنشہ سے راضی ہوے خاص و عام
سر تاجداران تھا کیہان خدیو / پرستار تھے اسکے انسان و دیو
جہان مین کوئی شاہ گیتی پناہ / نہ ہرگز ہوا مثل کاوس شاہ
وے دہر مین اب جو ہوتا اگر / تو پھر پیش اکبر شہ نامور
کمر باندھتا جا وہان بندہ وار / شب و روز ہوتا وہ خدمتگذار
الٰہی یہ شاہ خلائق پناہ / رہے اس جہان مین بتیغ و کلاہ
سمند قلم کی مین پھیرون عنان / لکھون آگے سہراب کی داستان

داستان تولد سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

کہین ایکدن جو یل نامدار / گیا دشت مین جو برائے شکار
ہوا سیر اک گور کے کھا کباب / کیا پھر وہان اسنے آرام خواب
کسی سمت سے آ گئے ناگہان / سواران ترکان عیار وہان
تو تھی سوے رخش ڈالی کمند / کیا گردن رخش کو زیر بند
گئے جبکہ نزدیک اس رخش کے / تو اسنے لگد اور دندان سے
کیے چند کس کشتہ اک آن مین / گرا ہوگیا پر نہ میدان مین
پکڑ لیگئے ترک وان سے اسے / کیا جفت اک مادیان سے اسے
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو / [illegible]

وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
پیادہ بسوئے سمنگان گیا

تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
تہمتن سے جاکر یہ اسنے کہا

ادھر آپ قدم رنجہ کیونکر کیا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا

جہان ہو وہان سے تو لا رخش کو
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو

کرم کیجیے میرے ایوان پہ آج
بسر کیجیے اب بعیش و طرب

یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا

نہیں پردہ وان رات کو ناگہان
نمایان ہوئی اک بت دلستان

جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
تو حیران رہا رستم نامجو

کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
پری چہرہ و ماہ پیکر ہون مین

ورے تیری مدت سے دیوانی ہون
قرار و صبوری سے بیگانہ ہون

کسیکی نہ ہوئی ہے جفت تیرے سوا
تمنا ہے دل تھی یہی صبح و مسا

بجالاؤن مین شکر الطاف رب
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو اب

غرض جبکہ خورشید ہو جلوہ گر
مے باپ سے مری درخواست کر

یہ کہکر وہ رخصت ہوئی دلستان
ہوا خوش بہت رستم پہلوان

تو لاکر دیا شہرۂ آئین و دین
تہمتن کو دی شہ نے دختر وہین

کوئی مہرہ سام نریمان کا تھا
سو رستم نے اسکو حوالے کیا

تو یہ مہرہ تو اسکے بازو سے باندھ
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ

تو اسکے مقابل نہ ہو پیل و شیر
وہ ہو مثل سام نریمان دلیر

جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
بہت اسکی خاطر پریشان ہوئی

جسیم و قوی بچہ مانند سام
رکھا شاہ نے اسکا سہراب نام

سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
لگا پھرنے میدان مین لیل و نہار

تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
سدا قوت بھیجے تھے اور لعل و در

ولیکن بہت داستانین ہین وہان
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یان

یہ پھر کوئی پوچھنے یان صبح و شام
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام

ترا باپ ہے رستم پہلوان
یل پیلتن گرد کشورستان

ہوئی بعد ازان وہ بہت خستہ حال
ثنا گوے سام و نریمان و زال

کہ بھیجون کسیکو حضور پدر
کہ پہونچاوے دونون طرف کی خبر

ترا نام سنکر جو رستم تجھے
بلاوے تو پھر رنج و غم ہے مجھے

رکھے ہی تیرے باپ سے بغض و کین
یقین ہے کہ تجھکو وہ چھوڑے نہین

جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
کہ آیا یہان رستم نامور

ترے ہم ہین فرمانبر و نیکخواہ
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ

مگر رخش لائے ترے مردمان
سراغ اسپ کا مجھکو پہونچا یہان

وہ بولا کہ اتنا نہ گھبرائیے
نہ تندی کو اب کام فرمائیے

رکھو جمع خاطر کہ رخش آئیگا
سحر آپکے پاس آجائیگا

مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
شراب مصفا و نقل و کباب

سمنبر گل اندام و شمشاد قد
پری چہرہ مہ روے و خورشید خد

یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام

مرا نام تہمینہ ہے اے جوان
رہون جون پری مردمان سے نہان

ہوئی والہ سنکر تری خوبیان
خدا سے کیا عہد مین نے کہ ہان

کیے تھے تعین مین نے یہ مردمان
اگر لاؤن مین ترے رخش کو اب یہان

یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
کرون تا حقیقت مفصل بیان

وہ چاہے ہی تجھسے زیادہ تجھے
کریگا نہ انکار اس بات سے

سحر موبد شاہ کو کر طلب
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب

ہوا اسکے ہمخواب یکشب جوان
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان

کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
اگر تجھسے ہووے تولد پسر

بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا

طلب رخش اپنا کیا بعد ازان
سوار اسپہ ہوکر ہوا پھر روان

غرض نو مہینے گئے جب گذر
تو پیدا ہوا نازنین سا پسر

وہ لگتا ہے نظرون مین یکسالہ تھا
رخ خوب و رنگ گل لالہ تھا

ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
لگا ڈرنے مردان شمشیر زن

طلب کی تھی ہونا زمین سے خبر
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر

غرض آکے تہمینہ سے ایکروز
لگا کہنے وہ کودک دلفروز

کہون کیا مین انکو بتاؤ مجے
یہ سنکر پری چہرہ نے یون کہا

دلیران و گردان روئے زمین
کوئی زینہار اسکے ہمسر نہین

سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن

وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال
نہ لانا یہ زنہار دل مین خیال

سوا اسکے وہ شاہ افراسیاب
کیا جسکو رستم نے اکثر خراب

غرض ہے یہ بہتر کہ تو زینہار
نکر باپ کے نام کو آشکار

ہوا تند وہ کودک ارجمند — یہ بولا نہیں بات یہ دلپسند
سواران ترکان و مردان کار — فراہم کرو لشکر بے شمار
بٹھاؤن تہمتن کو مین تخت پر — کرون اسکو ایران کا تاجور
چو رستم پدر ہووے اور مین پسر — نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور
ہوا گرم سہراب پھر تیز و سلن — کیا اسپ اسنے طلب بعد ازان
پسند اسکو لیکن نہ آیا کوئی — سواری کے لائق نپایا کوئی
ہوا بچہ اسپ جب روبرو — تو شادان ہوا وہ یل نامجو
سوار اس پہ ہوکر یل شیرزاد — نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

رکھو نہیں نہ پوشیدہ نام پدر — نہیں مجھکو ہرگز کسی کا خطر
پھر اک دم مین لون تخت کاؤس کا — مٹاؤنگا نام و نشان طوس کا
کرون قصد پھر سوئے افراسیاب — سر تخت لون اسکا جاکر شتاب
پسر چہرہ مانند ابر بہار — یہ گفتار سنکر ہوئی اشکبار
دکھائے اسے گلۂ شہ تمام — کہ جنمین ہر اک اسپ تھا تیز گام
سر پشت ہاتھ اسنے جسکے رکھا — شکم اس ہیون کا زمین سے لگا
کہ وہ باد پا چست شائستہ تھا — قوی زور و چالاک و بایستہ تھا

روانہ شدن سہراب از توران بسمت ایران

برائے جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہداران ایران را

جوانمرد نے قصد ایران کیا — مہیا لڑائی کا سامان کیا
لگا کہنے پھر یون کہ اب ہے یہ عزم — کرون شاہ کاؤس سے چل کے رزم
ہوئے متفق اسکے تورانیان — لگے کرنے اغوا اسے ہر زمان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب — پھر اسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کمر باندھ کر کینہ خواہی پہ چست — کیا قصد ایران جو تونے درست
روانہ کیا فوج کو پھر ادھر — لیے اسمین سرکردہ دو نامور
یہ افراسیاب اُنسے کہنے لگا — کہ رکھیو ذرا دھیان اس بات کا
پدر سے پسر اور پسر سے پدر — نہو آشنا زینہار ہمدگر
قوی زور سہراب ہے اور دلیر — یقین ہے کرے یہ تہمتن کو زیر
کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک — اسے بھی ملا ناتہ خون و خاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر — ہلاک بد اندیش آسان ہو پھر
سپاہ گران لیکے وہ نوجوان — ہوا اسکے اقلیم ایران روان
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا — سو جنگ سہراب مائل ہوا
یہ سہراب نے اس سے پوچھا کہ ہان — ترا نام کیا ہے بتا اے جوان
کرون سر کو اب تیغ تیرے جدا — یہ کہکر کیا زخم نیزہ روا
دلیری سے سہراب نے بعد ازان — روان کرکے پہلو مین اسکے سنان
وہان ایک تھا گرد ہم پہلوان — اور اسکی تھی اک دختر دلستان
جہان مین تھا گردآفرید اسکا نام — ہنر جنگ کے یاد اسکو تمام
تو مانند مردان شمشیر زن — لباس نبرد اس نے کر زیب تن

زرہ پوش مردان جنگ آوران — فراہم کیا لشکر بیکران
سر تخت کاؤس رستم کو دون — سپہدار اقلیم ایران کرون
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین سب — تمھو نگے کاؤس کو زندہ اب
کہ بدخواہ میرا ہے کاؤس شاہ — یہی ہے آرزو اسکو کیجے تباہ
تو مین ہون رفیق اب ترے اے جوان — اگر ہون ترے شامل سپہ گران
سنو نام کا انکے مجھسے بیان — کہ ہومان تھا دوسرا بارمان
کہ سہراب رستم سے واقف نہو — تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
کرو جہد و کوشش یہ صبح و مسا — کہ سہراب و رستم ہون جنگ آزما
بوقت وغا رستم نامجو — مگر ہووے کشتہ تو سہراب جو
جو کشتہ ہون یہ دونون جنگی سوار — رہے پھر کسے طاقت کارزار
سو فتح کرکے اسنے بے درد و رنج — روانہ کیا پیش سہراب گنج
کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار — ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار
مبارز کیا جبکہ اسنے طلب — گیا سامنے اسکے سہراب تب
دیا اسنے پاسخ کہ ہون مین ہجیر — قوی بازو و زورمند و دلیر
بہت زور اسنے کیا کین سے — ہلا پر نہ سہراب جب زین سے
اٹھا زین سے پٹکا زمین پر اسے — اسے لیگیا پھر گرفتار کر
سو وہ پہلوانی مین تھی بے نظیر — ہنرمند دانا شجاع و دلیر
سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر — ہوا وقت پیکار زندہ اسیر
شتابی سے ہو باد پا پہ سوار — دلیرانہ آئی پئے کارزار

خرو شان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
غرض سنکو سہراب وہ نشیر زن
سنان سے اٹھایا اُسے زین سے
سوار اسپ پر ہوکے پھر دلربا
اسیر کمند اُس پری کو کیا
درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو مین دون تجھے گنج زر بیشمار
گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
کہ اس تو زمین رہنا نہین خوب اب
شتابی سے توڑا در قلعہ کو
تو سہراب کا دل ہوا بے قرار
گیا پیش کاوس گردون وقار
تکاشا یہ ہے عمر مین خورد ہے
مقابل ہوا جبکہ اُسکے ہجیر
یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
کہ اے پیلتن رستم پہلوان
عدو سوز ہے تیری تیغ و سنان
دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
سوا تیرے اسکا ہے پہلوان جہان
ہوا گیو نامہ کو لیکر روان
یہ پوچھا کہ اے گیو یہ کر بیان
یہ دلمین لگا کہنے وہ پیلتن
وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
دروغ اُسکی مان کیونکہ لکھتی نہان
کہ ہو نخون روان ہی کے یان سے شتاب
یہ کہکر کیا جشن ترتیب جان
نہین اب ہے لازم توقف یہان
نہین کوئی ہوینچے مرے زور کو
غنیمت ہے یہ صحبت ہمدگر

تو سہراب حیران رہا دیکھکر
ہوئی جو نمایان ناوک فگن
سر خاک پر نکارہ کین سے
ہوئی ہے مثل مردان نبرد آزما
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا
تو سہراب عاشق ہوا شیفتہ مین
کہ اس قلعہ مین ہے مرا اختیار
پدر را و مادر برادر سے سنے وہین
اگر بیزان سنکے الغرض وقت شب
گیا قلعہ مین پھر ملی نا مجو
ہوئی خاطر آشفتہ پھر بیقرار
کہا یون کہ اے خسرو نامدار
کم از چار دہ سال وہ گرد ہے
تو وہ لیگیا کرکے وہ بین سپہ
تو غافل نہو جلد کر فکر کار
یل نامور گرد شورستان
جہانگیر ہے تیرا گرز گران
زبون اُس سے ہین پہلوان تمام
نہین کوئی اُسکے مقابل یہان
بفرمان شہ سوئے زابلستان
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جوان
کہ چاہی تھی میری سمنگان مین نہان
جسے سام پیکر کہے ہے جہان
بھلا کسلیے مجھسے رکستی نہان
حضور شہنشاہ عالی جناب
رہے سات دن تک وہ شادی کنان
بجا لائیے حکم شاہ جہان
یہ ہے تاب کسکی مقابل جو ہو
کہ ہے آخر کار چلنا اُدھر

گمان لیگیا زن ہے یہ یا ہے مرد
لگی بینچا چھوڑنے تیر جب
ولے دخت نے کھینچکر تیغ کین
دلیری یہ اُسکی جب آئی نظر
گرا خود تارک سے پھر خاک پر
کہا دل ستان نے یہ سہراب سے
رہا اُسکو سہراب نے پھر کیا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
نپایا کہین مرد مان کا نشان
ادھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
جوان ایک آیا ہے توران سے
ولے پیلتن سے ہے جوان دلیر
گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تو ایرانیون کا ہے پشت پناہ
تو جلدی پہونچ زابلستان سے
سوار توانا و پر زور ہے
ہوا نامہ طیار جب سربسر
وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ بولا کہ کہتے ہین یون خاص و عام
تولد ہوا ہے جو اُس سے پسر
یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
وہ بولا کہ کیا اضطراب اسقدر
یہ پھر گیو نے روز ہشتم کہا
یہ بولا وہین رستم نامدار
کہ داؤنگا جب اسپ کو جا کے عنان
رہی اور دو روز بزم و طرب

ہوا یا کوئی طفل ہے پرخاش جو
سپہ لیکے سہراب نے منہ پہ تب
دو نیزہ گیا نیزہ کو بس وہین
تو سنتاق سہراب نے زود تر
پریشان ہوئے سب بسر ہوے سر
کہ ہو بند سے کر رہائی مجھے
ولے عہد و پیمان محکم لیا
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان
تو آواز مردم نہ آئی وہان
نہ دیکھی جو وہ دختر دلستان
اُدھر گرد ہم قلعے سے بھاگکر
مشابہ ہے سام و نریمان سے
قوی بازو چست مانند شیر
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین
تو ہے سرگروہ سران سپاہ
کہ آیا ہے اک گرد توران سے
یہان زور کا اُسکے اک شور ہے
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا
کہ ترکیب و شکل اُسکی ہے مثل سام
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر
کہ دختر ہوئی وان آئی خبر
کہ ہے اسطرح حکم کیہان خدیو
ذرا بادہ لعل گون نوش کر
کہ اے پہلوان نبرد آزما
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار
رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان
تو خوشی سے رہے بادہ کش و طرب

ہوا جبکہ روز دہم جلوہ گر
زوارہ جو اسکا برادر تھا خورد
تو وہین وہ شاہنشہ نامور
کہ اتنا توقف وہان کیون کیا
ہوا پر غضب طوس پر شہریار
تہمتن نے جھٹکا وہین اسکا دست
سمجھتا نہین کون کاؤس ہے
مخاطب ہوا پھر سو شہریار
تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
کرون آتش خشم کو تیز گر
کہ سر پر رکھوا اپنے تاج شہی
پذیرا جو کرتا مین تاج شہی
یہ کہکر وہین رخش پر ہو سوار
یہ احوال گودرز سے پھر کہا
جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
توقف نہ کر اب شتابی سے جا
یہ ظاہر ہے اور تجھکو معلوم ہے
پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
کہے ہے یہی گرد ہر ایک یان
خدا کے لیے ای یل نامور
سمند عزیمت کی پھیر اعنان
زبان پہ ہو لوگون کے پھر یہ سخن
یہ سنکر وہین رستم پہلوان
یہ تندی و گرمی ہے میری سرشت
ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا رستم گرد بھی عذر خواہ
کرین آج ترتیب بزم طرب
درخشان ہوا جبکہ مہر منیر
دلیران ایران کو کر کے طلب

تو پھر زابلستان سے باکر و فر
اسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد
ہوا خشمگین رستم و گیو پر
مرا حکم لائے نہ ہرگز بجا
کہا جلد لیجا انھین سوئے دار
خروشندہ پھر ہو کے جون مست شیر
سرے آگے گیا پیر پھر طوس سے
یہ تندی سے بولا یل نامدار
بد اندیش کو خستہ کو خوار کر
تو خس سے بھی کمتر ہے پھر تاجور
کرون ملک ایران مین فرمان روا
یہ بدبختی نہ تجھ تک کلاہ شہی
روان سوئے زابل ہوا نامدار
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا
یہ زنہار تجھکو مناسب تھا
دلاسا تو کرکے تہمتن کو لا
کہ عاری ہے دانش سے کاؤس کے
سر نو کیے عہد ہو عذر خواہ
کہ سہراب ہے وہ دلاور جوان
توانا ہون ہے ذرا رحم کر
تو ہرگز نجا سوئے زابلستان
کہ اک طفل سے رستم پیلتن
پھر آیا حضور شہ خسروان
نہین چھوٹتی مجھسے یہ خو سرشت
ہوا تند پھر تجھپہ بے اختیار
کہ بندہ ہون تیرا مین ای بادشاہ
بسر ہم کرین عیش و عشرت سے سب

روانہ ہوا رستم پہلوان
غرض ہو کے منزل بمنزل روان
کہا طوس سے یون بصد غضب
زبردست تھا طوس پر چند
پھر اسنے سوئے رستم سرفراز
یہ بولا کہ ہے کون نامور
مجھے جز خداوند یزدان پاک
نہ ہو گرم مانند شعلہ تو اب
تبہ کاری کی تونے اب اختیار
دلیران کو دنکش و نامجو
ولیکن جو اقبال ہے نے کیا
ہے میری سزا تونے جو کچھ کیا
جو آزردہ ہو کر گیا پہلوان
کہا اسنے یون شاہ کاؤس کو
پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
ہوا ان سے گودرز وہین روان
تمیز اسکو اے پہلوان کچھ نہین
تو ہو ویگا آزردہ شہ سے اگر
کوئی پہلوان جسکے ہمسر نہین
کہ پشت و پناہ دلیران ہے تو
وگرنہ ہون گردکشان تو ان دلیر
یہانتک ہراسان و ترسان ہوا
اٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
بلایا تجھے اسلیے مین یہان
ہوا تو جو آزردہ ای شیر دل
جو کچھ حکم ہو وے سو لاؤن بجا
سحر یان سے لیکر سپاہ گران

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بعزم جنگ با سہراب

گئی ساتھ اسکے سپاہ گران
کیا پیش کاؤس جب پہلوان
کہ دو نو کو تو دار پر کھینچ اب
کیا رستم نامور سے حذر
کیا لا ابالی ہاتھ اپنا دراز
جو تیرا کہے کھینچے مجھے دار پر
نہین ہے کسی کا ذرا خوف و باک
کہ بیفائدہ ہے تمہارا یہ غضب
تو شاہی کے لائق نہین زینہار
یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نتھا
بجا ہے روا تونے جو کچھ کہا
تو بیدل ہوے وہین پیر و جوان
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان
تہمتن سے جاکر کیا پھر بیان
جو آوے زبان پر کہے بس وہین
تبہ ہونگے ایرانیان سر بسر
کوئی گرد اس سے قوی تر نہین
نگہدار اقلیم ایران ہے تو
دلیری کرین آکے مانند شیر
کہ بے جنگ یان سے گریزان ہوا
کہا پھر کہ ای رستم نامجو
کہون چارہ کیا تجھسے ای پہلوان
تو پھر مین پشیمان ہوا اور خجل
شہنشہ نے ارشاد تب یہ کیا
سو دشمن کہ کینہ جو ہو روان
تو کاؤس سلطان آفاق گیر
یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب

یل پیلتن با سپاہ گران / ہوا سوے سہراب وانسے روان
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز / نہان ہوگیا مہر گیتی فروز
جو پہونچا وہ نزدیک حصن متین / تو لشکر ہوا وان اقامت گزین
گیا پھر وہان شاہ کاوس بھی / گئے گیو و گودرز و طوس بھی
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ / تو دیکھا کہ ہی بیکران یہ سپاہ
یہ ہومان سے کہنے لگا دیکھ تو / کہ ہی کسقدر لشکر جنگجو
جو یہ کثرت فوج آئی نظر / تو ہومان کے ہوش اڑ گئے سر بسر
یہ سہراب بولا ہراسان نہو / کرون قتل اک دم مین سب فوج کو
کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار / بفرمان سہراب عالی تبار
گیا اُس سراپردہ مین رات کو / خبر کے لیے رستم نامجو
نظر سے وہ مردم کے ہوکر نہان / لگا کرنے احوال دریافت وان
جو دیکھا تو سہراب ہی تخت پر / چپ و راست مین اُسکے سب نامور
مہیا ہی بزم نشاط و طرب / خوشی سے مے لعل پیتے ہین سب
کوئی بزم مین زندہ تھا پہلوان / پڑی اُسپہ اُسکی نظر ناگہان
اٹھا وہ وہین اور اُسکے آرو برو / لگا پوچھنے یون کہ ہی کون تو
تہمتن نے اک مشت مارا جو سخت / تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ بخت
گیا وان سے پھر رستم نامور / اور اک شخص ناگاہ آیا ادھر
جو دیکھا تو اُفتادہ ہے اک جوان / کہ ہرگز نہین اُسکے قالب مین جان
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ / تو زندہ کا وان کشتہ پایا چراغ
یہ سہراب لوگون سے کہنے لگا / کوئی آکے جاسوس کاوس کا
نمود اپنی دکھلا گیا اب جوان / خبر لیگیا آن کر بے گمان
عوض زندہ کا صبحدم جا کے لون / کرون ایک لشکر کو مین غرق خون
تو چھوڑون سحر زندہ کاوس کو / ملاؤن تہ خاک و خون طوس کو
زبان پر تھا سہراب کے یہ سخن / ادھر شام سے رستم پیلتن
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہان / کرون وان کیا مین سہراب کا بیان
جوان قوی ہیکل و زورمند / قد اُسکا ہے مانند نخل بلند
تکلف نہین اسمین کچھ زینہار / ببینہ ہے ہمشکل سام سوار
یہ چاہے ہے اب چرخ فیروزہ رنگ / پدر اور پسر مین ہووے ہو جو جنگ
سنی اور دیکھی بہت رزم بزم / پر اب سنیے سہراب و رستم کی رزم
سر چرخ مہر جہانتاب نے / کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
سب آراستہ اپنا لشکر کیا / یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو / کرو اپنی آراستہ فوج کو
ہجیر دلاور کو کر کے طلب / کہا گر کہے راست تو مجھسے اب
تو بخشون رہائی تجھے بند سے / وہ بولا وہین اُس تنومند سے
دروغ آگے مردم کے ہی بیفروغ / بھلا کسلیے کوئی بولے دروغ
ہجیر اور سہراب یل پھر وہین / گئے وانسے بالاے حصن حصین
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر / پلنگی سراپردہ گردون نظیر
یہ کس کا ہی جلدی بتا مجھکو تو / کہ ہاتھی ہین جسکے بہت روبرو
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ / یہ ہی شاہ کاوس کی بارگاہ
سو راست کسکا ہی خیمہ کہا / وہ بولا کہ یہ خیمہ ہی طوس کا
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ / یہ کس کا ہی مجھکو بتا بیدرنگ
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما / خداوند ہے خیمۂ سرخ کا
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازان / سراپردہ سبز کسکا ہی وان
کھڑا ہی جہان کاویانی درفش / کہ ہی یک قلم سرخ و زرد و بنفش
سوا اُسکے جون تخت کاوس کے / رکھا اک سراپردہ مین تخت ہے
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر / کہ ہی خیمۂ رستم شیر گیر
وے دل مین اندیشہ اسنے کیا / مبادا کہین ترک جنگ آزما
سنے نام رستم کا اور ناگہان / کرے جنگ و پرخاش جا کر وہان
وہ غافل ہوا اور شبہ سو رہین / قیامت ہو برپا بروے زمین
یہی مصلحت ہی کہ اب زینہار / نہ بتلاؤن نام یل نامدار
کہا یون کہ خاقان چین نے یہان / سپہ لیکے بھیجا ہی اک پہلوان
کہ ہو یار شاہ کاوس کے / یہ اُسکا سراپردہ سبز ہے
وہ بولا کہ اس گرد کا نام کیا / کہا نام اُسکا نہین جانتا
کہا دل مین اُسنے کہ ہان ہیچ وہان / بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان
وہ سب دیکھتا ہون لگے ہے عجب / کہ ظاہر کیا اُسنے کچھ اور اب

کہا پھر ذرا غور سے کر نگاہ
کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ

یہی اُسنے سہراب سے پھر کہا
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا

کہا پھر یہ سہراب نے ہے کہان
سراپردۂ رستم پہلوان

یہ سنکر دیا اُسنے پاسخ وہین
کہ وہ زابلستان سے آیا نہین

کہا پھر یہ اُسنے رہ لطف سے
کہ تبلا نشان تہمتن مجھے

تو ہو قید سے تاکہ جلدی رہا
کرون تجھ پہ میں صرف لطف و عطا

جواب اُسنے اُسکو دیا پھر وہی
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی

ہوا پھر وہ تند اور کہا اے ہجیر
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر

اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
تو کہہ راستی اب مرے روبرو

تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نکر

کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا
کرون قید ہستی سے تجھکو رہا

کیا اُسنے پھر اُس سے انکار صاف
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف

کر کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
عبث ہے مرے ساتھ یہ کینہ اب

تہمتن کی مجھکو خبر کچھ نہین
تو کھینچے ہے کسواسطے تیغ کین

یہی جیسمین ہے تو بہانہ ہے کیا
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا

یہ کہکر لگا کہنے پھر یون ہجیر
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر

تن اُسکا ہے مثل تناور درخت
زبردست و چست و توانا و سخت

ہزبران و دیوان و پیل و پلنگ
مقابل نہو اُسکے ہنگام جنگ

کہا سنکے سہراب نے اے جوان
کہان تو کہ دیکھے مین جنگ آوران

جہان مین ہین ایسے خداوند زور
کہ رستم کو سمجھیں ہین مانند مور

ہوا غمزدہ وہ یل نوجوان
کہ رستم کا ہرگز نپایا نشان

بلندی سے اُسنے فرود آنکر
زرہ اور جوشن کیا زیب بر

لیا نیزہ و گرز و تیغ و خدنگ
شتابان ہوا سوے میدان جنگ

جدھر قلب مین شاہ کاؤس تھا
ادھر جا کے سہراب نے یون کہا

عوض زندہ کے رات کھائی قسم
گروگشتہ کاؤس کو صبحدم

سواران ایران کو میدان مین
تہ تیغ کھینچون مین اک آن مین

اگر پاس نام اور عزت بھی ہے
تو آ کر مقابل ہو کاؤس کے

سوا اُسکے ہو جسکے عزم جنگ
نبرد آزما مجھسے ہو بیدرنگ

یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کہ آتا ہے اب کونسا نامدار

ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ تھا دل مین ہر اک کے خوف و خطر

کوئی جب نہ اُسکا ہوا ہم نبرد
ہوا تب خروشندہ وہ شیرمرد

کہ شاہونکو غیرت ذرا چاہیے
نہ جنگ آورونسے ڈرا چاہیے

چراتا ہے دل رزم سے جو شکھا
تو کیون نام کاؤس اپنا رکھا

یہ آواز کاؤس نے دی وہین
کہ اے نامداران ایران زمین

کوئی جلد رستم سے جا کر کہو
کہ یارا نہین ہے کسی گرد کو

جو اس گرد سے جا کے ہو کینہ خواہ
ہراسان و خائف ہے کیسی سپاہ

دوان طوس پیش تہمتن گیا
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا

کیا تھا یہ رستم نے اُس دم قرار
کہ پہلے کرونگا نہ مین کارزار

کوئی اور جا کر سوے رزمگاہ
بد اندیش سے آج ہو کینہ خواہ

مبادا جو سب پہلوانان ہون
تہم مین نبرد آزما اسسے ہون

ولے طوس نے جب کیا یہ بیان
تو ناچار پھر رستم پہلوان

پہن کر زرہ جوشن پر ہو سوار
گیا سوے میدان پے کارزار

یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
ستیزندہ ہون چلکے یکسو بہم

کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
گئے جبکہ یکسو وہ پیکار جو

تو سہراب نے یون کہا اے جوان
نہین ہے کسیکو یہ تاب و توان

جو مجھسے مقابل ہو میدان مین
کرونگا تجھے قتل اک آن مین

یہ سنکر وہین رستم نامدار
لگا کہنے اے کودک خامکار

نکل سختی اب پختہ کارونسے تو
نہ جنگ آورونسے ہو پرخاش جو

وہ مین ہون دلاور یل نامجو
کہ دیو سپید سیہ کار کو

کیا کشتہ کتنون کو ہنگام جنگ
نہ جابر ہوے مجھسے شیر و پلنگ

وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
کہ شاید تو ہے رستم پہلوان

وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
مین اُسکا ہون نائب جا کر کہین

یہ سنکر اُسے پاس افزون ہوئی
بہم جنگ پھر زیر گردون ہوئی

ہوے لیکے نیزہ ستیزہ کنان
لگی چلنے باہم سنان پر سنان

ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر
وہ تیغین بھی شکستہ ہوئے سربسر

دلیرون نے پھر کھینچ کر تیغ تیز
کیا گرم بازار کین و ستیز

بہم ضرب پر ضرب تھی بیدریغ
شکستہ ہوئی آخر کار تیغ

لیا ہاتھ مین پھر عمود گران
لڑے اسقدر ہر دو جنگ آوران

کہ حیران رہا دیکھ چرخ کبود / ہوئے آخرش کج سر گرز عمود
عرق مین ہوا تر سراپا بدن / ہوئے خشک یکدست کام و دہن
ذرا راست کرنے لگے اپنا دم / ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
نہ زنہار دیکھا جہان مین بشر / نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظر
بہم دو مین لشکر کمان و خدنگ / دلیران جنگی لگے کرنے جنگ
پکڑ کر کمر ہمدگر بعد ازان / لگے زور کرنے وہ دونون جوان
تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا / ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا
اسے چھوڑ سہراب نے بس وہین / لیا ہاتھ مین گرز اس نے کہین
یہ ہنس کر لگا کہنے سہراب پھر / کہ ہے جنگ کی تجھ مین کچھ تاب پھر
تو رکھ جمع خاطر کر وقت پگاہ / ترے ساتھ پھر کے ہون رزم خواہ
تہمتن ادھر کھینچ کر تیغ کین / شتابان ہوا سوئے ترکان چین
یہ رستم کے پھر دل مین آیا وہین / مبادا کہ سہراب از روئے کین
شتابی سے لشکر کی موڑے عنان / کہا آکے سہراب سے یون کہ ہان
ذرا صبر کر شب کو آج اے جوان / سحر تک ہے اور میرا گرز گران
اسے بھی نہ تھی رزم کی تاب پھر / گیا اپنے لشکر مین سہراب پھر
تہمتن کو بھی شہ نے لیا پھر طلب / جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب
تن اسکا [illegible] ہے بھی سخت / [illegible] نہین جس پہ تیغ و تبر
تسلی [illegible] شہ نے کہا / کریگا ظفر یاب تجھکو خدا
کہ سہراب ہر چند ہے خورد سال / ولے اسکو ہے زور و قوت کمال
مبادا اگر شہ تجھون وقت رزم / تو پھر رزم کا اس سے لیجو نہ عزم
تو مان باپ سے جاکے کہیو یہی / ارادہ جو کچھ چاہے تقدیر تھی
زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن / لگا کرنے گریہ یل پیلتن
تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب / بد اندیش مغلوب ہووے شتاب
یہ ہومان سے بولا کہ اے نیک مرد / عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد
وہ پاتا ہون اس مین سراپا نشان / مری مان نے جو کچھ کیا تھا بیان
یہ سہراب کو اسنے پاسخ دیا / کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا
ولیکن یہ رستم نہین زینہار / یقین جان تو ہے یل نامدار

ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم / رہا پھر نہ زنہار گھوڑون مین دم
جدا گانہ پھر دونون استادہ ہو / وہ سہراب اور رستم نامجو
تہمتن بھی یہ دل مین کہنے لگا / کہ اس قدرت و قوت و زور کا
پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا / کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما
ہوئے دم مین ترکش تہی سربسر / ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر
کیا پہلے رستم نے زور اسقدر / کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
کیا زور اسنے بھی ہر چند پر / نہ ہرگز ہلا رستم نامور
جو مارا تہمتن نے بالاے سر / تو زخمی ہوا رستم نامور
تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام / قریب آگیا اے جوان وقت شام
وہ سہراب پھر لیکے گرز گران / سوے لشکر شاہ آیا دوان
کہون کیا کہ اکدم مین یا ایک آن / ہزارون ہوئے قتل پیر و جوان
کہین شاہ سے جاکے ہو رزمجو / وہ غیرت سے ضائع کرے آپکو
تو جنگ دلیران سے واقف نہین / عبث ہے یہ بیباکی بغض و کین
سوا اسکے اب ہے خواہان جنگ / تو پھر ہو مقابل مرے بیدرنگ
وہان سے وہ سہراب جسدم گیا / سراپردے مین اپنے رستم گیا
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال / بڑا ہی دلاور ہے یہ خورد سال
اثر اسپہ کرتا نہین زینہار / مرا زور بازو دم کارزار
شہنشہ سے رخصت ہو پیلتن / زوارہ سے جا کر کہا یہ سخن
خدا جانے کیا پیش آوے سحر / زہے بخت گر ہم قرین ہو ظفر
سوے زال لشکر کو لیجائیو / خیال اور دل مین نہ کچھ لائیو
عبث زاری آہ و سوز و بکا / بھلا چارہ کیا جب آوے قضا
کہا کرکے زاری الٰہی کردگار / ترے ہون کرم کا مین امیدوار
ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا / ادھر جاکے سہراب جنگ آزما
قوی بازو و سخت چنگال ہے / بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے
گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر / جہان پہلوان رستم نامور
تہمتن کے ہمشکل ہے یہ جوان / [illegible] کی صورت بھی ہے [illegible]
وہ سمجھا کہ یہ راست گفتار ہے / ہمارا ہوا خواہ غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن / تو سہراب اور رستم پیلتن
پہن کر زرہ رخش پر ہو سوار / گئے سوے میدان پے کارزار

وے نرم سہراب کا دل ہوا
مصمم کیا تونے اب دل مین کیا
بہم محفل آرائی نوش ہون
تو یکسو ہوتا اور کوئی جوان
نشانی جو کچھ چاہی ہی عیان
تو شاید کہ ہی زال زر کا پسر
کہے تھا یہ دل مین یل پیلتن
بہت مین نے دیکھا فراز و نشیب
جو دیکھا کہ رستم ہی اب گرم کین
نہین چاہتا تھا کہ تجھسا جوان
کیا زور رستم نے وان حد سے بیشتر
جو کھینچا پکڑ کر کمر بند کو
گرا خاک پر جب یل نامور
کیا حیلہ رستم نے اسوقت وان
تو سر کو کرے اسکے تن سے جدا
یہ سنکر وہ اسکے اٹھا سینہ سے
کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
ندیکھا تھا گاہی فراز و نشیب
ہوئی بیوقوفی یہ تجھسے کمال
گیا جبکہ رستم سوی خیمہ گاہ
اسے ابتدا مین تھا زور اسقدر
ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار
غرض کرکے شب زاری و انکسار

سوا الفت و مہر مائل ہوا
ارادہ لڑائی کا یا صلح کا
بچنگ و نے و مطرب کو نوش ہون
یہان آنکر ہو ستیزہ کنان
وے نام تیرا ہی مجھسے نہان
یل پیلتن رستم نامور
نہین طفل کا اعتبار سخن
مگر مجھسے گفتار مکر و فریب
تو ناچار سہراب بولا وہین
مرے ہاتھ سے کشتہ ہوئے یہان
گیا آگے سہراب کے تہمتن
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر
لگا کہنے سہراب سے ای جوان
مگر ہو دگر بار زور آزما
غرض ہاتھ اٹھایا وہین کینہ سے
کیا اسنے افسوس اور یون کہا
تو اک طفل تھا تونے کھایا فریب
رہائی تری اس سے اب ہے محال
رہا شب کو زاری کنان تا پگاہ
زمین پاک ہوتی تھی ہر گام پر
کہ کچھ زور کم ہوئے یا کردگار
ہوا زور بیشین کا پھر خواستگار

تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو
یہ بہتر ہی ہم تم نہون رزم خواہ
کرین عہد و پیمان محکم بہم
مرے دل مین پیدا ہوئی تیری مہر
کسی نے بتایا نہین زینہار
سر صلح ہر چند تھا وہ جوان
یہ پاسخ دیا پھر کہ سن ای جوان
کمر باندھ پشتی ہون سے اتر
تو مائل ہوا اسکے کشتی اگر
یہ کہکر وہ دونون یل نامدار
ہوا وہ خروشندہ چون پیل مست
زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہان کا یہ آئین نہین زینہار
اسے قوت و زور سے لاؤ زیر
گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
تہ دام آیا تھا شیر ژیان
یل نوجوان نے کہا کیا ہی غم
دعا اسنے مانگی کہ اب یا خدا
وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا
ہوئی تھی مناجات اسکی قبول
خدا نے پذیرائی اسکی دعا

کہا وہ وہین ہنسکر اے تند خو
کرین راستی اور شام و پگاہ
پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم
نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر
تو کر نام کو اپنے اب آشکار
پر امین تمہار رستم پہلوان
نہین مین بھی کودک تو گر ہی جوان
کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمدگر
تو ہان مین بھی کشتی کو حاضر ہون
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار
کیا زور سے اسنے رستم کو پست
خرابی تہ چرخ پر خشم ہوئی
یہ چاہا کہ اسکو کرے غرق خون
کرے زیر جسکو کوئی ایک بار
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر
طرف اپنے لشکر کے خندان و شاد
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیر سے آہ
دیا چھوڑ تونے لیا مہربان
کرونگا اسے زیر پھر صبحدم
وہی زور دی مجھکو پہلے جو تھا
زمین پر خرام اسکا دشوار تھا
مراد اسکی وہین ہوئی تھی حصول
وہی زور اسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھکر قوت و زور تن
گیا شاد و خرم سوے رزمگاہ
تو پھر آج آیا سوے کارزار
وہ کرنے لگے پھر کشتی بہم

ہوا شادمان پہلوان زمن
ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ
عزیزا یہی شاید ہی جان زار
ہوے مائل زور کشتی بہم

سپاس عنایات پروردگار
یہ سہراب نخوت سے کہنے لگا
تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہی جان
بہم خوب زور آزمائی ہوئی

بجا لا کے اور رخش پر ہو سوار
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا
ترے ساتھ ہوگا ستیزہ کنان
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی

پکڑ کے کمر بند سہراب کا
یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ خستہ جگر کھینچکر ایک آہ
تمناے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا وان
جب اُس خستہ تن نے سنا یہ سخن
لگا کہنے اُس سے یہ گریہ کنان
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھ اب زرہ کرکے وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
پسر کو کسی نے بھی مارا نہین
یہی اب ہے بہتر کہ مین ہون ہلاک
تڑپتا تھا سہراب بسمل اُدھر
تو سمجھے یہی دل مین پیر و جوان
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
سوے زرمگہ جاکے لاؤ خبر
جو سہراب سے ہووے پھر کینہ خواہ
کرے ہی فغان اور بیتاب ہی
اُٹھا کر سر رستم نامور
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا
زوارہ نے پارہ گریبان کیا
جگر پہ مرے زخم کاری لگا
بجبر سیہ بخت سے بارہا
مقابل مرے جبکہ رستم ہوا
کوئی کیا کرے کسکا ہی اختیار
یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا
بھل تمکو مین نے کیا اپنا خون

زمین سے لیا پیلتن نے اُٹھا
جو سہراب اُٹھ کھڑا ہو تعجب سے کیا
یہ بولا کہ تھے بخت تیرے سیاہ
بملک عدم جان واصل ہوئی
کریگا ہلاک آ نکر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہی نشان
کہ صد حیف اے گرد کشور کشا
کہ مہرا ہی بازو پہ تیرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
نہین یہ ہوا جو رہے ہرگز نہین
کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک
ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر
کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان
مبادا ہوا کشتہ رستم اگر
نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ
تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے
لگے پوچھنے سب کہ کیا ہی خبر
رہیگا قیامت تلک یاد غم
کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا
غم و درد سے شور و افغان کیا
نہین کچھ بھروسا ہی اب زیست کا
جو پوچھا تو پوشیدہ اُسنے رکھا
تو پرسان حال اُس سے ہردم ہوا
نہین چارہ تقدیر سے زینہار
زوارہ ادھر اور رستم اُدھر
کسی کو نہین اس جہان سے بقا
وے التماس اک رکھتا ہی یون

چالک کر زمین سے اُٹھے پھر وہین
غرض کھینچکر خنجر آبدار
یہان مین جو آیا تو یہ تھی مراد
جو دریا مین اب ہووے مسکن گزین
کہا نام کیا اُسنے تب یون کہا
پڑا ہو کے بیہوش پس خاک پر
کہ مین ہی تھا سیہ بخت رستم ہون آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہین زخم سے اب ہے طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ
نچھوڑیگا زنہار مجھکو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدہ
جو دیکھا کہ رخش یل نامدار
وہین آ کے گرنے یک قلم سبکے ہوش
کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی
تو کیجاوے تدبیر کچھ اور یان
سواران لشکر گئے جب اُدھر
یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
مری روے سر پر پڑی ہی خاک
پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہاتھ
کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہی حال
یل پیلتن کے سراپا نشان
مجھے نام رستم بتایا نہین
رکھا اُسنے بھی نام اپنا نہان
پسر کی اجل باپ کے ہاتھ تھی
لگے کوٹنے سینہ و سر وہان
نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو
کہ زنہار اب اے رستم ارجمند

سر سینہ بیٹھا وہ از روے کین
کیا سینہ و دل کو اُسکے فگار
کہ دیدار سے باپ کے ہو نہین شاد
دیا ہاے بار آ کے چرخ برین
کہ ہی نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش تب نالہ کر
جہان جسکی آنکھون نہین ہووے سیاہ
ملے تو ادھر کچھ نہ مائل ہوا
جو کھولون زرہ اور دکھلاؤن تجھکو
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہین چارہ زنہار پیش قضا
کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوار
اُٹھا ایک لشکر مین شور و خروش
اُدھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
لگا زخم کاری ہوے ناتوان
لگا کہنے یون رستم پیلتن
پسر کو کیا مین نے ناحق ہلاک
لگے رونے گردان فرخ صفات
وہ بولا کہ ہی درد مجھکو کمال
مری مان نے مجھسے کیے تھے عیان
رکھا ہاے غافل چھپایا نہین
کیا میرے آگے نہ ہرگز عیان
ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
کیا دیدۂ تر سے دریا روان
ذرا صبر کو دل مین راہ دو
نہ ہو جو پچاوے لشکر کو میرے گزند

نہوجائے ترکون سے پھر کینہ خواہ
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پیر
جگر خستہ نے جو کہ اسدم کہا
جو ہی خاص ترنوشدار و وہ لا
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان
پہ لے سے بہر خجستہ صفات
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب
سوا اسکے سہراب کی گفتگو
کہے تھا وہ ہر دم سے ہر دم یہی
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند
کہ سہراب کا کام آخر ہوا
فغان کر کے کہتا تھا یہ دمبدم
سنے جبکہ مان اسکی تب کیا کہے
وہ خیمہ اور اسباب تھا جسقدر
گیا شاہ کاؤس رستم کے پاس
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر
کیا عرض رستم نے ای تاجدار
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار
کرو رخصت اسکو بعز و وقار
پذیرا کیا مین نے تیرا سخن
زوارہ سے رستم نے پھر یون کہا

نہ کھینچے سو ملک توران سپاہ
مراعات کرتا مین شام و سحر
تہمتن نے یکدم پذیرا کیا
مگر اس سے چارہ ہو سہراب کا
مہیا ہے وہ نوشدارو یہان
کچھ ہی یاد رستم کی اس روز بات
رہ ورسم دی ہاتھ سے سنے سب
سنی خوب تو نے وہ وقف ہی تو
کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی
گیا پھر وہ پیش یل پیلتن
گیا آپ پیش شہ ارجمند
نشان مٹ گیا نام آخر ہوا
مرے ہاتھ وا حیف مین کرز قلم
جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
بجا لاکر گیا خاک پھر سر بسر
جو دیکھا تو وہ ہی بہت بیجواس
کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار
یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار
یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
مجھے پاس خاطر ہے ای پیلتن
کہ جیحون تلک ساتھ ہو کے جا

کہ مولد مرا ملک توران ہے
پدر بعد میرے مدارا کرے
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
وہین آ کے پیش شہ نامدار
کہ جسسے ہو سہراب پھر تندرست
کہ کیا کیا مجھے نا ملا تم کہا
سخنہا سے دشوار کہکر گیا
سمجھ اپنے دل مین کہ فہمیدہ ہے
جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان
کہا یون کہ خوے بد شہریار
محل مین تھا اسدم شہ نامور
ہوا سنکے رستم پیادہ دوان
جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا
غرض رکھکے تابوت مین نعش کو
ہوے اسکے ماتم مین پیر و جوان
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے
ولے یہ وصیت ہی سہراب کی
کہ ہو نعمان کی حرمت کہ تم نگاہ
ہوا اب جو تجھکو یہ رنج و الم
کرین مجھسے گو ترک اب سرکشی
زوارہ گیا ساتھ جب بخیط

مری جا ہے تا زیست وہ میدان ہے
تلطف مدام آشکارا کرے
کہ جا کر حضور شہ نامجو
ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
توانا و زور آور و چاق و چست
زبان پر جو آیا وہ اسدم کہا
اسے قید کوئی نہ یان کر سکا
جہان مین تو مرد جہان دیدہ ہے
رہے پھر پیا ورنگ و افسوس ہے
بیان کیا کرون تجھسے ہے آشکار
برامد ہوا تب یہ پہونچی خبر
گیا نعش پر اسکی زاری کنان
جہان مین بھلا قتل کس نے کیا
گیا سوے خیمہ یل نامجو
خروشان و گریان و نالہ کنان
ولے کچھ نہین چارہ اے نیکمرد
شکیبائی و صبر در کار ہے
کہ ترکو نہ بھیجو نہ لشکر کشی
نہو وے پراگندہ اسکی سپاہ
تو میرے بھی دل کو ہوا درد و غم
اگر و نہین نہ زنہار لشکر کشی
گیا آب جیحون سے ہو وہان گذر

معاودت کاؤس با یران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سو تختگاہ
غرض لیکے تابوت سہراب کا
خروشان و گریان گئے گھر تلک
کہ برپا وہان شور محشر ہوا
گئی جب یہ سوے سمنگان خبر

روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
پراگندہ دل شہر مین جب گیا
قیامت تھی برپا بزیر فلک
غضب ایک نے سے زمین پر ہوا
تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر

یل نامور رستم پہلوان
سیہ پوش مع زال پہونچا وہان
دہ رودا یہ رستم کی مان اسقدر
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک
کہ آتش وہین کرکے افروختہ

گیا ہو کے رخصت سو سیستان
ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان
ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
دل پیر و برنا ہوا دردناک
گری آگ مین با دل سوختہ

کیا کھینچ مردم نے پھر دور کر / ولیکن جلے سر بسر سوے سر
تن نازنین بھی ہوا داغ داغ / جہان اسکی نظرون مین تھا بیچراغ

لگی باپ سے کہنے ای نامجو / کیا قتل رستم نے سہراب کو
سوے سیستان کھینچ جلدی سپاہ / تہمتن سے چلکر تو ہو کینہ خواہ

کہا اسنے ای دختر نازنین / سپاہی رستم کے ہمسر نہین
دیا شاہ نے جب اسے یہ جواب / تو پھر دلمین کھا کر بہت پیچ و تاب

گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ / سوے سیستان با دل کینہ خواہ
قریب آنکے اسنے اک پہلوان / روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان

تہمتن سے جاکر تو کہہ یہ سخن / کہ تہمینہ آ پہونچی اے پیلتن
وہ لائی ہے ساتھ اپنے فوج گران / دلیران گردان جنگ آوران

رکھے ہے یہی دلمین با عزم جزم / کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا / سنا تھا جو اسنے وہ یکسر کہا

یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا / پشیمان بہت دلمین اسدم ہوا
وہین ساتھ لے زال و رودابہ کو / گیا سوے تہمینہ وہ نامجو

سراپردہ مین اسکے پہونچے جب / نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
بغلگیر وہ وہین ہوے ہمدگر / کیا نوحہ سہراب کو یاد کر

کہا زال نے سوے خانہ چلو / شبستان کو رشک گلستان کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد / مرے دل کو رستم سے پہونچا ہے درد

مرے آگے رستم کو لاؤ شتاب / کیا جسنے یون اپنے گھر کو خراب
مین پوچھون اس سے کہ ای کینہ جو / کیا کشتہ کیون تو نے فرزند کو

گیا پیش تہمینہ جب پہلوان / تو کھینچ اسنے پھر خنجر جانستان
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم / کرے غرق خون اسکو بیدرد غم

پکڑ ہاتھ اسکا لیا زال نے / یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار / نہین چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھرتا ہو سہراب کا / تو کر رستم و زال کا سر جدا
غرض خوب سمجھا کے وہ نامور / گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضاے مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یکسال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار / ہم وان لگے رہنے لیل و نہار

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر / ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر
قوی بازو و گلرخ و لالہ فام / تہمتن نے رکھا فرامرز نام

سپرد ایک دایہ کو وہین کیا / لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
وہ تہمینہ رہتی تھی غمگین مدام / بتصور تھا سہراب کا صبح و شام

دل اسکا تھا نالان [illegible] / لگے آہ کرتی تھی گاہی فغان
پس از مرگ سہراب وہ مہجمال / رہی زندہ با رنج و غم ایکسال

نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار / وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کار
یہ قصہ تو مین کرچکا سب بیان / سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و براے تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دلکشا / کہ نزدیک دریاے جیحون کے تھا
گئے ایک دن وان براے شکار / ہم طوس اور گیو جنگی سوار

پڑی ناگہان ایک دختر نظر / پری پیکر و مہوش و سیمبر
لباس اور زیور تھا شاہانہ سب / کرشمہ ستم آن غمزہ غضب

یہ پوچھا جو انون نے اے مہ لقا / تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا
بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی / کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی

گرسیوز اسکا جہان مین ہے نام / وہ نسل فریدون سے ہے ذی اکرام
مجھے چاہتے تھے بہت تاجور / ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر

کہ توران زمین کا جو ہے بادشاہ / پشنگ دلاور خداوند جاہ
مرا باندھے ساتھ اسکے عقد نکاح / نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح

کہ مین نے سنا زشت خو ہے پشنگ / نہ کچھ زشت خو زشت رو ہے پشنگ
کیا مجھسے جب ذکر اس بات کا / تو بس صاف انکار مینے کیا

خفا ہو کے تب شہ نے مارا مجھے
گذر آب جیحون سے آئی ادھر
پیادہ ہوئی چند فرسخ روان
ہوے خواستگار بت سیمبر
جسے حکم دے خسرو نامجو
کسی کو نہ از نہار شہ نے دیا
گئے نو مہینے جب اُسپر گذر
کہا اے شاہ اسکے پریشان ہین بخت
ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
اسے زابلستان مین لیجاؤ تمین
ہنر پروران کے حوالے کیا
سیاوش جہان مین ہوا بے نظیر
سنے مجھے یہ تمنا ہی شام و سحر
کیا عرض شہزادے یون کہ اب

نہ ہرگز ہوا یہ گوارا سے مجھے
کیا اسپ پر ماندگی نے اثر
ہوئی آتے آتش دشت مین اب نہان
لگے کرنے پرخاش باہم دگر
وہ لے شوق سے اس پریچہرہ کو
پہ پچہرہ کو پاس اپنے رکھا
تو پیدا ہوا پور رشک قمر
ہوا اُسکے غمگین خداوند تخت
تھا تربیت کا کچھ اُسکے خیال
ہنرہاے شاہانہ سکھلاون مین
ہوے پھر وہ مصروف صبح و مسا
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
کہ حاصل کرون پابوس پدر
روان ہو جیسے بانشاط و طرب

نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار
غرض جبکہ رفتار سے رکھ لیا
وہ دونون جوان اسپہ پائل سے
ہم بعد پرخاش پایا قرار
گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ
بندھا عقد باہم بآئین دین
نظر کرکے طالع مین شہزادہ کے
سیاوش رکھا نام شہزاد کا
کہین کی ن دنون رستم آیا وہان
کیا شاہ نے اُسکو وہین سپرد
طریق نبرد و شکار و ادب
سیاوش نے رستم کو پھر اکروز
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
وہ بولا کہ تجھ بن نہین جاؤنگا

شتابی سے لی مین نے راہ فرار
تو پھر راہ مین چھوڑ اُسکو دیا
خدنگ نگر کے وہ گھایل ہوے
کرے چلیے پیش شہ نامدار
ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ
ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین
منجم شہنشہ سے کہنے لگے
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا
لگا کہنے اے خسرو خسروان
غرض لیگیا زابلستان مین گرد
ہنرہاے شاہانہ سکھلا سب
کھلایون کہا اے رستم نیکروز
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ
تہمتن نے پھر پاس نامہ کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سران سپاہ

گیا ساتھ شہزادے کے آپ بھی
بہت لطف مصروف اُسپر کیا
حضور اپنے پھر شہ نے تا بعت پہلی
بجاہ و حشم ہوکے بازیب وزین
یہ کہنے لگی شاہ کاؤس سے
جہاندار بولا کہ بہتر ہے پر
سیاوش پہ عاشق تھی وہ مہ جبین
ہوئی گرم مہر اُسکے جب سے پری
اُنھین وان طلب کرکے باخورسندی
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
یہ دختر جو حاضر ہین تیرے حضور
رہا سنکے خاموش وہ نامدار
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے

حضور شہنشاہ باصد خوشی
سیاوش کی خاطر کو خوش کیا
رکھا اُسکو مشغول کسب و کمال
سیاوش کرے حکمرانی وہان
کہ اے شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو راضی کرا کے مہر
سیاوش گیا جب تو اُسنے وہین
وہ سمجھا کہ ہے الفت مادری
سیاوش سے سودا یہ کہنے لگی
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
کہ ہین حسن مین رشک غلمان و حور
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
تعجب نہین گر عداوت کرے

اُسے لیگئے پیشوا آکے سب
ہنر پر جب اُسکے ہوئی آگہی
یہ دل چاہے تھا پھر شہ دہر کا
کہ اتنے مین سودائیہ مہ جبین
سیاوش کو اک دختر خواندہ دون
طلب اُسنے شہزادہ کو جب کیا
پکڑ تنگ آغوش مین شوق سے
کئی دختر خواندہ زہرہ جبین
ہوا سودابہ سے یہ مجھکو عیان
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
تو انمین سے کرلیک کو اب قبول
کیا یہ بھی اندیشہ دل مین وہین
سودا اُسکے کہتے ہین سب مکر بار

ہو تو ملک شہ قرین طرب
اور رستم کو بھی آفرین خوب کی
کہ ملک اُسکو دے ماوراءالنہر کا
جہاندار کی زوجہ اولین
اُسے تخلیہ ساتھ اُسکے کرون
تو پھر شہ سے لیکر اجازت گیا
لیے اُسکے بوسے کئی ذوق سے
کہ سب نسل سے بادشاہ ہونگے ہین
تیرے تخم سے اک پسر ایجوان
کہ وہ میری دختر کے ہو بطن سے
تمنا سے دل تلک ہووے حصول
کہ یہ ماں حقیقی مری کچھ نہین
عذرا اُسکے بہتر ہے اور احتراز

وہ کہتی تھی تک کھول اپنی زبان
کیا سب کو رخصت اکیلی رہی
تو بولا شتابی سے اب کا معول
سیاہ جہاندار کاؤس کے
جھکائے ہوئے سر کو وہ نامدار
یہ سوچا ملک زادۂ نامور
نہ دیکھا کوئی چارہ جز انقیاد
و لیکن نہ رکھا اور کچھ آرزو
کیا اسکو رخصت بلطف طرب
ہوا شاد و خرم شہ ذو الکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
کہا جائے کہ اے شاہ روئے زمین
وہ لائی زبان پر سخنہائے دروش
تو ہمخواب ہو تجھسے دلشاد کر
تو ہو بانوئے شاہ کشورکشا
کیا شاہزادے نے انکار جب
سیاوش وہانسے شتابان ہوا
غرض فتنہ اک اسنے برپا کیا
خراشندہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
کہ شاہا سیاوش نے یاں آنکے
بدشواری اس سے ہوئی میں رہا
کہا یوں کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سودابۂ حیلہ گر
معطر تھی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان میں سے کوئی نازنین

یہ دلتنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
کہ حاصل مجھے ہووے آرام دل
سراسر ہے تابع حکم سے
یہ چاہا ہے تمہارے وانسے راہ فرار
کہ تندی و سختی کروں کچھ اگر
بناچار بولا وہ فرخ نہاد
ادب ہے ترا مجھکو مادر ہے تو
کہا پھر یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اسکو اسباب شادی تمام
ترے واسطے شہ سے لائی یہاں
تجھے دونگی اب آنکے میں بیاہ
سیاوش مرے پاس آتا نہیں
کہا کچھ نہیں عشق میں تیرے ہوش
مجھے بند سے غم کے آزاد کر
بھلا کسطرح مجھسے ہو یہ خطا
وہ سودابۂ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا
کیا اکبارگی شور و غوغا کیا
پریشان کیے بال سر تا بپا
یہ احوال سودابہ کا دیکھکر
پچھاڑا مجھے زور سرپنجہ سے
مرا پاک عصیان سے دامن رہا
نہ کہنا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ سر بسر
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی
کرے سر کو اسکے جدا بیدریغ
خلل ملک میں لائے وہ بدنہاد
تھی حامل سودابۂ مہ جبین

وہ سمجھی کہ اب اسکو شرم و حجاب
ہوئی منقضی مدت ہفت سال
تجھے بعد کاؤس کشورستان
فریب اسنے ہر چند اسکو دیے
اٹھا جب تو سودابۂ بیدرنگ
مبادا غضبناک ہو جائے یہ
پئے عقد دختر جو تو نے کہا
سیاوش نے یہ بات جسدم کہی
کہ دختر کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو پھر اسنے روز دگر
سوا اسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادۂ کامگار
شہنشہ نے اسکو تقید کیا
جوانی یہ ہے میری ذرا کر نگاہ
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہوں میں تجھسے صاف صاف
اٹھی تخت سے ہوکے پر خشم و کین
لگی کہنے سودابہ کرکے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کنیزان بھی اسکے اسی سے وان
لگا پوچھنے کہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بے خوف و باک
سنا جب یہ قصہ ہوا پر غضب
کیا اسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اسکے پھر رخت کو
ہوا شاہ سودابہ سے خشمگین
و لیکن یہ اندیشہ دل میں کیا
سوا اسکے تھا مبتلا اسکا شاہ
بہت خرد تھے اسکے فرزند بھی

جو دیتا نہیں بات کا کچھ جواب
کہ عاشق ہوں میں تجھپہ اے خوش جمال
کرونگی میں فرمانروائے جہان
لب اپنے یہ شہزادے نے وا کیے
لیا بوسہ پھر کھینچکر بر میں تنگ
بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
یہ البتہ میں نے پذیرا کیا
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی
ملکزادۂ نامور نے شہا
کہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
تکلف سے میں نے مہیا کیا
گئی پھر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
نہ منہ موڑ زنہار اے رشک ماہ
توقع یہ مجھسے نہ رکھ زینہار
کہ اس کام سے رکھ مجھے تو معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا وہیں
بلا کیا ترے سر پہ لاتی ہوں یاں
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
لگیں کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اسنے ظاہر کیا
کرے میرے دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اس حیلہ گر کو وہیں
کہ پرزور تھا باپ سودابہ کا
کہ تھی حسن میں غیرت مہر و ماہ
غرض حیلے سے درگذر اسسے کی

یہ سودایہ سے شاہ نے پھر کہا
سیاوش کو دیکھا تو ہے بیخطا
تو خاموش ہو راز کو کر نہاں
نہ ہو خوار عالم میں کر کے فغاں

یہ سمجھی وے دل میں وہ حیلہ ساز
نہ آئی غرض حیلہ بازی سے باز
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
سیاوش کو پہونچے عقوبت شہا

وے بات اسکی شہ نامدار
پذیرا نکرتا تھا کچھ زینہار
اسی فکر میں تھی وہ بے ترس و باک
کسی حیلے سے اسکو کیجے ہلاک

ہوئی حاملہ ناگہاں ایک زن
ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
لگی کہنے پھر اس سے وہ کینہ جو
کہ اس حمل کو کر دے اسقاط تو

حضور اپنے کر کے طلب زود تر
کیا شاد دیکے اسے سیم و زر
کنیزوں کو میری ہو اسدم خبر
کریں تا کہ غوغا وہ سب سر بسر

شہنشاہ کاؤس پرسان ہو جب
سیاوش کا تو کیجیو نام تب
بہم خفتہ تھی ایکدن رات کو
وہ سودایہ اور شہ خسرو نامجو

کنیزان یکایک خروشاں ہوئیں
وہ سرگرم فریاد و افغاں ہوئیں
ہوا اسکے بیدار فرمانروا
یہ پوچھا کہ یہ شور غوغا ہے کیا

کنیزوں نے کاؤس سے یوں کہا
غلامی حرم ہے جو تیری شہا
ہوئے اس سے پیدا دو مردہ پسر
کہا شہ نے لاؤ انہیں زود تر

دو رکھ خفت میں لیکن بپیش شاہ
لگا شاہ حیرت سے کرنے نگاہ
جب اس زن سے پوچھا حقیقت کیا
یہ کمبخت نے تب یہ اظہار کیا

یہ بچے سیاوش کے ہیں تخم سے
کہ ہمخواب اسنے کیا تھا مجھے
یہ سودایہ نے سنکے شہ سے کہا
مری بات کا تجھکو باور نہ تھا

وے فعل دیکھا سیاوش کا اب
کہ کیا کام اسنے کیا ہے غضب
شہنشاہ خاموش و حیراں ہوا
بہت اپنے دل میں پشیماں ہوا

وہیں اٹھ کے فی الفور باہر گیا
طلب اہل تنجیم کو واں کیا
دکھائے انھیں ہر دو مردہ پسر
کہا انکے طالع پہ کیجے نظر

یہ ظاہر کرو کس کے ہیں تخم سے
خبر راز پنہاں سے اب دو مجھے
وہیں طالع بخت کو دیکھکر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر

کہا بعد یکہفتہ اے شہریار
یہ تخم سیاوش سے ہیں نہیں زینہار
کیا راز پنہاں نا پاک زن
بیاں سب کیا پیش شاہ زمن

جو اختر شناسوں نے ظاہر کیا
تو سودایہ سے شہ نے ذکر کیا
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
منجم نے ڈر سے [illegible]

نہیں راست گفتار یہ زینہار
نہیں انکی کچھ بات پر اعتبار
سیاوش کو جو ہے دینی سزا
سزاوار ہے قتل بے خطا

رہا سنکے خاموش کاؤس شاہ
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ
بد اندیش از بسکہ سودایہ تھی
شہ ذیجاہ سے یہ کہنے لگی

حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
ستم ہے ستم ہے غضب ہے غضب
کیا اور کرتا ہے مجھکو خراب
[illegible] قاتل شتاب

کہا یوں کہ مرتی ہوں میں کھا کے سم
ہوا سنکے بیچارہ تب شاہ دژم
یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار
پڑے آگ کے درمیاں ایکبار

اگر ہے گنہگار جل جائے گا
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا
ہوئی آتش افروختہ [illegible]
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جواں

خطر کیا ہے اے شاہ فرخ خصال
نہیں راستی کو کبھی ہرگز زوال
خدا ہے نگہباں مرا ہر زماں
کہ ہے واقف آتش کا راز نہاں

خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش گیا آگ میں بے خطر
نہ پہونچا اسے کچھ ضرر زینہار
سلامت وہ نکلا پھر انجام کار

سیاوش کو شہ نے بغل میں لیا
سر و چشم پر اسکے بوسہ دیا
ہوا سخت سودایہ پر خشمناک
کہا یوں کہ کرتا ہوں تجھکو ہلاک

ولیکن شفاعت سیاوش نے کی
بہانہ یہی چاہتا کاؤس بھی
سر خون سے گذرا شہ دین پناہ
غرض اسپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودایہ از بسکہ بداندیش تھی
سیاوش کی ناحق بداندیش تھی
ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
یہ تدبیر تھی اسکو صبح و مسا

خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
شتابی کہیں یاں سے مجھکو نکال

یہ پہونچی خبر ان دنوں ناگہاں
کہ توران سے با لشکر بیکراں
ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب
یہ سنکر ہوا نامدار عالی جناب

ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
سیاوش نے کاؤس سے یون کہا
کہا شہ نے تجھکو کہان ہے یہ تاب
یہ مقصود تھا اُسکو اس بات سے
وہ بولا کہ اس سے نہ کمتر ہون مین
حضور شہنشاہ جوہر شناس
کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
انھین الغرض لیکے سامان جنگ
وہان پر جو تھا حکمران تازیان
نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
دلاور تھا گرشیوز اُسکا تھا نام
رہا خوب دو روز تک گشت خون
گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب
کہ ہوکر روان بلخ سے پیشتر
سران سپہ نے یہ اُس سے کہا
سیاوش نے مرقوم نامہ کیا
گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر

کہ اے نامداران جنگ آزما
یہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ
کہ اے شاہ شاہان کشورکشا
جو ٹھہرے خدا پیش افراسیاب
کہ دوری ہوا بے خصم بد ذات سے
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
رہو یان بآرام عیش و طرب
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
سو آیا پئے کینہ خواہی دوان
ہوا جاکے محصور انجام کار
ہوا دیکھکر تازیان شادکام
کیا فوج ایران نے انکو زبون
گئے خستہ دل پیش افراسیاب
گذر آب جیحون سے باکر و فر
کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا
لکھا یہ کہ اے شاہ کشورکشا
سپہدار توران سے ہو رزمجو
تو پھر گر ادھر کا ارادہ نکر

بداندیش ترکان نخوت شعار
سپہ کھینچکر بلخ تک اب کی بار
مجھے بھیجئے پیش افراسیاب
زبردست ہے گو مجھسے وہ ایک جوان
یہ بہتر ہے مین آپ لیکر سپاہ
یہ لشکر بھی اپنا ہے جنگ آزما
کہ ہمراہ شہزادۂ نامدار
ملکزادہ اور بندہ کافی ہین یان
وہ شہزادہ اور رستم نامور
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
یہ سنکر سوئے بلخ پہونچا شتاب
بہم متفق ہوکے پھر بیدرنگ
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
ہوا بلخ مین دخل شہزادے کا
سپہدار توران سے ہو رزمخواہ
تو لکھو شاہ کو نامۂ نامدار
گیا حاکم بلخ لکھکر شکست
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
سیاوش بفرمان شاہ جہان

نہین عہد و پیمان پہ استوار
کرون انکو آوارہ و قتل و خوار
کرون جاکے اُسکو تباہ و خراب
قوی جنگ ہین اُسکے سب پہلوان
بداندیش سے جاکے ہون رزمخواہ
سدا فوج توران پہ غالب رہا
مجھے کیجیے رخصت اے شہریار
دی جنگ ترکان نخوت نشان
دلیری سے پہونچا بلخ پر
تو بس اُسنے لی وہین راہ گریز
سپہ لیکے داماد افراسیاب
ہوئے شاہزادے سے خواہان جنگ
تو ناچار گرشیوز و تازیان
یہ شہزادے نے پھر ارادہ کیا
کرے اُسکے لشکر کو یکسر تباہ
وہ کیجو لکھے جو تجھے شہریار
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست
کہ ہے سخت بیکار افراسیاب
ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب باہدایہ نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس و طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گیا خواب مین شب جو افراسیاب
یہ پوچھا کہ اے سرور نامور
یہ کہنے لگا اُس سے افراسیاب
نمایان ہوا ابر مین ایک مار
کیا میرے لشکر کو اُسنے ہلاک
جوان ایک تھا رشک خورشید و ماہ
ہوا دل کو ازبسکہ اُسوقت درد

گئے جب وہ گرشیوز و تازیان
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
مجھے خواب مین ایسا آیا نظر
کہ اُسوقت دیکھا ہے مین نے یہ خواب
ہوا رخ سے ایران کے آشکار
ملایا ہر ایک کو تہ خون و خاک
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ
خروشان ہوا پھر مین اے نیکمرد

گزارش کیا اُسنے احوال جنگ
ہوا ہول سے اُسکے گرم فغان
جو دیکھا بگی تو خروشان ہوا
کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین
وہین باد صرصر ہویدا ہوئی
پکڑکر مجھے لیگئے مردمان
اُٹھا لو وہین اور کھینچکر اُسنے تیغ
لگا کہنے داماد افراسیاب

یہ سنکر اُڑا اُسکے چہرے کا رنگ
سنا جب تو گرشیوز آیا وہان
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا
مری فوج بھی ہے وہان اور مین
پھر اُسمین سے ایک فوج پیدا ہوئی
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ
کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب

شد لین ذرا خوف و اندیشہ کر — میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر
طلب اُسنے دانشوروں کو کیا — مفصل کہا ماجرا خواب کا
وے ایک نے عہد پیمان لیا — سپہدار توران سے پھر یون کہا
وگرنہ خرابی پڑے ہے نظر — مبادا کہ ہو جاے نوع دگر
دوان پھر کیا شہ نے داماد کو — سو بادشہزادۂ نام جو
گیا جبکہ گرسیوز نام جو — سیاوش اُٹھا و مین تعظیم کو
سیاوش ہوا دیکھکر شادمان — پھر اک بزم آراستہ کی وہان
اُٹھا و وہین داماد افراسیاب — ہوا جا کے سرگرم آرام و خواب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب — تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب
وے سخت مکار ہے بدنہاد — نہین اُسکے کچھ قول پر اعتماد
جنھین ہم کہین سو وہ اوین گسنیان — برسم گرو دیان رہین جاودان
ہمین اسطرح صلح منظور ہے — وگرنہ رہ آشتی دور ہے
یہ احوال لکھا اُسنے قاصد شتاب — روانہ کیا پیش افراسیاب
بخارا و خوارزم اور چاچ بھی — سمرقند و سنجال کے تھی سبھی
تہمتن نے جنکا لیا نام تھا — روان پیش شہزادہ اُنکو کیا
لکھا صلح کا شہ کو احوال سب — کیے تحفے توران کے ارسال سب
اُڑے ہوش اسکے جسکے ہوش و حواس — بہت ڈر لین اُسکے ہی غور و ہراس
کہ تیرا معاون ہے پروردگار — ظفرمند ہوگا تو اے شہریار
حضور شہنشہ جو رستم گیا — کیا ماجرا سب بیان صلح کا
یہ پھر رستم پہلوان نے کہا — کہ ہے جنگ سے صلح بہتر شہا
تہمتن نے آزردہ ہوکر کہا — کہ حاضر رہونگا مین اے خسروا
کیا کچھ تامل توقف درنگ — نہ کیجو ذرا ہو جیو گرم جنگ

یہ تعبیر اُسکی نہ آئی پسند — گیا دلسے ہرگز نہ خوف گزند
ہوے سنکے خاموش وہ دانشوران — کہ تھا دل مین ہر ایک کے خوف جان
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو — سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو
پسند آئی گفتار اختر شناس — عطا کی اُسے نعمت بیقیاس
فقط نامہ اُسکے حوالے نتھا — تحائف بھی انواع وہ لیگیا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا — پئے آشتی اُسنے کی التجا
ہوے محفل آرا بعیش و طرب — گئی الغرض جب گذر نصف شب
سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا — کہ اے پہلوان مصلحت اب ہے کیا
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال — کیا آشتی کا تب اُسنے سوال
فرستادہ کو دیجیے یہ جواب — کہ گردان و خویشان افراسیاب
تعلق ہے ایران کے جو کچھ کہو — کہ اُس سے بھی اب دست بردار ہو
سحر جبکہ گرسیوز آیا وہان — کیا اُسنے مرکوز خاطر عیان
کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول — ہوئی آرزو سے دلی سب حصول
عزیزان و خویشان فرخ نہاد — دلیران و گردان عالی نژاد
ہوا شاد شہزادۂ نامدار — تہمتن کو بھیجا سوے شہریار
سنی جو تھی خبر شاہ نے پیشتر — کہ بدخواہ کو خواب آیا نظر
سوا اُسکے اختر شناسون نے بھی — کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی
تہ ہوگی افواج افراسیاب — وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
لگا کہنے تب بادشاہ جہان — نہین صلح منظور اے پہلوان
کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر — تو مین اور کو بھیجتا ہون ادھر
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب — جہاندار نے سوے افراسیاب
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا — کہ تورانیون کو تو یان لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادۂ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب و پیش آمدن او بتعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادۂ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب — ہوا دل پریشان و آزردہ تب
دیا اُسنے پاسخ کہ بہتر یہ ہے — کہ لاؤن بجا حکم کاؤس کے
کرے قتل ہر ایک کو بیقین — کر دلین پھر اُسکے ہی بغض و کین
سوا اسکے سودا یہ ہے کینہ جو — مری دشمن جان ہے وہ تندخو

سران سپہ کو بلا کر کہا — کہو سوچکر مصلحت اب ہے کیا
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب — جو وان جاوین تو شاہ عالیجناب
مرے عہد و پیمان کا پھر اعتبار — نکوئی کریگا یہان زینہار
خدا جانے کیا ظالم نابکار — مرے سر پہ لاوے بلا اے یار

نظر آوے جب اُسکو تیغ و ضرر
یہ سنکر بہت ہوگے اندوہگین
سمجھاے ملکزادہ نام جو
تو بہتر یہی اس سے کہ لیل و نہار
لکھا ہون کہ اے خسرو نامدار
مرا عہد و پیمان ہی استوار
غرض کچھ نہین شاہ کاؤس سے
یہ سہو تجھے جہان ہاتھ کاؤس کے
تمہارے عزیزان و خویش انکو آ
کر مجھکو سمجھو عہد و پیمان شکست
کہان طوس کو تاب ہی نیک مرد
تو دین سے کیا تجھکو اپنا پسر
تو جو چاہیے مجھکو وہ اقلیم دان
یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب
کرون عرض کہا یہی پشیمان
یہ چاہا کہ مجھکو کرے تو ہلاک
گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
سپہدار توران نہایت عجب
عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
جو ہی سر نوشت اپنی وہ ہووے گا
طلب کر کے اولاد خورشید جاہ
یہ کہکر ملکزادے نام دار
یہ نزدیک شہر کے جب گیا
کیا ملک آراستہ شہر کو
سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
سپہدار نے پیر پایین نیک
تواضع مدارات تعظیم کی
تو پہنچ پور شہ کیقباد
میسر اُسے تخت کا سامان ہوا

تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر
یہ گودرز بہرام بولے وہین
کہ ہرگز نہین اعتماد عدو
رہون مین حضور پدر خوار و زار
مرا باپ راضی نہین صلح پر
اگر سر بھی جاوے تو ہان زینہار
نہین ہی مجھے کام کچھ طوس سے
رہون امن سے دان مین صبح و
گیا مین رخصت عیش و طرب
ترے ساتھ ہے صلح میری درست
کہ ہو آنکے مجھسے اب ہم نبرد
محبت کرون مین بطور پدر
زر و گنج و اورنگ و دیہیم و تن
ہوا بند سے غم کا آزاد تب
کہ بیٹے تو اے شاہ کشورستان
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و بیم
ولیکن بالطاف پروردگار
زر و افسر و ملک سب تجھے دیا
توقع مجھے تجھسے اب کچھ نہین
شئے اب لکھا تھا کاتب تقدیر کا
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ
روانہ ہوا لیکے صد صد سوار
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا
بآئین دلخواہ و طرز نکو
تجھے دیکھکر مین ہوا کامیاب
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک
ہم رسم پسندیدہ تکریم کی
چو آمد دانا و فرخ نہاد
کہ تجھسا ملکزادہ مہمان ہوا

یہ دل مین ہی ٹھان چھوڑ کر سب سپاہ
نہین مصلحت یہ بہترین صواب
دیا شاہزادے سے بہتر یہ جواب
یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
عوض میرے بھیجا اُدھر طوس کو
نہ بھیجو وہین سر عہد و پیمان گاہ
یہ ہی مقصد اب زیر چرخ برین
بتا دیجیے کوئی ایسا مکان
گیا پڑھکے حیرت مین افراسیاب
دے رووہی کینہ ہی کاؤس سے
جو منظور رکھکر تو یاس وفا
کرون بلکہ فرمانبری روز و شب
تجھے بعد کاؤس بیداد گر
وہین عزم توران مصمم کیا
کیا مصمم مجھکو سو دایہ نے
ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا
سلامت رہا کچھ نہ ہوئیگا ضرر
بخوبی یہان آشتی تجھ سے ہم
ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
وہ نامہ سو خسرو نامجو
ترے اب حوالے ہی طوس آ وہی جب
وہ دریائے جیحون سے گذرا شتاب
اُدھر شاہ اور شاہزادہ اُدھر
در شہر سے تا در شہر یار
کیا تو نے توران کو گلستان
دف و بربط و شاہد و جام مے
ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
نکو روئے خوش خلق پاکیزہ خو
سنی جب یہ گفتار لطف و کرم

سپہدار توران کی اب لون پناہ
کہ بدخواہ تیرا ہی افراسیاب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب
سو شاہ توران روانہ کیا
کہ ہو تم سے اب آنکے رزمجو
رکھون راہ رسم مروت نگاہ
کہین دور جا کر نہین مسکن یہ
کہ جا کر کرون مین اقامت وہان
لکھا اُسنے نامہ کا پھر یہ جواب
وہی جنگ پر خواستن ہے طوس سے
ہوا میری خاطر پریشان جدا
تو آ شوق سے یہان لیفرط
کرون ملک ایران کا تاجور
اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا
کیا پر غضب تجھکو سودا یہ ہے
وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
کیا بلخ کو فتح یان آن کر
ولے تو نہ راضی ہوا ہی ستم
سو خانہ خصم لیتا ہون راہ
روان کر چکا جب تو بہرام کو
تو کر دیجیو اُسکو تفویض سب
گیا القرض سوئے افراسیاب
پیادہ ہوے دور سے دیکھکر
ہوا سر پہ شہزادے کے زر نثار
ہوئی تیرے آنے سے رونق سوا
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے
کہ مجھسے سخن ہے نوا بیجان
اتفاقاً شنو عاقل درست گو
نشہا شاہ و شاہزادہ حشم

جھکا کر ادب سے سر انکسار ❊ ہوا وہ پرستندۂ شہریار
کوئی نامدار اک وہان پیر تھا ❊ سیاوش سے اک روز اسنے کہا
بہت تجھپہ ہے مہربانی شاہ ❊ وفور محبت ہے شام و پگاہ
تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب ❊ بسر کر بعیش و طرب روز و شب
کہ ہستی سے جب جا سوئے عدم ❊ تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم
جو ویسہ نے شہزادہ سے یون کہا ❊ تو اسنے خوشی سے پذیرا کیا
اسے ویسہ نے بادل پر صفا ❊ کیا ساتھ شہزادہ کے کتخدا
لگا رہنے ساتھ اسکے دن رات شاد ❊ مگر تھا کاؤس کو گاہے یاد
فرنگیش ہے دخت افراسیاب ❊ کہ چمکا نہ جسکے حضور آفتاب
سیاوش یہ بولا کہ اب کیا کیا ❊ دگر بار ساتھ اسکے ہون کتخدا
طلب کرکے پھر موبد خاص شاہ ❊ لگا کہنے اس سے وہ خورشید جاہ
عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے ❊ کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر تجھے
حضور سیاوش پھر آیا وہین ❊ وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین
تری ہو اجازت تو اے دلربا ❊ فرنگیش کے ساتھ ہون کتخدا
یہ بہتر ہے ہمکو بھی اے نامجو ❊ کہ تو شاہ توران کا داماد ہو
یہ کہکر خوشی سے وہ گلرو شتاب ❊ سوئے خانۂ شاہ افراسیاب
ہوئی جا کے گلشہر خدمت کنان ❊ ہوا اس سے ہر ایک شادان و مان
فرنگیش کی مان نے سو پیار سے ❊ ہوا خواہ دختر کا سمجھا اسے
کیا کتخدا رسم و آئین سے ❊ فرنگیش کو ساتھ شہزاد کے
کہ جسکا نہیں ہو سکے یان بیان ❊ سوا اسکے ہو کر بہت شادمان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر ❊ کہ وہ بادشہزادۂ نامور
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد ❊ کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
سپہدار توران سے پرخاش کا ❊ ارادہ جو کاؤس کے دل مین تھا

غرض روز و شب مثل آئینہ پناہ ❊ فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ
کہ تو ہے دل و جان افراسیاب ❊ ہوا جیسے مہمان افراسیاب
یہی اب ہے مقدور اے راز بین ❊ اگر اس شہر مین ہو کے مسکن گزین
بفضل خدا بعد کاؤس شاہ ❊ تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
یہان سے ہے نزدیک ایران زمین ❊ نہ زنہار جا روز و شب کہین
جریرہ کی تھی دختر گلعذار ❊ کہ گلشہر تھا نام رشک بہار
جو دیکھا رخ دلبر سیمبر ❊ ہوا خوش ملکزادۂ نامور
کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا ❊ کہ ساتھ اور کے کیون ہوا کتخدا
تو ہوتا گر اس دخت کا خواستگار ❊ تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار
یہ ہے رسم شاہان عالی وقار ❊ کہ زن چاہیئے شہ کو تین بار
کہ مصروف ہے خسرو نامور ❊ مری پرورش مین بتمثال پدر
کہا جا کے موبد نے سلطان کے پاس ❊ پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
ہوا شاد شہزادۂ نامور ❊ کہا جا کے گلشہر سے یون [illegible]
دیا گلشہر نے یہ پیغام جب ❊ کہ راضی ہوئین [illegible] شتاب
بسان کنیزان مین اہل بہار ❊ فرنگیش کی ہونگی خدمتگزار
گئی لیکے اسباب شاہی تمام ❊ فرنگیش کی مان بہر شادکام
پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب ❊ بصد شادمانی و عیش و طرب
رہا رات دن جشن شاہانہ وان ❊ بصد حشمت و جاہ تورانیان
در و لعل و اسپان و فیلان و زر ❊ جہیز اسکے والد نے دیا اسقدر
دیا شہ نے اسکو دیار ختن ❊ گیا لطف سے شہریار ختن
گیا بلخ سے جبکہ افراسیاب ❊ ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
خفا ہو کے شہ سے سوئے سیستان ❊ روانہ ہوا رستم پہلوان
رکھا شہ نے موبد و طوس کو ❊ لکھا لیکہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا در روانہ شدن طرف دریاے گنگ و طیار نمودن قلعۂ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز داماد افراسیاب و ورغلانیدنش افراسیاب را وکشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

سیاوش ملکزادہ نامجو ❊ مرخص سپہدار توران سے ہو

فرنگیس کو لیکے با فر و شان | گیا سوے شہر ختن شادمان
تعین کیے مردمان جا بجا | کہ ہووے جہان خوب آب ہوا
لب گنگ اک جاے دلچسپ تھی | ملکزادہ کو آکے دی آگہی
بنایا وہان ایک حصن حصین | حضور اسکے تھا [illegible]
ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار | بصد رنگ وان جلوہ گر تھی بہار
سپہدار کاؤس عالیجناب | پشنگ و سپہدار افراسیاب
لکھی سبکی صورت بخوبی وہان | بنا ہر مکان غیرت گلستان
سوا اسکے بھیجا بہت مال و گنج | حضور ملکزادہ بیدرد و رنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے | گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اسے
سپہدار توران ہوا شادکام | رکھا پھر خوشی سے فرود اسکا نام
حضور سیاوش روانہ کیا | تحائف بہت بھیجے اسکے سوا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض و کین | یہ چاہے تھا کمبخت بیداد دین
وے کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا | بظاہر تھا مداح شہزادہ کا
بہت ساتھ اسکے ملا [illegible] تھا | نہ آیا وہ در تک وہ لے پیشوا
تو پھر دل مین اسکے ہوئی [illegible] | زیادہ ہوا بغض و کین و حسد
تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار | سیاوش سے غافل نہ ہو زینہار
دماغ اسکا نخوت سے یکسر بھرا | نکی میری تعظیم اسنے ذرا
اطاعت سے تیری نہین اسکو کام | یہی سوچتا ہی وہ ہر صبح و شام
سخنہاے باطل کو افراسیاب | سمجھ اور رکھا بس وہین پیچ و تاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین | اگر وان اسکو ضائع تو لازم تمیز
مناسب ہی یہ اور بہتر یہ ہے | کہ بھیجون اسے پیش کاؤس کے
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار | سب احوال بار کا ہوا آشکار
یہی مصلحت اب شہ ارجمند | اگر رکھیے سیاوش کو اب کے بند
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب | کہ پیش سیاوش تو پھر جا شتاب
سیاوش کو نامہ دیا جا کے جب | کہا تب کہ اسنے یہ با صد طرب
یہ سنکر وہ گرشیوز بد نہاد | یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
فریب اسنے اسطرح وہین کیا | یہ شہزادہ نامور سے کہا
وہ خاموش رہا کچھ نہ پاسخ دیا | قسم دیکے شہزادے نے پھر کہا
سیاوش کو اسنے دیا یہ جواب | کہ ہی بدگمان شاہ افراسیاب

ہوا جبکہ رونق فزاے ختن | شہر گز خوش آئی ہواے ختن
خبر دو کہ مسکن گزین جا بجا ہون | با آرام و عیش و طرب وان ہون
کہ ہی اک مکان مثل باغ جنان | ملکزادہ نے کی سکونت یہان
بناے درون حصار بلند | مکانہاے دلچسپ و خاطر پسند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد | فریدون منوچہر اور کیقباد
نریمان و ہم رستم و سام زال | یہ جتنے تھے گردان ماضی و حال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر | تو بھیجے وہان اور اہل ہنر
پریچہرہ گلشن شہر رشک چمن | کہ تھی حاملہ [illegible] سیمتن
ہوا ان دنون اس سے پیدا پسر | کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران | لگا اور پنجہ کا اسکے نشان
گیا لیکے گرشیوز نامدار | بحکم سپہدار توران دیار
کہ شہزادہ رہے تو نہ اس شان سے | نکلجاوے اقلیم توران سے
گیا تہنیت نامہ وہ لیکے جب | ہوا شاہزادہ قرین طرب
بزرگی و خردی کا آداب وان | نہ لایا بجا وہ ثریا نشان
وہ رخصت ہو ناشہ کا ایک جواب | گیا پاس جب پیش افراسیاب
نہین وہ سیاوش جو تھا پیشتر | بیان کیا کرون اسکا مین کر و فر
فراہم بہت کی اب اسنے سپاہ | وہ رکھتا ہی دل مین خیال تباہ
کرے ملک توران مین برپا فساد | خبردار اے شاہ والا نژاد
وہین اپنے دلمین یہ لایا خیال | کہ شہزادے کو پاس دیتے نکال
پہ نہ جو کوئی لاوے اپنے حضور | دغا ساتھ اسکے ہی دانش سے دور
سنی جب یہ گفتار افراسیاب | تو کمبخت نے پھر دیا یہ جواب
یقین ہی کہ رستم کو لاوے یہان | کرے ملک تسخیر سب بیگمان
بہانے سے اسکو طلب کیجیے | نہ تاخیر کو راہ اب دیجیے
دلاسا اسے دیکے اب لا یہان | غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب | سر و چشم سے جا وہ پہنچا شتاب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان | تو باطل مری بات ہی بیگمان
کہا نامناسب نہین اب وہان | وہ بولا کہ کیا واسطے کر بیان
زبان تک سخن کو ذرا لائیے | حقیقت ہی کیا مجھسے فرمائیے
تو ہی اک ملکزادہ با تمیز | مری جان ہی اور دولت عزیز

نہین چاہتا زیر چرخ بلند
کہ ہو پنچے تری جان کو کچھ گزند

نہین ہی گمان یہ مجھے زینہار
کہ مجھپر کرے کچھ ستم شہریار

کیا کسطرح اُسکو شہ نے ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

ارادہ یہ اُسنے مصمم کیا
کہ کھینچے مجھے زیر چرخ جفا

وہ بولا کہ ہون بر سر راستی
غلط شاہ سے ہی گمان بدی

نہ کر جہل اب تو ہی گر ہوشیار
دہن مین بلا کے نجا زینہار

یہی مصلحت ہی کہ جاؤن وہان
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان

غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ یان لکھیے عذر آنیکا ایکبار

کہ اے نامور بادشاہ جہان
یہی آرزو ہی کہ حاضر ہون وہان

ذرا بھی شفا ہو تو باچشم و سر
قدمبوس حاصل کرون آنکر

حضور شہنشاہ توران دیار
جو پہونچا تو بولا کہ اے شہریار

ذلیل اُستے مجھکو کیا ہاے سخت
کہ یعنی بٹھایا مجھے زیر تخت

کہان ہون کہ ہرگز نہ جاؤن وہان
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان

گیا اُسطرف شاہ لیکر سپاہ
کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ

ہوئی راست نزدیک اُسکے تمام
لگا کہنے شہزادۂ ذوالکرام

فرنگیش یہ سنکے گریان ہوئی
کہان اُسکی خاطر پریشان ہوگی

کہا اُسنے چل تو بھی ای دلربا
فرنگیش نے تب یہ پاسخ دیا

مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
سلامت تو لیجا غرض جان کو

روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
کہ پیدا پسر گر ہوا اے سیمتن

یہ سنکر خبر شاہ افراسیاب
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب

ہوے سر بسر قتل ایرانیان
رہا ایکتن بھی نہ زندہ وہان

شجاع و دلیر و قوی ہی یہ مرد
دلیری و مردانگی مین ہی فرد

یہی مصلحت ہی کہ یکسر سپاہ
کرے تیر کا اُسکو آماج گاہ

بھلا قتل ہان کسلیے کیجیے
مگر زندہ اُسکو پکڑ لیجیے

تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
تو یون پہلوان پیلسم نے کہا

روان ہو کے پھر فوج افراسیاب
مکان پر سیاوش کے آیا شتاب

فرنگیش آئی حضور پدر
پراگندہ گیسو و خستہ جگر

کہ اسمان سے آکے ای پادشاہ
سیاوش تیرے پاس لایا پناہ

نکر خستہ و خوار مجھکو تو یان
برائے خدا بخش اُسکی تو جان

سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ سلطان نے داماد مجھکو کیا

یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
کہ اغریرث اُسکا برادر جو تھا

فراہم کیا تو نے لشکر جو یان
شہنشاہ توران ہوا بدگمان

کیا مین نے پیدا عجب سے عیان
ولے دل مین اپنے تو کچھ ہی نہان

لگا کہنے گرشیوز بد نہاد
کہ اے نامدار گرامی نژاد

سیاوش نے سو طرح سے کہا
کہ وسواس ہرگز نہین ہی بجا

ولے اُسنے ہر بات کو رد کیا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادیکا

فریب عدو وان ہوا کارگر
لکھا نامہ شہزادے نے زود تر

ولیکن فرنگیش رنجور ہی
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے

وہ گرشیوز مدبر و کینہ جو
روانہ ہوا وانسے لے نامہ کو

سیاوش ملکزادہ مغرور ہی
دماغ اُسکا اب عرش سے دور ہے

نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
نہ میرا سنا کچھ سخن زینہار

سنی شاہ توران نے یہ بات جب
ہوئی مشتعل آتش قہر تب

سیاوش نے جسدم سنی یہ خبر
تو گفتار گرشیوز حیلہ گر

کہ جاتا ہی گرسیوز افراسیاب
تو بیشک مجھے قتل کرتا شتاب

سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
گریزان ہو اب سوے ایران دیار

کہ اب پانچ ماہ حمل مجھکو ہی
کرونگی مین کیونکر بھلا راہ طے

سواران جنگ آ نہ ایک ہزار
لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار

تو کیخسرو اُس طفل کا رکھیو نام
اُسے دیکھکر ہیو تو شادکام

ہوا بس وہین گرم بازار جنگ
ہوا کار خنجر پہ تیغ و خدنگ

سیاوش کو بے اسپ آخر کیا
سپہدار توران نے پیرون کہا

سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
تو بس جان کو اپنی دے آئیگا

سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
سیاوش ہی اے نامور بیخطا

ہجوم آخرش لا کے مرد دلیر
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر

کہ شہزادے کے قتل مین زینہار
نہین چاہیے جلدی اے شہریار

ہوا دیکھ حیران وہ سارا مکان
کہ تھے یک قلم غیرت گلستان

خروشان و گریان تن چاک چاک
لگی کہنے یون با دل دردناک

کیا قصد کیون کس سے اب قتل کا
ستم بے خطا پر رکھا کیون روا

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
نہ دم کا بھروسا ہی کچھ زینہار

سمجھ بات کو دوست گر وہ کام / کہ نفرین کریں خلق تجھ پر مدام
ہوئی گو کہ زاری کنان شرمگاہ / ولے پر سر رحم آیا نہ شاہ
فرنگیس آخر ہوئی نا امید / ہوا بس شب تیرہ روز سفید
یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان / کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا / جواب عہد و پیمان سے یون پھر گیا
مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید / کہ غصے مین لرزان ہون مانند بید
غرض دوسرے روز اک پہلوان / بحکم سپہدار آیا وہان
گیا ساتھ اُسکے وہ گریہ کنان / سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
دلیر و جوانمرد جویاے نام / کرے دشمنون سے مرا انتقام
کیا سر کو آویختہ پھر شتاب / بحکم سپہدار افراسیاب
کہ پر سیاوشان اُس گیا کا ہی نام / اُٹھا تا ہی سودا اُسے عالم تمام
سپہدار توران کا وہ دردمند / لگی کرنے نفرین بہ بانگ بلند
شتابی فرنگیس کو باندھ کر / کہ گر ضرب شاہ تو اب اسقدر
جو حاضر تھے اُس بزم مین نامور / ہوے دلمین نفرین کنان سربسر
گیا سنکے حیران و بستہ شتاب / اک تھا دایہ شاہ افراسیاب
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے / کہین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
فرنگیس خواہان افسر نہین / طلبگار اورنگ پر زر نہین
کہا شاہ نے یون کہ لیجا اُسے / ترے واسطے مین نے بخشا اُسے
جو شہ نے کہا سو پیرا کیا / فرنگیس کو اپنے گھر لیگیا
ہوا فتنہ انگیز از روے کین / سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

ابھی رستم و زال بھی زندہ ہی / سر تخت قائم ہی کاؤس کے
نہ خاطر مین لایا ذرا اُسکی بات / اُٹھایا نہ خون سیاوش سے ہاتھ
حضور سیاوش گئی ماہرو / کہ دیدار آخر کی تھی آرزو
رکھا شہ نے تجھکو بسان پسر / اُسے تو نے سمجھا بجاے پدر
ترے خون بہانے باندھی کمر / خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
خدا تیری مشکل کو آسان کرے / دل بدسگالان ہراسان کرے
سیاوش کو میدان مین وہ لیگیا / سیاوش پہ دل بیلسیم کا جلا
کہ پیدا کرے داور دادگر / مرے تخم سے ایک فرخ پسر
پھر اک طشت عاقل نے لا کر رکھا / کیا تن سے شہزادہ کا سر جدا
رواں خون اُسکا زمین پر کیا / ہوئی خون سے روئیدہ اک وان گیا
فرنگیس گریان و نالہ کنان / سیاوش کے مشہد پہ آئی دوان
وہ گرشیوز اُسوقت حاضر تھا وان / سپہدار اُس سے یہ بولا کہ ہان
کہ گر جاے اُسکا حمل بیگمان / نہ تخم سیاوش کا رہوے نشان
نہ طاقت رکھے تھا کوئی نامجو / کہ مانع ہوا اس امر سے شاہ کو
یہ بولا کہ اے سرور انجمن / روا رکھ نہ ایذاے بیچارہ زن
جو کوئی کرے دختر پر ستم / کرے خلق نفرین اُسے دمبدم
شہنشہ کو ہی پاس خاطر اگر / تو بھیجے فرنگیس کو میرے گھر
ولے اُس سے پیدا ہو جب دم پسر / تو لانا مرے پاس اے نامور
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز / کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
پشیمان ہوا خسرو نامدار / گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیس و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیس بیچاری خستہ جگر / رہے تھی بآرام پیران کے گھر
رکھا نام کیخسرو اُس طفل کا / پھر اندیشہ پیران نے دلمین کیا
نہ لایا غرض پیش افراسیاب / بھیلا نہین کودک کو بھیجا شتاب
لیے شمع اک شخص آیا وہان / سیاوش ہے جو نہان اُسکے دوان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر / شقاوت پہ ایام کی کر نظر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا یہ خواب / کہ تھا کانپتا شاہ افراسیاب
کہ یہ آج مجھکو ہویدا ہوا / فرنگیس سے تو جو پیدا ہوا

جو نو ماہ گذرے تو پھر ایک نور / تولد ہوا حسن مین رشک حور
کہ لیجاؤن گر پیش شاہ جہان / تو ضائع کرے طفل کو بیگمان
اُدھر خواب مین شاہ توران کو شب / نظر آئی یہ واردات عجب
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کار / یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار
شب جشن ہے سور و طرب / کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
طلب شہ نے پیران کو وہین کیا / جو حاضر ہوا وہ تو اُس سے کہا
کیا اُس نے اقرار تب یون کہا / کہ اُس طفل کو اب مرے پاس لا

لگا کہنے وہ اے شہ نامور
ہوا خوف و اندیشہ اسدم مجھے
اور اب دوسرے نا خوش اس طفل کو
غرض اس طرح سے میں لایا نہیں
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسکی جب
وہ پرورده ہو کر بیابان میں جب
کریں تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کے فرزند کو مردمان
و لیکن یہ پہونچی خبر اب مجھے
کہ لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہے
وہ ہیں مثل کیخسرو ذو الکرام
غرض لیگئے دشت سے مردمان
لگا پوچھنے اس سے کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اسنے جب
جو کوئی بیابان میں پروردہ ہو
نہیں کچھ بد و نیک کا اس سے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہی مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیش جسدم کہ پہونچی وہان
فرنگیش کیخسرو مہ جبین

بیابان میں پھنکوا دیا طفل کو
کہ ضائع کرے تو مبادا اسے
کرے قتل گر اسے شہ نامجو
اسے لا کے تجھکو دکھایا نہیں
رہے تھا دل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالطاف رب
سکھائے اسے الغرض سب ہنر
بیابان میں ڈال آئے تھے تا کہ وان
کہ اس دشت سے ایک چوپان آ
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اسے بار بار اس شہانی وہان
وہ پاسخ لگا دینے بیگانہ وار
سپہدار سے سنکر لگا کہنے تب
نہ کوڈن ہو کیون اسے شہ نامجو
نہیں کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہے مزار سیاوش وہان
تو پیران ویسہ نے اسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر و مکان

یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسے آہ
تو ایسا نہو پھر کہ آوے بلا
تری بہتری چاہوں شام و پگاہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان تمام
نہ لایا زبان پر سخن کچھ ذرا
تو پیران ویسہ نے پھر بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا جو مختار کار
نہ زندہ رہے کودک شیر خوار
خوشی سے اٹھا لیگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا پھر افراسیاب
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو
کیا تاجور کو سلام اسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل سے کچھ کہا
کہ یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ وار
جو چاہو تو لیجاؤ اس طفل کو
یہ کہدو کہ مسکن گزین جا بجا
حوالہ کیا بس فرنگیش کے
ملکزادہ کے مشہد پاک پر

کہ یان کیون نہ لایا دیا یہ جواب
سیاوش کو کشتہ کیا بیگناہ
تو ہووے گرفتار قہر خدا
کہ ہون میں ترا بندۂ نیک خواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
نہ پوچھا پھر اس طفل کا ماجرا
ہنرمند دانا و کار آگہان
لگا ایکدن سننا سے شہریار
نہ گردن پہ تیری ہو خون زینہار
کیا اسکو پرورده مثل پسر
کہ دیکھون میں اسکو بلاؤ شتاب
زبان پر پریشان سخن لا ہو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا وان جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران ویسہ کہ ہان
نہیں ہے کسی کام کا زینہار
فرنگیش کے اب حوالے کرو
رکھے پاس اپنے یہ فرزند کو
گیا گھر سے پھر اپنے رخصت ہوا
جو دیکھا تو روئیدہ ہی اک شجر
ہوے اسکے سایہ مین [illegible] گزین

خبر یافتن شاہ عالی جناب کیکاؤس

از کشتہ شدن شہزادۂ والا تبار سیاوش و طلبیدن بر رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران برائے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے لائے یہان
سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم

کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
کہ قاصر ہے جسکے بیان سے قلم

ہوا اسکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہو زابل سے آیا شتاب
یہ بولا کہ تھا اے شہ نامدار

کسی کو رہا نہ کیا پھر دین
حضور جہاندار کیہان جناب
اسے خوف سے دایۂ [illegible]

کیا اس سبب سے وہ پیمان گسل | کیا لنج سے یعنی سوئے اجل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر | تو اسکا بھلا کیون ہے فرمان پذیر
یہ بدکیش ہے سخت بیدادگر | کرون تن سے اُسکے جدا جلد سر
کیا قتل وان اُسنے سودابہ کو | نہ بولا ذرا وہ شہ نامجو
کرون قصد اب سوے افراسیاب | قیامت کرون جا کے برپا شتاب
دلیران و گردان ایران دیار | گئے ہمرہ رستم نامدار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے | مقابل ہوا ایک گرد آن کے
وسے وقت پیکار کے وہ جوان | ہوا قید ہستی سے آزاد وان
عزیز دل شاہ افراسیاب | پئے جنگ پیکار آیا شتاب
کہ ورزم سرخہ کو کرکے اسیر | حضور پدر لے گیا وہ دلیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب | یہ کہنے لگا طوس سے سرخہ تب
تصدق مین شہزادگی روح کے | مجھے بخش اور درگذر خون سے
کرے ہے یہ الحاح و زاری یہان | کہے تو اسے جان سے دون امان
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان | کرون قتل ترکون کو پاؤن جہان
وہین پھر سر سرخہ رو سیاہ | روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب | کیا گریہ اُسنے مثال سحاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب | روانہ ہوا شاہ افراسیاب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان | ہوا گرد سے مہر تابان نہان
کرون جا کے مین ساتھ رستم کے جنگ | کرون غرق خون اُسکو بیدرنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے | اور اک دختر نازنین دون تجھے
اگر ساتھ اُسکے کرے کارزار | تو جانبر نہو پیلسم زینہار
تعجب ہے کہ یہ پہلوان دلیر | کرے وقت پیکار رستم کو زیر
عنایت کیا اور کہا یون کہ ہان | تہمتن ہے کر جا کے جنگ اے جوان
کہ وہ رستم پیلتن ہے کہان | جسے لوگ کہتے ہین شمشیرزن
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر | نہ ہرگز لڑے رستم نامور
خروشان ہوا تنے مین جون پیل مست | ہوا گرم کین ترک چالاک دست
ہوا گیو جنگی بہت وقت تنگ | مدد کو فرامرز تب بیدرنگ
پر اُس ترک نے کھینچکر تیغ کین | کیا کینہ خواہون کو زخمی وہین
یہ بولا تو کرتا ہے جسکو طلب | وہ رستم بھی آیا خبردار اب

کہا تہمتن نے سوداب کہ سخت ہے | مرا دل ہے تنگ اس سے اب سخت ہے
جو کی اُسنے ہو ہمسر و انجمن | یہ لازم نہین ہو جو محکوم زن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان | گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان | کہ اے شاہ شاہنشہان جہان
یہ کہکر وہین با سپاہ گران | روان سوے توران ہوا پہلوان
صغیر و کبیر اور پیر و جوان | سبھی تشنۂ خون تورانیان
کہ اس گرد کا نام آباد تھا | وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر | تو شہزادہ اک سرخہ نامور
فرامرز پور تہمتن وہین | مقابل ہوا اُسکے از روے کین
کہا طوس سے اُسنے اے نامور | کہ مثل سیاوش اسے قتل کر
کہ تھا شاہزادیکا مین دوستدار | بہت اُسکے غم سے ہوا اشکبار
سر رحم آیا وہ طوس دلیر | یہ بولا کہ اے رستم شیرگیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم | جہاندار کشورکشا کی قسم
شتاب اُسکے تن سے تو کر سر جدا | نہ سنکر اُسے ذبح اُسنے کیا
شہنشہ نے دروازے پر قلعہ کے | کیا اُسکو آویختہ کہنے سے
عزیز اس ستمگر کو تھا وہ پسر | ہوا اُسکے غم سے بہت نوحہ گر
شتابی سے پہونچئے کارزار | سو پہلوانان ایران دیار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم | وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
کہا شاہ نے یونکہ گر شتہ ہو | ترے ہاتھ سے رستم نامجو
یہ پیران نے سنکر گذارش کیا | کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
کہا شاہ سے پیلسم ہے جوان | دلیر و قوی بازو پہلوان
یراق اپنے پھر پیلسم کو تمام | دیے اور اک توسن تیزگام
وہین پیلسم سوے میدان گیا | یہ گردان ایران سے اُسنے کہا
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار | گیا سوے میدان کارزار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ | یہ چاہا کہ ہیبے اُسے زیر تیغ
کمر مین گیا گیو کے نیزہ بند | کہ زین سے جدا ہو وہ لیکر کمند
گیا کرکے تیغ سرافشان علم | گیا نیزے کو پیلسم نے قلم
ہوئے جبکہ زخمی فرامرز و گیو | تو پہونچا تہمتن بھی کرنے غریو
یہ سنکر وہین عطف کرکے عنان | تو آیا سوے رستم پہلوان

تہمتن سے کہنے لگا پیلسم
تہمتن یہ بولا کہ زیر فلک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
کہا دل مین رستم نے ایسا سوار
کمر بند مین پیلسم کے وہین
سر خاک بدخواہ کو ڈال کر
اسے بخشش اب دخت و تاج و سریر
سیاوش کی جان پر کیا جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اے نامداران توران دیار
سپہدار نے پھر مکرر کہا
آسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہٹا یا ہوا اب قتل منظور گر
وہ لے ہمسے ہرگز نہ یہ زینہار
گیا آپ ناچار بہر قصد جنگ
تو اب مجھسے ہو آ کے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند
تہمتن نے مارا جو تیر شتاب
غرض ترک نے رخش کو زود تر
لگی ہاتھ فرصت جو افراسیاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان
وہین لشکر رستم نامور
سہ فرسنگ چین ان اژدہا دمان
ہوئی فوج رستم ظفریاب جب
روانہ کیے بس وہین مردمان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا
دیا بھیج شہزادے کو پیر مہان

یہ ٹھہری شرط مردی کی ہم اور ہم
نہ جانا ہی کبھی مین بیچ ہرگز کمک
اور اُس ترک نے تیغ ماری نگون
نہ ترکون سے دیکھا کبھی زینہار
کیا بند نیزے کو از روے کین
خروشان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
اب اور دونسے تو کیا کریگا وفا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
کہ ہو کونسا آج جنگی سوار
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اٹھائین سے پھینکا سوے قلبگاہ
تو پھیر یگا کوئی نہ زنہار سر
جو اُس اژدہا سے کرین کارزار
گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اُسکے افراسیاب
جو مارا سر رستم نامور
کمر بند مین کرکے نیزہ کو بند
لگا بر سر اسپ افراسیاب
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
سوار اور گھوڑے پہ ہو کر شتاب
ہوا سوے ہومان جو حملہ کنان
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ تا شاہزادے کو لے آویں یہان
کہا سب نے اُسنے یہ پاسخ دیا
کہ تا کوئی اُسکا نہ پاوے نشان

کرین جنگ میدان مین [illegible]
کہا پھر یہ دونون سے پھر جاؤ تم
شکستہ ہوئی لگ کے تیغ و سپر
یہ ترک نے لاو بہی چلا اک دست
اٹھا کر اسے زمین سے جیون برگ کاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران بار
بامید دخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر سخنہاے دشوار و سخت
سپہر سخن رفید دگر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہو گا جوان
کہ تھا پیلسم ایک یل نامدار
کسے تاب پھر کون ایسا ہے مرد
یہان ہاتھ سے اپنے ہر ایک
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان بآہنگ بلند
کہا جاکے یون شاہ توران سے
ہوئی بارش تیر پیلے وہان
تو جا پہونچی چرم گم تا سنان
زمین سے سپہدار کو سب اٹھا
یہ بیتابی اُسدم ہوئی اسپ کو
ہوا رخش اُس ضرب سے دردمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
تو ہومان نے لی وان سے راہ فرار
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ
غرض اسطرح ترک گشتی ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نام جو
گئے لوگ اور اُسکو لائے شتاب
رکھو اُسکو [illegible]
سپہدار توران کو کرکے تباہ

نہ ٹھہرین یہان اب یہ پہلوان سے طلب
توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
ہوا لیک پر درد رستم کا سر
توانا و پر زور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہ پھر پہلوان باشکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہے پامال تیغ
پھر اونسے وہ گرد فیروز بخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
توانا و پر زور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جا کر نبرد
تو کر قتل اسے خسرو نام جو
تو تحسین ہوا سرور انجمن
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا خیر سے لیکن جسم جوان
وہین ایک جانب سے ہومان گیا
کہ بس گر پڑا وہ شہ کینہ جو
رہا لیک قائم یل ارجمند
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
گیا اسکے دنبال وہ نامدار
فراری ہوے سر بسر بیدرنگ
کہ کشتون کے تا چرخ پشتے ہوے
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا ہو
حضور سپہدار افراسیاب
کہ ہرگز نہین ہے یہان کچھ خطر
تہمتن ہوا مالک توران کا شاہ

بہت ملک تسخیر اس نے کیے | بہت گنج اور تخت و افسر لیا
سران سپہ کے لگا ہاتھ زر | تونگر ہوئی وہ سپہ سر بسر
کیا قتل ترکوں کو بس جا بجا | نہ اک ترک وان جز رعیت رہا
جو لیتا کوئی نام افراسیاب | تو رستم اسے قتل کرتا شتاب
تہمتن بصد فر و جاہ و جلال | رہا ملک توران میں ہفت سال
روانہ کیا لشکر بے حساب | بدنبال سلطان افراسیاب
تہمتن نے پھر قصد ایران کیا | طلب کرکے تب گیو کو یوں کہا
کہ اے گیو اب لا کے کر جستجو | تو کیخسرو نام بردار کو
غرض گیو کو کرکے رخصت وہ گرد | فرامرز کو ملک کرکے سپرد
ہوا سوئے ایران وہاں سے روان | شگفتہ دل و خرم و شادمان
زر و مال و اسپان با زین زر | غلامان ترک اور گنج و گہر
گیا لیکے جب پیش کاؤس شاہ | بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و معاودت طرف ایران و جنگ با کلباد و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار | بغیر ہمودہ رستم نامدار
شتابی سے شبدیز پر کرکے زین | روانہ ہوا سوئے دریائے چین
کسی کو نہ ساتھ اپنے وہ لیگیا | فقط آپ تنہا کہ شبدیز تھا
ہر اک جا سے لیتا ہوا راہبر | ہوا جادہ پیما یل نامور
ہر اک سے تھا پرسان ترکی زبان | نشان ملکزادہ جم نشان
نشان اسکا کوئی بتاتا نہ تھا | مکان اسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا
ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان | کرے قتل تھا وقت شک درمیان
نہ ہونچائے تا کوئی جا کر کہیں | خبر پیش سالار توران زمین
روان ہوگیا گیو جب بعد ازان | یہ گودرز نے خواب دیکھا یہان
کہ مسکن کا اپنے بتایا ہے نام | ملکزادہ کیخسرو ذوالکرام
جو دیکھا تو پھر اسنے وقت سحر | روانہ کیے چند مردم ادھر
کہ تا گیو کے جا کے ہوں رہنما | زمین ساتھ اب سکے صبح و مسا
بتادیں اسے اس خبر کا نام | جہان ہے وہ شہزادہ ذوالکرام
شتابان ہوئے زیر چرخ برین | ولیکن ملا گیو ان کو نہیں
اٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد | شب و روز تھا گیو صحرا نورد
خورش گور و پوشش بھی تھی چرم گور | بجائے نمک تھا وہاں آب شور
نہ خواب اسکو تھا اور نہ آرام تھا | بیابان نوردی سے بس کام تھا
گیا گیو دریائے چین سے گذر | نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا گہر
کہیں خسرو نامور کا نشان | نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان
لگا کہنے افسوس کرکے کمال | گئی رایگان محنت ہفت سال
خیال آگیا دل میں یہ ایکبار | کہ پھر چلیے اب سوئے ایران دیار
ولے مردمی نے اجازت نہ دی | حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی
کیا گیو نے رنج پھر اختیار | رکھا سر سوئے وادی کوہسار
دو چار آگے جا کر ہو چند کس | یکایک ہوئے آنکے ہم نفس
لگے پوچھنے گیو سے اے جوان | تو سرگشتہ کیوں ہے اکیلا یہان
ترکی زبان گیو نے یوں کہا | مجھے شوق ہے مشتری دید کا
کیا راہ گم کر شکار افگنان | بیابان میں آگیا ناگہان
ولے یہ کہو ہان تمہارا گذر | کدھر سے ہوا جاؤگے تم کدھر
کیا گیو سے نام انھوں نے بیان | کہ پیران کے ہیں ہم فرستادگان
خبر لینے خسرو کی جاتے ہیں ہم | فلانی جگہ ہے وہ فرخ شیم
سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد | ہوا انکے ہمراہ جادہ نورد
نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام | تو یکجا کیا رہروان نے مقام
کھلی دل سے جو گیو بیخواب تھا | اسے خواب وان رات کو آگیا
ہوئے گیو سے کچھ وہ اندیشہ مند | کہ ایسا نہو اس سے پہونچے گزند
اسے خواب میں الغرض چھوڑکر | وہاں سے وہ غائب ہوئے سر بسر
وہ جاگا تو انکو نہ پایا وہان | ولے خسرو نامور کا نشان
[illegible] یا تھا جو دریائے [illegible] ادھر | روانہ ہوا گیو وقت سحر
پھر اک چشمہ پر جاکے پہونچا وہان | یہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان
گل تازہ کا طرہ سر پر تو ایک | کف دست پر اسکے ساغر جدا
عیان ہے جبین سے شکوہ شہی | نمایان ہے یکدست فر مہی
کھلا اپنے دل میں اسے دیکھکر | کہ شاید یہی ہے خسرو نامور
وہیں گیو نے اسکو کرکے سلام | گذارش کیا اے شہ ذوالکرام

مگر ہی سیاوش کا فرزند تو　　جہاندار کیخسرو نام جو
کہ ہی گیو گودرز کا تو پسر　　یہ سنکر وہین پشت سے وہ اُتر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو　　کہ اے بادشہ زادہ نام جو
مرے باپ کا ایک ایوان ہی　　کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
بہم رستم و طوس گودرزیان　　جو آوین تو پہچان لوین بیگمان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان　　شکوہ کیانی ہی تجھسے عیان
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا　　کہ بازو کو اپنے ذرا کیجیے وا
مقرر سیہ ہو وے تھا اک نشان　　سر بازوے خسروان کیان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا　　وہین اپنا بازو برہنہ کیا
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان　　ادب سے ہوا وہ وہین سجدہ کنان
کیا اُسکو گھوڑے پہ اپنے سوار　　جلو مین ہوا گیو فرخ تبار
فرستادہ پیران اُس چشمے پر　　گئے جب تو پائی اُنھون نے خبر
ہوے جب نہ مقصد پہ وہ کامیاب　　تو بس پھر گئے سوے پیران شتاب
غرض گیو خسرو مقرین طرب　　گئے جب فرنگیش کے پاس تب
مبادا کہین مردمان حسود　　خبر پاکے پہونچین کہین مثل دود
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام　　بہت دل پسند اور ہی تیز گام
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان　　اُسے سوے چراگاہ اسپان دوان
سوار اُسپہ ہوکر وہان سے تبھی　　فرنگیش کیخسرو اور گیو بھی
یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب　　کہ ضامن تھا وہ پیش افراسیاب
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار　　گیا کرکے یلغر شقاوت شعار
اُسے دیکھکر گیو جنگی سوار　　ہوا آکے آمادہ کارزار
سنی تھی یہ اختر شناسون سے بات　　کہ ہوویگا کیخسرو خوش صفات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے　　غرض جمع خاطر تھی اسبات سے
ہر اک طرف گھوڑے کو دوڑاتا تھا　　نہ ترکون کو خاطر مین کچھ لاتا تھا
پھر آگیو جنگی بفتح و ظفر　　گیا پیش کیخسرو نامور
کہا گیو سے شاہزادے نے یون　　کیا تو نے بیدار مجھکو نہ کیون
مدد سے شہا تیرے اقبال کی　　مخالف کی سب فوج پامال کی
ہوے سو پیران وہان سے روان　　وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا وہان
کہا گیو کا جاکے احوال جنگ　　ملامت کی تا سنے اسے بیدرنگ

یہ سنکر کہا اُس جوان نے وہین　　کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا　　ادب سے زمین بوس حاصل کیا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا　　تب اُس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
کہ تھی صورت پہلوانان تمام　　بتایا مجھے مان نے ہر اک کا نام
وے کس طرح تو نے پہچانا مجھے　　ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
تری شان سے یہ ہوا آشکار　　کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
نشان کیان تا پدیدار ہو　　تشفی گزین خاطر زار ہو
کہ تھا شیوۂ ارث کے و کیقباد　　دلیل درستی و نسل نژاد
برہنہ ہوا جبکہ بازوے شاہ　　نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
سپہدار ایران و توران کا　　بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
قرین طرب وان سے ہوکر روان　　جہان تھی فرنگیش آئے وہان
کہ اک گرد اقلیم توران کا　　یہان سے ملکزادہ گیو لے گیا
فرستادہ گودرز کے بھی ہین　　گئے پھر کہین گو ہوا یا نہین
وہ بولی کہ تاخیر کیجے نہ یان　　ابھی ہو چلے سوے ایران روان
یہان سے ہے نزدیک اک مرغزار　　کہ اسپان سلطان توران دیار
سیاوش کے گلّے کا ہی اک سمند　　اُسے جاکے لاآئے یل ارجمند
وہین کرکے لایا اسیر کمند　　نہ تنہا وہ ہے اور بھی اک سمند
روانہ ہوے سوے ایران دیار　　ہوئی ساتھ تائید پروردگار
روانہ کیا اُسنے گلباد کو　　بدنبال کیخسرو نامجو
اُدھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت　　کہ پہونچا ادھر وہ نگونسار بخت
پکڑ گرز اور کھینچکر تیغ تیز　　بپا یہ زمین پر ہوئی اک رستخیز
جہان تاجور بادشاہ عظیم　　بتائید فضل خدائے کریم
وہ گرد دلاور یل شیرزاد　　کہ رکھتا تھا اُن قول پر اعتماد
جو میدان مین مغلوب کان ہوے　　سراسیمہ یکسر گریزان ہوے
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان　　ہوا سنکے خسرو تاسف کنان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے　　کہ مین کرتا جگا کر تجھے
ہوا شادوان خسرو پاک دین　　کہا مرحبا صد ہزار آفرین
آیا جبکہ گلباد پیران کے پاس　　عیان اُسکے چہرے سے تھا بیم و یاس
کہا سنکے پہلوان بااین غرو شان　　گریزان ہوا مین سے پہلوان

وہ گلباد کہتا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے توران سے پھر بیکران
سپہدار پیران کینہ پژوہ
ہراول تھا اُسکا دلاور پشن
نمایان ہوا دور سے جب علم
جگایا وہین خسرو و گیو کو
ستیزندہ افواج تورانسے ہون
ابھی تو نے پیکار دیکھی نہین
کہا پھر یہ خسرو نے ای شیر مرد
یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے زنہار کمتر ہون مین
اور اپنی مجھے دختر مہ جمال
مرا اتفاق مہر و مہ یار ہے
یہ کہکر وہین گیو جنگی سوار
پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
تو ہے گیو آیا ہوا ایران سے
یہ کہکر اُٹھایا جو گرز گران
نہ ہر گز ملا گیو مرد دلیر
تو جوشن سے کرکے پشن کچھ گذر
وہ پیران ویسہ پھر آیا وہین
ولیکن خبردار اب ای جوان
زرہ پارہ اور چاک کر پیرہن
کہ مین ہر دو زن کو تری بیچ سے
جہان مین بجز رستم شیر مرد
کیا کشتہ و خستہ گر آسکے
کوئی زندہ اُس فوج مین جو بچے
وہان سے مین پھر آؤن با کر و فر
یہ گفتار جسنے کی پل نامور
کہ جاور گند تجھسے اب مین نے کی

نہین سام و رستم سے کم وہ سوار
ہوا اپ پیران ویسہ روان
کہ ہر روز چلتا تھا یکصد گروہ
قوی دست گردن کش و پلتن
تو سوچا فرنگیس نے خستہ تیم
ہوے جبکہ بیدار وہ نامجو
تن خیل ترکان کرون غرق خون
مبادا کچھ آسیب پہونچے کہین
کرونگا مدد تیری وقت نبرد
کہ اے تاجدار ثریا جناب
ہنر اور قوت مین ہمسر ہون مین
تہمتن نے دی ہو کے شادان کمال
اور اقبال شاہی مددگار ہے
اگیا سوے میدان بہ کارزار
کہ تو کون ہے نک بتا ای جوان
چھڑا لیچلا شہ کو توران سے
تو آیا اس سر یہ وہ پہلوان
رہا پشت توسن پہ قائم وہ شیر
ہوئی کالبد پر سنان کارگر
لگا گیو سے کہنے از روے کین
کہ مین آن پہونچا بگرز و سنان
غرض اُس سے کہتا ہون تجھکو یقین
پکڑ لے گیا تھا کہ کرگین سے
نہین ہے کوئی بھی مرا ہم نبرد
ہزارون سوار نکو توران سے
تو بہ کہہ مت مرد میدان مجھے
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر
ہوا سنکے پیران کے دلپر خطر
رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی

ولیکن نہ پیران کو تھا کچھ یقین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب
تفحص کنان جا کے پہونچا وہان
وہ کیخسرو و گیو سوتے تھے وان
کہ پیران ویسہ اب آیا ادھر
تو کہنے لگا خسرو نامدار
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
مرے تن مین ہے جبتک جان زار
ادھر تو ہے تنہا اُدھر کینہ خواہ
تہمتن کے مانند ہون مین کہین
بہت اسنے وان آزمایا مجھے
لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
بلندی پہ تم کر تماشا تو دیکھو
اُدھر سے پشن لیکے نیزہ بڑھا
دیا پاسخ اسنے کہ ہو جنگجو
یہ دزدی تو کر کے دہان سے نکلا
لگی ضرب گرز گران اس قدر
سپر چھوڑ کر لیکے نیزہ پشن
ہوا غرق خون مین یہ ایکبار
کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
ترے سر پہ لاتا ہون کیا کیا بلا
دیا اُس جوانمرد نے یہ جواب
تری تاب کیا ہے جو میدان مین تو
تہمتن کو دیکھا ہے توسنے وہان
اور اب فوج کو تیری میدان مین
گرفتار کر کے تجھے ای نابکار
نہ توران رہے پھر نہ افراسیاب
ہوا نا امید اُس سے وہ جان سے
یہ بولا کہ تو نے تو چھوڑا مجھے

ہوا سنکے یہ ماجرا انجمن
نہ رکھتی تھی زنہار بلغر کی تاب
ملکزادہ منزل گزین تھا جہان
کہ پہونچے وہان جاکے تو دیکھان
ہمین تاکہ لیجاوے پابند کر
کہ اے پہلوان ہین یہی تو ابکی بار
تو ہے نوجوان بالکے ہے خرد سال
یہ شایان نہین تو کرے کارزار
رکھے ہے بہت ساتھ اپنے سپاہ
مدد وقت پیکار یزدان کی ہین
برابر غرور اپنے پایا مجھے
کہ رکھو جمع خاطر تو اے نامجو
سر جنگ کرتا ہون کیا کیا تو دیکھ
ہوا گیو پل سے وہ جنگ آزما
سرافراز گردان پل سلیقہ
یہان سے تو جانے نہین پایگا
روان خون ہوا ہر زرہ بند
جو مارا دلاور نے از روے کین
ہوئی بس تہ خاک جا پشن
کیا سربلندون کو یکدست پست
تہ خاک دیتا ہون تجھکو ملا
وہی ہونہ ان سے اتر کے بخاک
مرے ساتھ ہو آن کے ہدیہ
کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان
تہ تیغ کھینچون مین اک ان میں
تجھے لیچلونگا سوے ایران دیار
کرون ملک توران یکسر خراب
لگا کہنے اُس مرد میدان سے
ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے

یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
وہین پھر دلاور نے پھینکی کمند
وے اُس جوان کے وہ باندھا جسم پر
اور اک ہاتھ سے اُسکی ہر دو ہاتھ
کمند اُسکے دی ہاتھ مین وہ جوان
ظفریاب ہو زیر چرخ بلند
بصد عجز پیران زاری کنان
کہا گیو یہ ترک ہے دوستدار
رکھا اُسنے خسرو کو چھپا اپنے گھر
شب و روز حاضر تھی خدمتگذار
وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
اگر بعد نیکی کے اے پہلوان
غرض اُسکی جانبخشی اب ہی ضرور
کرون گلگون اُسکے خون سے زمین
جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
غرض گیو نے اسطرح سے کیا
حقیقت جو کچھ تھی سو کیسر کہی
کیے مردمان سوے جیحون روان
سپہدار توران پھر بعد ازان
وہ چلتا تھا ہمراہ سہ صد گروہ
گئے رفتہ رفتہ وجب گھاٹ پر
کہا یون سند ہی تیری پاس کر
گذربان نے پاسخ دیا ایک خبر
کہا گیو نے تب کہ اے نوجوان
گذربان نے پھر یون کہا اغر ہا
کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
سوا اُسکے یہ ہی نشانی جدید
وے لاے جو جنگین زرہ تھے
گرانمین سے دو گے نہ تم ایک بھی

ہوا سوے بدخواہ حملہ کنان
ہوئی جا کے گرد مین پھر انکے بند
کوئی زخم ہوتا تھا کارگر
چپ و راست تھی ضرب گرز گران
گیا پھر پئے جنگ تورانیان
گیا پیش خسرو پیل ارجمند
وہ لایا تھا عذر خطا بر زبان
مخالف ہمارا نہین زینہار
بداندیش سے تا نہ پہونچے ضرر
پئے خدمت خسرو نامدار
کیا چاہے تھا قتل از روے کین
ہوئی اک خطا اُس سے سرزد یہان
کیجیے تو لطف و کرم سے ہے دور
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین
تو پھر بیگمان ہو زمین لا کے گون
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا
ہوئی شاہ تورانکو جب آگہی
کیا حکم یون بر گذربان کہ ہان
ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
لیے ساتھ تورانیونکا گروہ
تو جیحون طغیانی آیا نظر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھکر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر
ہمارا خداوندزادہ ہی یان
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز
کہ دو تاج زر اُس سے لیکر مجھے
نہ اُسکے لیے کیجیے زنہار کد
نہ ہٹا اس زرہ کے لیے کیجیے
تو یانسے گذرنا نہ ہوگا کبھی

وہ پیران گریزان ہوا بیدرنگ
ہوے ترک اسوقت حملہ کنان
یہ دیکھو دلیری گرد بلند
وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
کیا عرض اے خسرو نامجو
زروے عنایات شفقت و کین
فرنگیس نے بھی کہا یون کہ ہان
بخوبی وہان بھیجکر دایہ کو
رہا ہمکو پیران نے خوب سے کیا
تو ہرگز نہ رکھہ خون آشکارا
تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین
گذارش پھر اس پہلوان نے کیا
کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر
رہا کر اسے بند سے بعد ازان
روان ہوے پیران و شیشتاب
تو غمسے ہوئین اُسکی انکھین پرآب
کہ اس شش کی ایک زمان مردود
ہوا گرم یا پیر ستہ کینہ جو
وہ لے ہمزبان فضل لطف خدا
گیا گیو وہین گذربان کے پاس
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو
نہ دیگا یہ [illegible] زینہار
یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
پھر اُس سے یہ اس پہلوان نے کہا
وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
گذربان یہ کہنے لگا العزیز
لگا گیو پھر کرنے نرمی وہان

کہ دیکھی تو زنہار ہے اب جنگ
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند
جہان تھا ملکزادہ نامور
ہوے جادہ پیماے دست فراخ
کرون قتل پیران بدکیش کو
لگا کہنے یون خسرو پاک دین
یہ اپنا نکوخواہ ہے بیگمان
کیا پرورش اسنے گرانمایہ کو
سرا اپنے انکو وہی لایا بجا
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا
اُٹھا اُسکی طرف سے نہ رکھہ دل مین کین
یہ کھائی ہے تہمتن نے قسم خسروا
تو اب کان مین اُسکے سوراخ کر
کہ تا ہووے یہ سوے توران روان
وہان سے گیا پیش افراسیاب
لگا کرنے افسوس افراسیاب
جدھر جاوین ہم قتل انکو کرین
کہ جانے نہ دے خسرو گیو کو
مددگار تھا خسرو گیو کا
گذربان لگا کرنے گفتار پاس
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان
گذر پھر یہان سے بخوبی کرو
ہمارا تمھین اسپہ کچھ اختیار
کہ اُسکی ہے یہ مادر مہربان
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بیبہا
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے
طلب کیون ہین تجکو جو ہے چاہیے
کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہان

ولیکن گنہ بادہ تند و سخت
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے
پھر آہستہ خسرو سے بہ پہلوان
مبادا کہیں شاہ افراسیاب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
سنی گیو سے جب خسرو نے بات
گذر کر گئے وانسے پایاب بس
پھر رستے میں پہونچا وہاں شلت
تو وہیں گذرباں سے کشتی منگا
تو ہرگز نہ جا پانسے دریا کے پار
غرض پھر گیا شاہ توران وہین
بجا لائے وہ شکر یزدان وہان
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ
گئے پیشوا ہر سہ نام آوران
جب آیا وہ کیخسرو نامدار
وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
کہ اس تخت پر بیٹھ اے کامگار

لگا کہنے تب گیو فرزانہ بخت
کسی کی نہیں تاب [illegible] دار ہے
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
یہاں آ کے کرے یلغار بس [illegible]
فریدون بفضل خدائے کریم
تو غیرت میں آیا وہ فرخ صفات
کہ اقبال تھا ہمدم و ہمنفس
کنارے جیحون سے افراسیاب
اتر نیکا شہ نے ارادہ کیا
کہ ہو فوج ایرانیان بیشمار
بصد رنج و غم [illegible]
ہوئے بیشتر پھر وہاں سے روان
ہوا شاد پڑھ کے وہ کیوان کلاہ
گئے اور بھی ساتھ والا سران
ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار
ادب سے حضور شہ سرفراز
وہ بیٹھا تو شادان ہے تاجدار

کہ چار دریا میں آتش تھے ہم
جو اس [illegible]
تو دشمن میں یہاں [illegible]
فریدون کو لایا تھا یہاں [illegible]
لگا ورکو آب کے تو دریا میں ال
گیا آنسے جیحون میں گھوڑا روان
گذرباں تعجب میں تھے سربسر
فرنگیش کیخسرو و گیو کو
لگا کہنے یہ دہقان کہ اے بادشاہ
نگہبان تو رہ ملک توران کا
کسان زمیندار کرکے طلب
کسان زمیندار کرکے طلب
وہیں طوس گرمیں گودرز کو
جہاندار نے بادشاہ خوشی
اتر تخت سے پھر [illegible] زین لیا
طلب کرکے پھر ایک اور زر
[illegible] ہوا خوش شہ بے نظیر

گذر پانے سے پار جیسے تھے ہم
کہ فرزین و زنا ہونگو خطر
کہ ترکو نکو ملیگا [illegible]
وہ جیحون سے اترا تھا پایاب تب
کہ بفضل خدا سے مبارک ہے یاں
فرنگیش اور گیو بھی مہمان
ہوئے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر
جو دیکھا شتابان ہو کینہ جو
ترے ساتھ آئی بہت سی سپاہ
مگر قصد اقلیم ایران کا
قلم وہیں ایران کے آرزو سے تب
رقم کرکے اک نامہ با صد ادب
کہا جا کے تم پیشوائی کرو
شتابی سے آرایش شہر کی
سر و چشم پر اسکے بوسہ دیا
لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
ہوئے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار و جب حسب حکم شاہ بلند وقار
وانحراف طوس از کیخسرو و واخوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن
سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن
کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را
برائے جنگ قلعہ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا سران
یہ خسرو کہ پور سیہ ہے مرا
ہوئے وہیں خسرو کے فرمان پذیر
کہ تو شاہ کاؤس کا ہے پسر

وہ جتنے تھے گردن فرازان وہان
بجز گوشہ نور بسر ہے مرا
سوا طوس کے سب صغیر و کبیر
سر اپنا دھرا [illegible]

یہ اُنسے لگا کہنے وہ شہریار
تم اُسکی اطاعت کرو اختیار
تہی مغز و بے عقل جو طوس تھا
اطاعت جو خسرو کی تیری حضور

کہ اے نامداران ایران دیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار
فریبرز سے جاکے کہنے لگا
کرو گے تو بے عقل و دانش سے دور

بہت اُس نے اعزاز و اکرام کر
کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
بزرگان ایران گئے سب وہان
یہ کہنے لگا گیو سے ای جوان
نہ خسرو کے آگے مین ہرگز جھگڑو
تو اے گیو یان اُسکو لایا عبث
دلاور جوان و قوی جنگ ہے
یہ گفتار سُن گیو فرخندہ خو
ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
کیا طوس کا ماجرا سب بیان
یہ کہکر گیا اسپ پر ہوا سوار
پسر اور نبیرہ تھے ہفتاد و ہشت
رکھے ساتھ تھا کاویانی درفش
جو ہو گرم بازار پیکاریان
بہم دیکھکر جنگ جوئی شتاب
خبر شاہ کاؤس کو سب کیجیے
جو پہونچا یہ فرمان جہاندار کا
مناسب ہے اب اور یون ہی صلاح
کیا طوس نے عرض یون پیش شاہ
کہ ہے پور شاہ خلائق پناہ
یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
لبِ روح کو اب سیاوش کی شاد
بسان فریدون فرخ خصال
فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
تو کیون جہل کا کار فرما ہوا
کہا طوس نے یون کہ ای شور بخت
ترا باپ تھا مفلس و ناتوان
ہماری جو کی بندگی اختیار
تو سن گوش جان سے کہ زنہار

خوشی سے دیا طوس کو گنج و زر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
بفرمان کاؤس شاہ جہان
تو اب طوس کو جا کے آئے یہان
نہ اُس جنگی کی اطاعت کرون
یہ رنج اُسکی خاطر اُٹھایا عبث
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
ولے طوس ہر دم تھا آفرین کنان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
سو طوس جنگی پئے کارزار
غرض اس حشم سے گیا سوئے دشت
کہ تھا صبح کی وہ نشانی درفش
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
کرے قصد ایران کا افراسیاب
کہے شاہ جو کچھ سو سن لیجیے
لائے گرد گودرز جنگ آزما
کہ تو اور طوس آوے یان کے صلاح
کہ ہون جا کے وہ بندۂ بارگاہ
وہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
سیاوش نہیں پور تھا شاہ کا
نہ دے ہاتھ سے رسم و آئین و داد
نگاہ کو دیکھے یہ سپہ بد سگال
کہا یہ دلیری یہ جرأت کہان
مگر تجھکو اے طوس سودا ہوا
تو کہتا ہے کیا اب یہ سخنہائے سخت
غریب ایک آہنگر اصفہان
ہوا اب وہ سالار عالی تبار
نہیں مجھکو آہنگری سے ہے عار

سر چرخ خور شید رخشندہ جب
سر تخت کیخسرو نامدار
ولے طوس بے عقل و بے دین و داد
گیا گیو جب طوس کو لا یہ تب
وہ ہے عقل و ہوش و خرد سے تہی
فریبرز فرزند کاؤس کا
کرون اب مین اُسکی پرستندگی
یہ تدبیر فرزانگی فرد ہے
غرض ہو گئے آشفتہ و خشمگین
بزرگو سے گودرز کہنے لگا
دلیران جو با شوکت و جاہ تھے
گیا طوس بھی سامنے بیدرنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا
پیام اُسنے بھیجا یہ گودرز کو
جو پہونچے شہ نامور کو خبر
سپہ کھینچی اب کس لیے طوس پر
گئے طوس گودرز یا نسے بہم
جو شہ سیر شاہی سے آیا تو ہان
نبیرے کو شاہ کے حضور پدر
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
کرے یعنی خسرو کو اب پادشاہ
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
دلیران بحکم شہ دادگر
یہ سچ ہے کہ تو نوذر کا ہے پور تو
سمجھتا مجھے گستاخ یون ہو
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ
دیا وہین گودرز نے یہ جواب
کہ خوبی بشر کی ہے مردانگی

ہوا جلوہ گر دو سرا سوز تب
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد
کرے ہے تمسخر ترا باپ اب
نہین ہے سزاوار تاج شہی
سکے ہے دلیری و فہم و ذکا
بجا لاؤن رسم رہ بندگی
دلیر و شجاع و جوانمرد ہے
حضور پدر گیو آیا وہین
مٹاؤن جہان سے نشان طوس کا
وہ سب دو ہزار اُسکے ہمراہ تھے
سواران جنگی لیے بیدرنگ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ
مگر شاہ توران کا ہو مدعا
کہ پیکار موقوف اک دم رکھو
کہ گودرز اب جرم کیا طوس نے
خرابی یہ کیون تو نے باندھی کمر
حضور جہاندار کیوان علم
فریبرز ہو بادشاہ جہان
نہین ہو سکے زنہار اے نامور
سنا سب یہی ہے کہ کاؤس شاہ
کہ ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ
کیا کچھ نہ خوف و خطر زینہار
ہوے تابع خسرو نامور
تو دیوانہ ہے اور پدر تھا تند خو
مگر آپ کو یون کیا بھول اب
نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ
کہ خاموش اے طوس خام طمع
ہنرمندی و خلق و فرزانگی

مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد
تہور مین یکتا دلیری مین مرد

کیا عہد ضحاک کا جسنے پاک
نہ لایا فقط دل مین کچھ خوف و باک

فروزندہ کاویانی درفش
وہ کاوہ ہی اسطوس شہ کی درفش

کہ جسکا پسر مین ہون جنگی سوار
مرا تیرہ نیزہ ہے جوشن گذار

یہ طاقت کہان تھی اور تیری بھلا
جو ہو ساتھ میرے تو جنگ آزما

کہا طوس نے اے سرفراز پیر
یہ گفتار تیری نہین دلپذیر

اگر تو ہی مرد شجاع و دلیر
تو مین ہون شجاعت کے بیشے کا شیر

گران کوہ سا گر ترا گرز ہے
مری تیغ بھی آب البرز ہے

کرے تیر جوشن سے تیرا گذر
سنان سے مری گور جبل کا جگر

ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت
لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت

کرو ناحق ہم کینہ آور نہو
نہ بولو زیادہ وہ بس اب جیسے ہو

یہ گودرز بولا کہ یہی مطلب
فریبرز خسرو کو پاس اپنے اب

جسے دیکھیے لائق سروری
سزاوار شایستۂ برتری

ولیعہد شاہا اُسے کیجیے
بلندی و جاہ و حشم دیجیے

لگا کہنے شاہنشہ نامور
کہ دونون مین یکسان ہو مہر و برو

کرون ان مین جو رتبہ بلند یکا
تو پھر دوسرا مجھسے ہوئیگا خفا

مین اب عہد کرتا ہون یہ نیک
کہ خوشنود راضی ہو جس سے ہر ایک

یہ کہلکر کیا شہ نے انکو طلب
وہ جب آئے وان یہ کہا شہ نے تب

بلند ایک قلعہ ہے بہمن مین جلیل
سر کوہ نزدیک دریاے نیل

نکلتی ہے آتش وہان سے مدام
اور اس قلعے مین دیو کا ہے مقام

کرے فتح جو ہو مبارک وہین
اُسے با شاہی ایران زمین

یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے
کہا تب یہ گودرز اور طوس نے

کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین
یہ سنکر فریبرز بولا وہین

مجھے پہلے اسے بادشہ علم ہو
کہ جاکر کرون فتح اُس قلعہ کو

فریبرز کو شہ نے رخصت کیا
سپہ لیکے طوس اسکے ہمرہ گیا

وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین
تو دیکھی زمین سر بسر آتشین

ہوا ہمدم ہوئی تھی آتش فشان
ہوے سوختہ وان بہت پہلوان

کیا بست یکہفتہ گرد حصار
تردد کیا خوب لیل و نہار

ولیکن در دژ نہ آیا نظر
ہوئی فوج جنگی تبہ سر بسر

فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان
پھر آئے حضور شہ شیروان

شہنشہ نے بعد اسکے با کروفر
کیا وو ہین خسرو کو رخصت ادھر

سپاہ گران لیکے پہونچا وہ جب
کسی نے ملکزادہ کو وقت شب

تہا خواندہ مین اسم اعظم دیا
خدا نے غرض رحم اس پر کیا

ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
رقم کرکے کاغذ پہ اسم ہمکو

لگا کہنے یون پہلوان کیان
سر نیزہ پر باندھکر اک جوان

تو رکھا اسکو دیوار پہ قلعے کی
کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی

تمہید اسکو خسرو نے فرما دیا
وہی گرم جنگی نے اسدم کیا

وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پر
ہوا ظاہر اک ابر تاریک سر

بلند اک ہوئی بانگ اسدم وہان
کہ جسطرح سے عدو کا ہو فغان

شکستہ ہوا سب وہ جادو سخت
لگا کہنے تب خسرو نیکبخت

کہ یکبارگی تیرباران کرو
توقف کو اب راہ ہرگز ندو

لگی ہونے پھر بارش تیروان
ہزارون ہوے دیو تسخیر وان

نمایان ہوئی روشنی پس دم
ہوئی رفع وان تیرگی یکقلم

در دژ نمایان ہوا تب وہین
گیا قلعے مین خسرو پاک دین

ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر
ہوئی ہمقرین اسکے فتح و ظفر

بنا ایک خسرو نے گنبد کیا
کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا

پھر اک سال کے بعد خسرو گیا
حضور شہنشاہ کشورکشا

وہان سے سپہدار عالی جناب
گیا جانب ملک افراسیاب

کیا فتح اس قلعہ کو بھی وہین
بفضل خداے جہان آفرین

ہوا شاد کاؤس پسر دیکھکر
لگا کہنے اے خسرو نامور

برتخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

سپہر خلافت کا نیر ہے تو
سزاوار اورنگ و افسر ہے تو

جہاندار کاوس فیروز بخت
جو سمجھا کہ خسرو کو زیبا ہے تخت

بٹھایا جہاندار نے تخت پہ
رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر

لیا عزم پھر جک سب نامدار
اطاعت کرینگے سب لیل و نہار

یہ فرمادیا جبکہ کاؤس نے
تو وہیں فریبرز اور طوس نے
اطاعت سے خسرو کی پھیرا جو سر
لگے چاکری کرنے شام و سحر

سپہدار کیخسرو خوش نہاد
ہمیشہ تھا مصروف انصاف و داد
بہت اس سے راضی تھا لشکر تمام
رعیت تھی آسودہ و شادکام

یل نامور رستم و زال زر
ہوے شاد و خرم یہ سنکر خبر
وہیں با دل خرم و شادمان
ہوے سیستان سے اِدھر کو روان

جو نزدیک پہونچے تو با صد ادب
گئے پیشوائی کو سردار سب
جب آگے بڑھا قرین رستم نامدار
اٹھا تخت سے خسرو نامدار

کہا یوں سیاوش کا تو جا یہ ہے
ہمارا بزرگ اسے گرانمایہ ہے
مددگار میرا ہو شام و سحر
کہ لوں جا کے ترکوں سے خون پدر

بہم ملکے دونوں ہوے اشکبار
یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ ہوں میں ترا بندۂ کمترین
تو ہے شاہ شاہان روے زمین

ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ
لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیئے
بہت پیشکش لعل و گوہر کے

گئے پیش کاؤس روز دگر
بہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک
بآئین فرخندہ و طور نیک

وزیر و امیران و شہزادگان
گئے سب بزرگان ایران وہان
ملک سے یہ کیخسرو تاجور
کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر

یہ بولا کہ کین پدر جب تلک
نہ لوں شاہ توران سے میں تب تلک
نہیں مجھکو یہاں آرام و خواب
نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب

نہ مسرور میں تخت و افسر سے ہوں
نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہوں
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا
کہ اے پہلوانان کشورکشا

کروگے مدد اسکی تم وقت جنگ
یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا پیشتر ملک افراسیاب
کیا میں نے جاکر تباہ و خراب

اور اب یہ سپہدار عالی گہر
خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران جب
کروں گا تبھی جانفشانی عجب

فریبرز گودرز و طوس گیو
یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یوں کہا
کہو تم تمہارا ارادہ ہے کیا

یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان
کہ حاضر ہیں ہم جانفشانی کو یاں
دیا الغرض اُسکو لشکر تمام
بتایا دلیروں کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایران تھے از رہ کین
کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا وہیں ترتیب فوج کو
بآئین دلچسپ طبع نکو

فریبرز کو با صد و دہ جوان
کہ تھے اقربا اسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سرگروہ فوج پیش
کیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش

جوانمرد گودرز عالی وقار
یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ پسر لیکے ہشتاد و ہشت
جو نکلیں کریں خون سے دشمن کے دشت

مقرر ہوے جانب دست راس
بحکم جہاندار جوہر شناس
وہ گستہم بھائی جو تھا طوس کا
اُسے دست چپ کو مقرر کیا

جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر
ہوے ساتھ گستہم کے سر بسر
نژاد پشنگ دلاور سے آن
نبرد آزما سی و سہ پہلوان

نژاد نوابد دلاور سے بھی
بیجا سی جوان بانشاط و خوشی
صد و ہفت تن تخم گیلاد سے
کہ یکدست با قوت و زور تھے

گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن
نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر ہوے قلب میں یکقلم
بفرمان کاؤس انجم حشم

وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا
اُسے شاہ کاؤس نے یوں کہا
کہ اے پہلوان بیژن جنگجو
نہ ہونا جدا گاہ خسرو سے تو

یہ تھے جسقدر نامور پہلوان
ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہوکے رخصت شہنشاہ سے
وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے

سوے ملک توران روانہ ہوا
معین و مساعی زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران
کیا ہمرہ خسرو کا مرزبان

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس ہمراہ

کلات و خرم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن گلشہر متولد شدہ بود و شبخون زدن پیران و پسر لشکر ظفر پیکر طوس و معاتب شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین
رفاقت میں باپ تیرے کی ناجو
ولیکن سیاوش کا ہی ایک پسر
وہان وہ محل مت کیجیو زینہار
یہ سمجھا کہ طوس وہ فریبرز کو
فریبرز مرد شجاع و دلیر
کیا متصل لشکر طوس جب
نکل قلعہ سے وہیں وہ نامور
کہ جا کے اس سے کہ پرخاش و کین
یہ گفتار سن ریو وہیں گیا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ
پسر کو وہیں اسنے بھیجا ادھر
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار
شتابی سے پس خستہ ہو گیا کو جبر
فرود دلاور کا خالو وہ تھا
گمہزان ہوا ان سے وہ پہلوان
جو شبدیز پر طوس کے وقت جنگ
لگا اسپ پر گیو کے ایک تیر
کہا گیو نے یہ کہ آ کے نجب
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زینہار
فرود دلاور نے اندوہ گین
جہاں لند تھا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ میں ہو کے زخمی جوان
نہ آتی تھی شرم کچھ زینہار
سوا اسکے پھینکے بہت خار سنگ

گیا جبکہ نزدیک توران میں
مقرر کیا گیو گودرز کو
فرود جوانمرد فرخ سیر
کہ میرا برادر ہے وہ نامدار
یہی بات کہ گیو گودرز کو
روان اسکو سمجھا ہوا مثل شیر
یہ سمجھا فرود جوانمرد تب
ہوا صدرہ طوس کا آنکر
ترے ساتھ زنہار ہمکو نہیں
جو پیغام تھا سو مفصل کہا
گیا ریو گشتہ وان بیدرنگ
کہ لائے تھے فرود دلاور کا سر
سپہ لیکے یکسر پئے کارزار
گیا وہ انسے پھر قلعہ میں دوڑ کر
سوار دلیر و تبر دار زما
گیا بھاگ کر قلعے کے درمیان
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دلیر
یہ بیژن نے اسوقت پاسخ دیا
پھر اسنے بیژن پہ آ ادھر سے جو تیر
پکارا پیادہ سدم کہ اے نامدار
خدنگ ایک پھر اور مارا وہیں
یہ بیژن بھی پہونچا وہان مثل دود
لگا کہنے تب بیژن پہلوان
دریغ ایجوان مرد جنگی سوار
ہوا خستہ بیژن بمیدان جنگ

فریبرز سے تب یہ کہنے لگا
تو کرتا ہوا ملک کیسر خراب
کلات خرم میں ہے مسکن کہین
خبردار کوئی نجاوے ادھر
روانہ ہوا خسرو کامگار
وے طوس سو کے کلات و خرم
کریان پھر پرخاش آیا ہے طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو
تو ہٹ جا سر راہ سے اے جوان
نہ ہرگز کیا اسنے کچھ اعتبار
غرض ریو مارا گیا طوس کا
پسر طوس کا بھی ہوا کشتہ وان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود
لیا طوس نے گھیر اس قلعہ کو
کیا طوس نے اسکو آخر زبون
نکل قلعے سے پھر فرود دلیر
جو کشتہ ہوا داماد طوس کا
پسر گیو کا بیژن پہلوان
کہ جبتک نہ اسکو کروں تیغ تو
کیا کشتہ اس تیر نے اسپ کو
تو یک لخطہ تاخیر کر اور درنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر
دلیری سے نیزہ کو جولان دیا
کہ اک تن پیادہ سے بھاگا شتاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
پس کوہ جب مہر روشن گیا

سو دست چپ سے لیکے گروہ فنا
پہونچا اسر تخت افراسیاب
بنایا تھی اک اسنے حصن حصین
کرے اور جانب سے لشکر گذر
سوار ہست با رستم نامدار
شتابان ہوا با فراوان حشم
بعزم وغا فوج لایا ہے طوس
کہ پیش فرود اب شتابان ہو
کہ ہو مشتری پانچ لشکر روان
نہ آیا سر آشتی زینہار
کیا طوس نے اسکے غم سے بکا
یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
نہ پیکار کی تاب لایا فرود
ہوا کے تخوار تب نعم جو
ہوئی فوج تخوار کی غرق خون
مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
کیا پھر وہیں گیو پر وغا
کیا سامنے کرکے گھوڑا دوان
قسم ہے کہ ہرگز نہ یان سے پھروں
پیادہ ہوا بیژن جنگ جو
کہ ہے ساتھ تیرے تمنائے جنگ
ہوا بند جوشن میں پھر آنکر
فرود دلاور کو زخمی کیا
اقامت کی لڑا تو ہرگز نہ تاب
کیا قلعے سے تیر باران وہان
سو خیمہ تب وان گئے بیژن گیا

لگا کہنے یون طوس کیا کر قسم
ہر اک پہر جو گیو کو وقت شب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب
نہین غم کچھ اے مادر مہربان
ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
در دژ شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگجو
اثر کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا
ولیکن کمینگاہ سے بید ریغ
کرا لیوا اے افسوس مثل ...
پھر اپنا شکم کر کے خنجر سے چاک
یہ پہونچی خبر جا کے خسرو کو جب
وہان سے بصد سوگ ...
نکلا پلاسان ہوا گرم کین
نژادہ کو بھیجا برائے نبرد
پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس
یہ جانبر تھا بیژن کہ پھینکا کمند
نژادہ کو وہان سے اٹھا لے گئے
ہوا اوس سے پیران ویسہ روان
سوئے کاسہ رود آئے تورانیان
غرض مست ہو ...
خطرناک بیحد ہوئی سب سپاہ
گیا نامۂ خسرو نامور
بسوئے کلات و خرم پہ گیا
بفرمان کیخسرو نامور
رکھا اسکو زندان مین شام و پگاہ
اگرچہ ہوا ... بیدرنگ
کھینچے ہم بعد یک ماہ جنگ
غرض تب گیا ...

کہ حملہ کنان ہو کے تا صبحدم
پیا آیا نظر خواب یعنے کہ اب
پسر سے کہا قصۂ خواب شب
کہ ہی سب کو آخر فنا بیگمان
سپہ لیکے طوس جوانمرد تب
گئے دژ مین سب کھینچ کر تیغ کین
ہوا اس جوانمرد کے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا یہ پسر
کیا آپ کو اسنے وہ مین ہلاک
خدا جانے کیا تجھپہ آوے غضب
کیا طوس نے کوچ پھر پیشتر
کیا کشتہ بیژن نے اسکو وہین
یکا یک وہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی پھر نہ اسکو ہوس
کرے تا کہ بدخواہ کو اس سے بند
لگا ور پہ اسکو بٹھا لے گئے
پئے جنگ و پرخاش ایرانیان
کہ لشکر تھا ایرانیان کا وہان
دلیران ایران زین وقت شب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
مرے بھائی کو قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھ کر
ہوا آپ سالار یکسر سپاہ
دلیرون کے آسامنے بہر جنگ

کرون فتح اس قلعے کو بیگمان
لگی آگ اس قلعے مین ناگہان
لگا کہنے گلشہر سے یون فرود
اگر مین بھی کشتہ ہوا مثل پدر
ہوا حملہ آور بسوے حصار
یکا یک نیزہ اسدم فرود دلیر
فرود دلاور کو لے اندر و کین
دگر یار یہ جیا سے تھا وہ جوان
تو گفتہ ہوا فرو جنگی فرود
غرض اسکی مان دوڑ کر آئی وہان
وہان آ کے بہرام نے طوس کو
ہو طوس کو زیر چرخ کبود
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا بیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نژادہ گرا اسپ سے ہو جدا
کہا سننے مین گھوڑونکو لیکے دوان
ولیکن نہ پھر جنگ کی لا کا تاب
سواران ترکان لیے چل ہزار
خطر گیو سے بسکہ پیران کو تھا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آ کے شامل ہوا
لکھا تھا کہ ہی طوس تقصیر وار
غرض طوس کو قید کر بھیجو
کہا سخت دشنام بیشمار
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ کہ آ
فریبرز کا جبکہ نامہ پڑھا

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

پچھوڑون کسی کو بھی زندہ یہان
ہوئے سر بسر سوختہ مومان
کہ ہرگز مجھے زیر چرخ کبود
تو کیا چارہ پیش قضا و قدر
دلیری سے لگے کرنے مردان کار
ہوا زرمجا آ کے مانند شیر
رہا اک کبار رستم آ پہر وہین
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
فغان اک اٹھا زیر چرخ کبود
ہوئی اسکے ماتم مین نالہ کنان
کہا کر کے افرین کہ اے تندخو
فراوان غم پور و درد فرود
جوان اک پلاسان تھا وان نامدار
یہ سالار توران نے سنکر خبر
ہوا کارزار منجر یہ تیغ و سنان
پریشان ہوا مغز بدخواہ کا
سواران تورانی آئے وہان
گئے بھاگ کر پیش افراسیاب
نبرد آزمایان مردان کار
تو ناچار بس قصد شبخون کیا
ہزارون گئے قتل ایرانیان
فریبرز کا پر الم دل ہوا
نہ لایا بجا حکم وہ نابکار
خطا کی سزا اسکو اب دیجیو
گیا انجمن مین ذلیل اور خوار
کہ شبخون نہین کار جنگ آوران
تو پیران نے اسکو یہ پاسخ دیا
سپاہی یہان گرز و تیر و تفنگ
ہو لشکر مقابل ہوئے آ کر

اودھر نامداران ایران زمین
ہوئی آتش جنگ افروختہ
کرکے کیو بیژن جو میدان مین
نبرد آزما بیژن پہلوان
وسے اور جانب سے تورانیان
دلیران ہوئے گرم ہنگام جنگ
ہٹا جا سے تھا وان سے گودرز بھی
تو یہ صاحب گرز تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھ وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز اور رستہم جیسے ہم
قدم القرض کرکے ... وہان
پیکار اُس سے پہونچا یہان آپ کو
... آئے وہان
فریبرز نے یہ کہا اُس سے جب
کرون کیا بیان ماجرائے ستیز
روان خون تھا مانند دریائے آب
رہا زندہ گودرز با بست تن
ہوئے کشتہ میدان ہنگام جنگ
رہی ہیک تو اُنکی غالب سپاہ
ہوا سنکے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ پیغمرو اور رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہان مین نرکھو نشان زہیلہ
غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک اُسنے ماتم کیا
شکوہ ... تو کر اختیار

اودھر لشکر ترک جویائے کین
ہوا خانۂ آشتی سوختہ
تو برپا ہوا حشر اک آن مین
جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئے وہان
فریبرز بیروان ہوا وقت تنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
جہان مین بہت شیر کو دیکھی ہے جنگ
یہ پیران ویسہ تو ہے چیز کیا
بچھوڑون مین اگر اسکو میدان مین
لگے کہنے میدان مین کھاکر قسم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا یا بھیج اسے نامجو
کہ غالب ہین اسوقت تورانیان
ہوا بیژن جنگجو پر غضب
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر پہلوانان تھے مثل حباب
ہوئے کشتہ ہفتاد شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی موج ایران سراسر تباہ
زروئے عنایات شاہی شتاب
ترا نام تم نے کیا مرحبا
ادھر لیکے آوینگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز تھا دل سے پر ملال
ہوا اسکو مرگ برادر کا غم
شب و روز آنکھون کو نم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین زینہار

صف آرا ہوئے آکر ہر دو گروہ
مبارز لگے چاہنے کینہ خواہ
ہوا منصرف گیو ناوک فگن
ہوئے قتل ترکان اودھر شمار
ہوئے حملہ آور سوئے قلبگاہ
ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
ولیکن وہین گیو مرد دلیر
نہ ٹھہریگا پیران کے گر روبرو
اگر کوہ ہووے تو کندہ کرون
پھرا تنے مین رستہم آیا دوان
کہ مرجائیے کیجے اب کارزار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن نے جب جا کے اُس سے کہا
مناسب نہین ہے یہ اے نامور
علمدار کو قتل کرکے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان نسل کاؤس رستہم کے
وہ خویشان پیران افراسیاب
سوا اُسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
پئے سروران خلعت پر گہر
بپاس فتح بر صرف قانع نہو
ملاؤ انہین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
اودھر ترک خونخوار تھے شادکام
شتابی روان ہوکے پہونچا وہان
کہا یون کہ مثل پدر بیگناہ
بزرگان ایران و رستم بہم
بیکبار سوگ سے پھر اٹھایا اسے

دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
ہزارون ہی کشتہ ہوئے پیلتن
بیابان ہوا خون سے لالہ زار
گیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا وہین میدان سے بالائے کوہ
لگا کہنے یون اے سر افراز پیر
رہیگی بھلا خاک پھر آبرو
سر سربلندی فگندہ کرون
ہوئے متفق آکے جنگی جوان
نہ منھہ موڑیے جنگ سے زینہار
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھیجوا اون اپنا درفش اب ادھر
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
شتاردم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد والا جناب
ہوئے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
ہوئے بند سے غم کے آزاد دل
پھر آئے سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہان مین نہیں کچھ ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادھر اہل ایران سے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئے اور کھلائے ثریا علم
پہ بزم مسرت جمایا اسے

چھوڑا یا وہین قید سے طوس کو / لگا کہنے پھر خسرو نامجو
تہمتن نے وہین پذیرا کیا / وے طوس خسرو سے کہنے لگا
ملاؤن میں اسکو تو [illegible] / تلافی تقصیر سابق کرون
تو کی عرض رستم نے ای بادشاہ / سزاوار ہے تیرے سر پر کلاہ
جو آوے یگانے فوج افراسیاب / تو مین ہونگا ہمرزم اسکا شتاب
کہ اے رستم پہلوان جناب / پے جنگ پیران خانہ خراب
کہ مجھکو اجازت ہو پھر ایکبار / کرون جاکے پیران کا کارزار
یہ سنکر سوے رستم پیلتن / لگا دیکھنے سرو سالار انجمن
اجازت ہو کافی ہے طوس دلیر / کریگا یہ پیران و ویسہ کو زیر
یہ سن طوس کو شاہ نے رخصت کیا / دیا حکم گودرز کو تو بھی جا

یار دگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحرسازی بازور و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان / ہوا اسسے پیران و ویسہ روان
ہم ہر دو لشکر ہوے گرم جنگ / رہی سات دن جنگ کی غند نگ
جدا ہوکے لشکر سے اپنے گیا / کیا ہم نبردان کے سر کو جدا
کہا وہین گودرز نے طوس کو / توقف ذرا کر تو اے نامجو
کیا گیو جو وڑا کے شبدیز کو / ہوا ساتھ ہومان پیکار جو
نہ تو کچھ ہوا کامران زینہار / گئے پھر سوے لشکر انجام کار
وہان ساحر اک شخص پرزور تھا / کہ بازور تھا نام اس شخص کا
وہان جادو ایسا تو کر ایکجان / کہ ہو بارش برف باران یہان
یہ سنکر سر قلعۂ کوہسار / وہ ساحر ہوا جاکے مشغول کار
نہ گرتا تھا اک قطرہ بھی اور طرف / برستی تھی لشکر میں ایران کے برف
پھر اتنے میں پیران کی سپاہ جہان / ہوے حملہ آور یہ فوج گران
ہر اک جا تھی برف اور جاری تھا خون / سواران ایران پڑے تھے نگون
الٰہی تو کر فضل احسان شتاب / کہ تا دور ہو برف باران شتاب
کوئی غیب سے مرد فرخ سیر / رہام دلاور کو آیا نظر
یہ دیکھا تو گھوڑے سے وہین اُتر / پیادہ گیا قلعۂ کوہ پر
جو اس مرد نے جاکے اندر کمین / پس پشت ہاتھ اسکے باندھے وہین
ہوا قید جسدم وہ خانہ خراب / ہوئی دور وہ برف باری شتاب
ہوا دن تمام اور دونون سپاہ / گئی رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
ولے تھی شتاب اقامت یہان / کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
غرض باول پر غم و اضطراب / گئے سوے کوہ ہماون شتاب
سر دامن کوہ طوس دلیر / ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
یہ پیران سے ہومان نے اسدم کہا / کہ محصور کرنے سے کیا فائدا

گیا کرکے یلغار نزدیک جب / مقابل ہوا آکے پیران بھی تب
ہوا آٹھوان روز جب آشکار / تو میدان میں ہومان دلاور سوار
بہت گرد ایران ہوے کشتہ جب / کیا طوس نے قصد پیکار تب
کہا گیو سے پھر کہ ای شیر مرد / تو ہومان سے اب جاکے ہو ہم نبرد
کبھی گرز تھا گاہ تیغ و سنان / لڑے خوب باہم وہ دونون جوان
دلیرون نے پھر تیرباران کیے / بہت پہلوان انکے بیجان کیے
لگا کہنے پیران کہ اب زود تر / یہان سے تو جا قلعۂ کوہ پر
ولے کچھ نہ تیر کو نکو ہوے ضرر / تبہ ہوئین ایرانیان سربسر
ہوا ابر تیرہ نمایان وہین / ہوئی بارش برف باران وہین
ہر اک جوش سردی سے تھا کانپتا / ہوے سب کے بیکار وان دست و پا
بہت قتل ایرانیون کو کیا / ضرر برف سے کچھ نہ پہونچا خدا
بصد زاری و عجز پیر و جوان / لگے مانگنے یہ دعا ہر زمان
قرین اجازت ہوئی یہ دعا / کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کہ انگشت سے وہ خجستہ شعار / کیا سے یہ اشارہ سوے کوہسار
وہ ساحر تھا ازبسکہ مشغول کار / نہ تھی کچھ خبر اسکو وان زینہار
کہا پھر یہ اس سے کہ ہان زود تر / تو اس برف باران کو اب بند کر
اتر کوہ سے پھر گیا پیش طوس / اسے قتل لاکر کیا پیش طوس
پھر آیا سحر ہوکے پیران سوار / ہوا آکے آمادۂ کارزار
زبون ہوکے ناچار سوے عقب / وہ لڑتے ہوے ہٹتے آئے کہ جب
حصار ایک تھا کوہ پر استوار / کیا زخمی و خستہ نے وان قرار
دوان آئے ترکان پیکار جو / کیا آکے محصور وان کینہ جو
سر راہ مسدود مت کیجیے / بس اب مرحبا وین جانے ادھر دیجیے

پسند آئی اسکو یہ گفتگو
خوشی سے دلیران ایران دیار

کہ تھا ہر سر کینہ و مکینہ جو
اسے صرف کرنے تھے لیکن نکو

بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا
بد اندیش سے باسنان نہ تنگ

مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا
دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنگل دو پہلوان و خاقان چین با لشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر
یہ سنکر ہوئین رستم پہلوان
یہ گودرز سے طوس کہنے لگا
جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد کیجے
تہمتن کے لینے کو آیا ہوں مین
بہت اسکی رستم نے دلجوئی کی
یلان سرفراز ایران دیار
ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی
لکھا اسنے تھا شاہ توران کو
کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار
سپہدار توران نے دو پہلوان
سرفراز گردان چین و ختن
روانہ کئے اور بھی کچھ سپاہ
نہ تنہا گئی فوج ترکان چین
شتابی سے پیران کے شامل ہوئے
وہین پیش کاموس پیران گیا
یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند
تو بس لاؤن رستم کا دم ناک تک
ہمکنار سنکر ہوا شاد دل
تو چھیلان نگہدار تورانیان
تو تھے قلب مین با سپاہ گران

کہ محصور ہے طوس والا گہر
ہوا سوئے کوہ ہمایون روان
کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا
کہا پھر کہ اے پہلوان جہان
غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ
ملا جب تو یہ عقدہ لایا مین
گئے قلعے مین پھر بفرط خوشی
یہ بولے کہ اے رستم نامدار
ہوئی اسکے آنے سے سبکو خوشی
کہ کرکے زبون فوج ایران کو
نہین تاب جنگ انہین ازینہار
لیے سوئے کوہ ہمایون روان
توانا و یل افکن و پیلتن
کرے تا ایرانیون کو تباہ
روانہ ہوا آپ خاقان چین
پے جنگ و پرخاش مائل ہوئے
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
کہ آگے مرے تیغ اسکی ہے کند
ملاؤنہین سب رستمی خاک مین
ہوا بند سے غم کے آزاد دل
تو ہم با مددگار یاری رسان
رہے تا قوی پشت جنگاوران

تہمتن کو کرکے طلب یون کہا
گیا کرکے یلغار نزدیک جب
شتابی سے آئے بفرط خوشی
تو ایرانیون کا ہو پشت و پناہ
پھر آئے بہم سوئے در پہلوان
رہا مین حفاظت کو دنگی یہان
تہمتن سر تخت بیٹھا وہان
ہوئی زندگی تم سے آئے یلان
خبر لاؤن پیران کے لشکر کی آج
کیا مین نے محصور کے بادشاہ
جو فوج اور ہیبون تو انکو شتاب
جوانمرد کاموس شنگل دلیر
سو آسکے خاقان چین کو لکھا
بہم مسکہ دونون مین اخلاص تھا
تہمتن سے پہلے یہ ہو پہنچے یہان
غرض آ کے جب رستم پہلوان
کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر
تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر
جو میدان مین جاؤن مین دو ڈرا ہیون
کیا پھر وہین پیش خاقان چین
سحر کرکے مین صف آرا جنگ
لگا کہنے پیران سے خاقان چین

کہ یا وہ ہو تو جائے اب طوس کا
ہوا خرم و شادمان طوس تب
تہمتن سے جاکر ملاقات کی
یہان تھے نہایت سبھی ہم تباہ
در در تنگ طوس جنگی جوان
نہ تنگ آسکا ہم سے پیشتر سے جوان
ہمین ویسا آسکے سب پہلوان
دگر نہ تھی ہمکو امید جان
کرون مین بیان آکے احوال سب
ہر اک در زمین لی ہے انھون نے پناہ
کرونہین ہلاک و اسیر و خراب
دلیری سے بیٹھے کے غرندہ شیر
کہ پیران کی امداد کو خسروا
کیا پاس خاقان نے اخلاص کا
کہ تورانیان ضمیمہ تیغ جہان
ہوا شامل فوج ایرانیان
مقابل نہین جسکے غرندہ شیر
مرے سامنے آوے سینہ کہیج
کرون غصہ کو سر بسر بحر خون
کہا اسنے اے شاہ روے زمین
کرون قافیہ فوج ایران کا تنگ
پے بندم مہلت ہی ترکان چین

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
اُدھر آگئے پیران خاقان ہم
خروشان ہوئے کوس ترکی وہان
وے یاد وہین خدا کو کب
کہ تھا اشکبوس اُس دلاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر زنگ کی بھی نہ ضرب
ولی اسقدر گرز کاری لگا
جو زخمی ہو وہ نام آور پھر گیا
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
پھر اشکبوس نبرد آزما
نہ اک تیر بر سر ہوا کارگر
ہوا اُسکے سینے پہ کیا کارگر
جو دیکھا کہ ہی برق خونابہ بار
تو اے گرد پیران کہے تھا درست
خجل سے نہ آیا کوئی نامور
کیا رات کو سب نے آرام خواب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
تہمتن سے لیتا ہی ازرہ کین
کیا اسپ کو سوے میدان روان
تہمتن کا شاگرد الواے یل
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
وہ بولا کہ جب صید آوی نظر
تہمتن نے شتابی چھوڑا اُسے گیا
کیا زور کاموس و رستم نے جب
کہ شبدیز پر اپنے ہوکر سوار
ہوا اُسکا گھوڑا وہان سے فرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین

کیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
ادھر رستم و طوس انجم حشم
ہوئے گرم پیکار تند آوران
ذرا دست نہ اندیشہ کو دل مین جا
دلیر و جوانمرد مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پھر اُس مرد جنگی نے ہنگام حرب
کہ توڑی تھا سپر سر کو خستہ کیا
تو اُس ترک نے یہ ارادہ کیا
لگا کہنے اُس ترک سے یون دلیر
سو بیلتن تیر باران کیا
کمان لیکے رستم نے پھر زود
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر
کہ رستم ہی مرد توانا و چست
مقابل تہمتن کے با کر و فر
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب
کہ اے نامداران ترکان چین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
دلیرانہ جاکے پکارا کہ ہان
کہ ہے جنگ اُسکو نہ پڑتی تھی کل
تو الواے جنگی نے دی اپنی جان
مجھے مت سمجھ اشکبوس ایجوان
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
ہوا اُس سے وابستہ سر رخش کا
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
کرو تھین تہمتن سے پھر کارزار
لیا فوج خاقان نے ہیبت سے قرار
سواران ایران نے ازرہ کین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئے لشکر آرا القصد و غا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکون سے اک کینہ خواہ
گیا ہان سے رہام جنگی سوار
جوانمرد جنگی نے ازرہ کین
اُٹھا گرز بارا جو بالاے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ
طرف اپنے لشکر کے موڑی عنان
گھبرا رہا کہ پہونچا تہ ہم نبرد
ولے آتی تھی دشت سے بیلتن
رہا تیر جب سوے دشمن کیا
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
یہ بولا کہ جون رستم بیلتن
نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
تو میدان مین گردان نکلا یہ جو
کہو کون سا آج جنگ آزما
کہ رستم سے کرتا ہو یکجائی جنگ
شتابان ہوا سے رستم نامدار
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
دوان کرکے میدان مین تب رخش کو
ڈرو تم نہ ہرگز ترے شور سے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند
یکایک ملی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوا جبکہ کاموس زین سے جدا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار

دلیرون نے کینے پہ باندھی کمر
گیا تا فلک شور فغان بوق کا
گیا سوچ مین رستم نامور
شتابان ہوا سکو ناورد گاہ
ہوا جاکے آمادۂ کارزار
مگر ترک پر گرز مارا وہین
اُٹھا اُسوقت وہ رہام نے اک تبر
گیا وان سے رہام پھر سوے کوہ
کہا سنکے یہ وان رستم پہلوان
مقابل ہو پھر کہ اگر تو ہی مرد
کہ لرزندہ تھا دست تار و کمان
مہ و مہر نے تب کہا مرحبا
ملا جسم اُسکا تو خون و خاک
نہ دیکھا کوئی ہم نے ناوک فگن
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
گئے ہر دو لشکر سوے خیمہ گاہ
صف آرا ہوے آنکہ ہر دو گروہ
عوض اشکبوس جوانمرد کا
یہ کہکر شتابان ہوا بیدرنگ
مرے ساتھ کر آنکے کارزار
ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ
ہوا نعرہ زن رستم جنگ جو
کرون آج تجھکو زبون زور سے
رہائی سو رستم از ہر گزند
ہوئی رخش کے سر مین جو آکے بند
ولے اُسنے پھر یہ ارادہ کیا
کیا قتل نخجیر سے پاے بند
کشان لیگیا رستم شیرگیر
ہوا پھر شتا آمادۂ کارزار

سنو آگے خاقان رستم کی جنگ
ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
لگا کہنے خاقان سے اسے تاجور
یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
کروں تجھ اسکو اسیر کمند
تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
تو بخشوں تجھے سیم و زر بیشمار
پکارا کہ اے رستم سرفراز
کروں مثل کاموس تجھکو ہلاک
جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گزار
علم کر کے شمشیر کو بعد ازان
ہو نکلا تہمتن نے یکبارگی
یہ پھرتا تھا تیغ برہنہ بکف
وسے بعد دیر آکے ہومان یہان
وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
نکرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
وہ بولا کہ اے رستم ذیشعور
یہ سنکر وہ ہومان پیش پیران گیا
وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
اسے منع خاقان چین نے کیا
کہا سنکے ہومان نے ای شاہ چین
جو صحرا و دریا میں ہو گرم جنگ
نہو رزم ساز اس سے افراسیاب
دگر بار پیران بعجز و نیاز
بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
بہت کی ہے میں نے پرستندگی
یہ سنکر لگا کہنے وہ پیلتن
کہا پھر یہ پیران سے ای نامدار

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

سو خاقانہ لشکر روان کیجیے
تو بیدل نہوا سے یل ارجمند
کرونگا میں سحر کہ نشان خدنگ
بہت دوں تجھے گوہر شاہوار
مرے ساتھ ہو آنکے رزم ساز
زمین کو کروں جسم سے تیرے پاک
سپر سر پہ لایا وہ مرد نامدار
تہمتن ہوا اس سے جنگش روان
جو کھینچی پکڑ کر دم بارگی
لپستاں ہزبر ژیان ہر طرف
لگا کہنے رستم سے ای پہلوان
کہ ہوتا نہ ترکوں سے تو گرم کین
تو ہوتا مرا سینہ کینے سے پاک
کسی طرح لیں سیاوش کا عوض
یہ ہومان نے پیران سے جا کر کہا
اٹھایوں کہ اے شاہ ترکان چین
خردمند ہومان سے پھر یوں کہا
تہمتن سے پیکار لازم نہیں
مقابل نہو اسکے شیر و نہنگ
کہ البرز ہی نام سے جسکے آب
لگا کہنے یوں ہی شہ سرفراز
تو جانیکی دی شہ نے پروانگی
کہا اس سے پیران نے یوں بعد ازان
فراوان ہے میرا حق بندگی
کہ خالی نہیں صدق سے یہ سخن
کروں میں تعمیل اب تجھسے عہد استوار

ہمیں تاب پیکار رستم نہیں
پھر اتنے میں اک گرد جنگش نام
لگا کہنے خاقان کہ اے جنگجو
غرض جنگش گرد روز دگر
گیا رستم گرد خندہ کنان
جو نامرد جنگش نے لی کمان
ولیکن سپر سے کند بید رنگ
وہ ہیبت سے اسکی گریزاں ہوا
تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
نہ زنہار ترکان کو برباد کر
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
لگا کہنے رستم کہ پیران یہاں
تہمتن نے تجھکو کیا ہے طلب
بلاتا ہے اب رستم پہلوان
تو کیوں پیش رستم گیا تھا مگر
کہاں تاب ہے لشکر شاہ کو
تہمتن ہے یل افگن و پیلتن
یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
کہ خسرو نام بردار کا
رہا قتل سے میں نے اسکو کیا
ولیکن دو رویہ ہے ای نامجو
کہ فرمانبری سے نہ میں پھروں

ذرا دیکھو دور زمانے کا رنگ
تو پیران ویسہ ہوا سہمناک
سپاہ اپنی بیدل ہوئی سربسر
کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہیں
یہ کہنے لگا ای شہ ذوالکرام
کرے قتل رستم کو میدان میں تو
دلیرانہ میدان میں آن کر
کہا تجھکو لائی ہے اب موت یاں
گیا تیر سوے تہمتن روان
ہوا بند جوشن میں جا کر خدنگ
عقب اسکے رستم شتابان ہوا
اسے قتل رستم نے دم میں کیا
سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا
وصیت تو سہراب کی یاد کر
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا
بجا ہے جو ہوں مجھسے گرم ستیز
اگر آوے تو راز دل ہو عیاں
تو جا پاس اسکے بہتر ہے اب
جو ہووے اجازت تو جاؤں وہاں
ترے دل میں ہے اس سے خوف و خطر
کہ ہو ساتھ رستم کے پیکار جو
سوار جہانگیر لشکر شکن
کیا دور ہومان کو وان سے وہیں
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے
بہت دل میں اندیشہ کرتا ہوا
یہ مخلص بھی ہے بندۂ باوفا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
اسیر بلا اس سبب سے ہے تو
رہوں تابع حکم شام و سحر

تو کر صلح موقوف کر عزم جنگ
کیا تجھکو اسواسطے یان طلب
حوالے کرے میرے افراسیاب
جو خسرو کرے سر کو اُسکے جدا
ولے پاس خاطر ہی تیرا ضرور
سنا جبکہ خاقان نے احوال یہ
کیا عرض شنگل نے اے شہریار
یقین ہی کہ کوئی یل کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش بے عقل و ہنگ
گیا سوے میدان ہو نعرہ زن
کمر مین مخالف کے از روے کین
وہ اُٹھکر پیادہ گریزان ہوا
سلامت وہان سے اُسے لیگیا
دلیری مین یکتا ہی وہ شیر مرد
عبث تھی وہ مجلس مین لاف و گزاف
شہ چین نے شنگل کو انجام کار
ہوے گرد رستم کے یکسر سوار
آئے پھر دلیران پیکار جو
نہو اُسکے انبوہ سے بیمناک
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی
ہوا سادہ داماد کاؤس کا
مقابل ہوا آکے پھر کاک سال
دہن سے نکلتا تھا رستم کے کف
تہمتن کو از بسکہ تھا جوش کین
جہان پہلوان رستم کینہ خواہ
سواران چین بسکہ کشتے ہوے
پیام اُسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دیہیم زر

نکر اسقدر فوج توران کو تنگ
مری بات سن گوش جان سے تو اب
زر و مال بھی دیگا مجھے بیحساب
تو خالی ہو کینے سے دل شاہ کا
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور
لگا کہنے گردان چین سے یہ تب
نہین صلح منظور یان زینہار
کرینگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہی پھر جنگ اُسسے پگاہ
کہ مجلس کا اُسوقت تھا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا بند رستم نے نیزہ و مین
سو لشکر چین شتابان ہوا
یہ شنگل نے خاقان سے جا کر کہا
نہین کوئی اُسکا یہان ہم نبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہی مفت
سواران جنگی دیے شش ہزار
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار
اِدھر سے بھی رستم کی امداد کو
کرد کوشش و جہد بیخوف و باک
قیامت وہان اک پدیدار تھی
تہمتن سے اگر نبرد آزما
ولے اُسسے غافل کہ آیا زوال
کیے کشتے صد ہا گیا جس طرف
ہوا حملہ آور سوے شاہ چین
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
جو صحرا مین کشتونکے پشتے ہوے
نہو گرم پیکار بس صلح کر
مرصع وہ اورنگ و گنج و گہر

وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہی بہم صلح ہو
کہ کیخسرو نامور کے حضور
تو یہ جانتا ہی ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
کہ اے نامداران لکھو تم شتاب
بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
جو یہ بات شنگل سنی کہنے لگی
ولے دل مین پیران کے تھا پیچ و تاب
غرض شنگل گرد روز دگر
رکھون ہو مین تجھسے منا جنگ
اُٹھا کر گرایا اُسے خاک پر
ہوا اُسکے دنبال رستم دوان
کہ رستم کے آگے ہین سب گرد پست
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب
وہ بولا مرے ساتھ گر ہو سپاہ
دگر بار شنگل بقصد وغا
ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
دلیرون سے کہنے لگا پہلوان
بگرز گران اب ستیزہ کرو
بپا پئے تھی یون ضرب گرز گران
خروشان ہوا لیکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالاے سر
وہ شنگل کہ تھا گرد جنگ آزما
سواران ایرانیان یکہزار
ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان
جو رستم کی دیکھی دلیری وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو
یہان بھیجدے اب کہ ہی یہ تمام

تری بات کا ہی مجھے اعتماد
تو گر شیبور مفسد دہر کو
روانہ کرون پھر ہو یہ عاشقی ور
نہین صلح منظور ہرگز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی یہ بات کا کیا جواب
بفضل خدا یان ہین بسیار گرد
تو سب نامداران نے تائید کی
نہ دیتا تھا اسبات کا کچھ جواب
دلیرانہ ہو کر سوار اسپ پر
گیا سامنے وہ گرد پولاد جنگ
کیا چاہتا تھا قلم اُسکا سر
ولے آنکے لشکر چینیان
بجا ہی اُسے کہیے گر یل مست
لگا کہنے یون کیا ہوا تجھکو اب
تو پھر جائے رستم سے یون کینہ خواہ
سو رزم گہ لیکے لشکر گیا
بیک تیغ وہ نیزہ کرتا قلم
کہ اُس جنگ سے یان نہین کچھ زیان
سر چینیان ریزہ ریزہ کرو
کہ جسطرح سے تیک آہنگران
کہ سادہ نے دی داد مردی کی جان
تو بس ہو کے بیدم گرا خاک پر
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا
گئے ہمرہ رستم نامدار
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان
جو خاقان کو ہی صلح کی آرزو
سزاوار کیخسرو ذوالکرام

غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
ہوئی بارش تیر ہر جست پر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
غرض لشکر چین گریزان ہوا
نہیں اک وتیرے پہ یہ دور چرخ
نہ پیل و نہ اورنگ سرکار تھا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
گریزان ہوئے سب کو تورانیان

پہ سے یہ بولا کہ اندر کمین
تہمتن کا ہر گام تھا نیشتر
لیا باندھ ایرانیون نے وہین
سو کشور چین شتابان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہے جور چرخ
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
یورش کر کے ہر چار سو گھیر لو

گروہ ہمراہیان سو پہلوان
پہونچے جو رستم نے پھینکی کمند
زد و کشت سے صدمہ ہوئی بیقرار
شہ چین کا اسباب و زر وان جو
زمانے کا ہر دم ہے رنگ دگر
اسے طوس کے پاس لایا کشان
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام

دلیرانہ ہو گرم پیکار سرپاسبان
تو دنیا تھا گے سرنگون ہوئی جا بجا
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
سواران ایران نے غارت کیا
کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
دلیرون نے پھر رستم پہلوان
ہوا جا کے آسودہ لشکر تمام
نہ ہرگز رہا وان کسی کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برائے جنگ

افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان و فتح فیروزی

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
سپہ سے لگا کہنے رستم کہ واہ
سواران ترکان کو فرصت ملی
یہ کہکے کیا مال غنیمت کو
کیا ایک جا سب وہ اور آ کے حضور
فرامرز کو خلعت و زر دیا
سپہ طوس کو دیکے پھر وہ رہا
روانہ ہوا آگے افراسیاب
اسے شاہ نے یکدست کھائی شکست
ہوا پر الم سنکے افراسیاب
کہا یہ کہ مردان جنگ آزمان
کہ رستم کو دے جا کے جنگ
بہت جنگ میں آزمایا اسے
غرض قتل بخواہد دشوار تھا
ختن کا سپہدار پولادوند
بہم شاہ توران و پولادوند
تہمتن بھی ہمراہ تھا رہ نورد
وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ
سپہدار توران سے کہے جب متصل

مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

بیابان سے بے رنج و غم راہ لی
روان پیش کیخسرو نامجو
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
اسے مورد لطف و احسان کیا
کہا شاہ نے یون پہلوانون کے نام
تہمتن کیسے تاکہ اسکو خراب
کیا سربلند اونکو اور رستم نے بیت
بہت دل کو اسکے ہوا انصرام
کمک چین سے ناحق طلب کی تھا
ملا وہین اسے خلک میں سپید
کسی نے شہ ارجمند دیا یار سے
نہیں سہل یہ کام تمہارا ہے
دلیر و ہنرور و مازندہ بند
سو لشکر رستم ارجمند
تو قوت لشکر کا تھا وہ شیر مرد
عدم کی ہوئے راستے ای عوض بیج
ہوا نیمہ تن رستم شیر دل

سلامت گئے حیف تورانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
ہوا شاد کیخسرو نامدار
تہمتن کو بھی خلعت بے پر گہر
وہ جیتے گئے گردان جنگ آزما
حضور سپہدار توران دیار
شہ چین کو میدان سے نبرد
کیا نامدار و نکو اسنے طلب
یہ سمجھا کہ میں مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہے لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز تیغ و تبر
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
ختن میں دوان ہو کے پہونچا شتاب
شتابان ہوا با سپاہ گران
کہیں راہ میں ایک آیا حصار
وہ حصن متین فتح جب دم ہوا
تو سالار ترکان سے پولاد

تو کوئی نہ ترکون کا دیکھا سوار
تہمتن شب جو سیل آ رہا
رہے خواب غفلت میں بے زبان
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج
شگفتہ ہوا دل برنگ بہار
ہوئی عنایات با گنج و زر
ہر اک کے لیے خلعت و زر لیا
کیا جا کے پیران نے شہ کو شکار
کہ پیران گیا رستم شیر مرد
کہا یون کہ یان مصلحت کیا جو ذرا
فرا حکم ہوے تو اب ... تر
توانا و زور آور و پیلتن
بد بیر خدا اسکے ہو کار گر
طلب پھر ادا اسکو کیا
ہوا غافل شاہ افراسیاب
دلیران و گردان و جنگی جوان
کہ وان کرد کا قور تھا قلعہ دار
روان ہو کے شیروان سے رستم ہوا
لگا کہنے یون ای شہ ارجمند

جو شب گذری اور صبح ہوا آشکار
مبارز طلب آنکے جب کیا
یہ چاہا کہ لیجاوے کھینچ کر
ہوا شاہ کا بند بازو و سر
ہوا سو گردان جنگی دوان
تو میدان میں زخمی ہوے بہر تن
ہوے ہاے زخمی نبرد پہ سر
کمند آکے رستم نے جب کی رہا
گیا اور رہا جو اس گرز کو
وے درد سے تھی نہ تاب سقدر
وہ طاقت مجھے بخشی ایجان
نہ دشمن میں لیکن اثر کچھ کیا
وے کھاکے یہ ضرب گرز گران
پڑا سے واسطے اس گرز کے جسم پہ
تہمتن نے سنکر نہ بیرا کیا
کرے آکے پیمان و عہد اسکا
سپہدار توران گیا پھر وہان
رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان
رہا ہاتھ سے تیرے گر ہوویگا
ہوے دونون مصروف کشتی
اٹھا کر جو پٹکا اسے خاک پر
یہ سمجھا وہین رستم ارجمند
کہا جاکے اسے شاہ افراسیاب
رہائی مجھے اس سے ہوتی ہی کب
تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین
یہان ہے ہمین کچھ بھی حاصل نہین
لگا کہنے پیران شاہنشہا
مناسب نہین ہے توقف یہان

کروں جاکے رستم سے مین کارزار
سپے جنگ تب گیو جنگی کیا
کہ آتنے مین یہ حال کرکے نظر
ولیکن کیا شہ نے زور قدر
کیا اسنے زخمی وہین بیدازان
تو گودرز با خاطر پر محن
شتابی سے تو جاکے امداد کر
تو شاہ ختن نے چھوڑا سر بسا
تو رنجیدہ ہوا رستم نامجو
رہا جو کرے زخم بدخواہ پر
کرون تاکہ بدخواہ کو ابہون
جو شاہ ختن دل مین کہنے لگا
نہ ہرگز بزارین سے پہلوان
ذرا بھی نہ ہرگز ہوئی کارگر
ولیکن پیا سوقت اسنے کہا
نہیں ہے کوئی سوار
تہمتن نے اس سے کیا یون بیان
نہ وہ پہونچے آدمی دوسرا
زمین پر گرے جو پہلوان
تو پھر کام دشوار تر ہوویگا
لگے کرنے ہردم وہ کشتی بہم
تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
کہ بس مر گیا شاہ پولادوند
نہین زینہار آدمی کی یہ تاب
ہوا مکر و حیلہ سے جان بر بن آب
ہوا گرم بازار پرخاش و کین
بھلا کسلیے ہوجیے گرم کین
لیکے شاہ ختن آہ گیا
سو خانہ بس ہو جیسے ارشاد ان

غرض دوسرے روز وقت پگاہ
رہا کرکے شاہ ختن نے کمند
زنام اور پیران نے جا کر کمند
کہ وہ مین کشین تو ٹوٹ کر کمند
پہونچکر بیک ضرب شمشیر مین
گیا پیش رستم وہ نالہ کنان
یہ سنکر گیا رخش پر وہ سوار
جو خالی گئی پہلوان کی کمند
ہوا خون روان سر ہوا درد مند
ہندا سے تہمتن نے کی التجا
پھر اسنے یہین پولاد نے اسکو
کہا افسوس ہے دل یہ وہ گرز بھی
مری تیغ بران تھی خارا شگاف
پھر اسنے کیا میل کشتی وہان
کہ افراسیاب دارا و رکوبان
غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا
شہا عہد و پیمان یہ باہم کو
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن
خدا جانے اسکا وہین کیجیو
گیا کہکے افراسیاب دلیر
کیا زور رستم نے انجام کار
وے دم چھوڑا یا بدانہ بشیر
گیا یہ سکوت رخش تا ہو سوار
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد
عقب اسکے پہونچا جو گرد دلیر
لگا کہنے لشکر سے پولادوند
چلو پھر بسوے دیار ختن
ہوئی اس سبب سے یہ بید سیاہ
غرض شب کو وہان تھے جمع قصہ مختصر

دلیرانہ آیا سو رستم کا
کیا پہلوان گیو کے سر کو بند
رہائی سو شاہ پولادوند
حملہ کرکے پھر تیغ پولادوند
کیا خستہ بس گیو کو بھی وہین
کہا یون کہ اے پہلوان جہان
سو سنکر رستم نامدار
تو گرز گران لیکے پولادوند
رہا زین پہ تھا تم ملا ارجمند
کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا
روان تیغ کی کرکے کہ تو پر
کہ لرزان سدا جس سے البرز ہے
دوپارہ کرے سنگ و آہن کی شاخ
تہمتن سے کی خواہش ال عیان
طلب کیجیے تاکہ اے پہلوان
کہ رستم نے دم اپنا کیا
کہ ہٹ جائے لشکر عقب سر بسر
پھر آہستہ آکر شہ پیلتن
توقف کو تم راہ مت دیجیو
فرود آئے گھوڑے سے وہ پاک تن
کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار
کیا مار بدخواہ بدکیش نے
کہ پیران ہوا اٹھکے وہ شہریار
حضور آسکے ہی کوہ البرز گرد
تو گردان توران برسائے تیر
کہ تخت زر و گنج و نام بلند
پہ کہکر گیا شہریار ختن
نہین سوچے یہ کار نائل سیاہ
کہ پیران ہوا شاہ افراسیاب

لگا ہاتھ رستم کے بھی مال و گنج
بفتح و ظفر لیکے پھر مال و زر
سو اُسکے سب مال مغرور تھی
کہیں قصہ اب اور با آب و رنگ
ہوا جشن آراستہ ایک روز
امیران و گردان ایران دیار
کہین جو امن دشت سے آگیا
تعجب ہی حیرت کا ہے یہ مقام
کہ ہے ایک اکوان دیو لعین
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا
نہین اور کو تاب ہے زینہار
سو گور خر جا کے پھینکی کمند
کیا چاہیے تھا خصم اُسیر رہا
غرض اسطرح سے وہ دیو پلید
بروز چہارم سوار دلیر
زمین کو شتابی بریدہ کیا
کہ دریا میں پھینکوں میں یا کوہ پر
کہا دیو نے پھینکدے کوہ پر
گرا جبکہ دریا میں تب بیدرنگ
ز روے دلیری علم کر کے تیغ
شنا ور تھا یکدست سے پہلوان
سلاح و لباس اپنا کر خشک وان
جوانمرد کا رخش چرتا تھا وہان
سپہدار توران کا گلہ بان
خبر پا کے چوپان افراسیاب
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے
بھلا کسلیے تم مقابل ہوے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوے
سوے تھا وہ منزل بمنزل روان

مبدل ہوا ساتھ عشرت کے رنج
گیا پیش کیخسرو نامور
تہمتن کو بخشا بفرط خوشی

تہمتن نے ہر اک کو با صد طرب
ہوا شاد کیخسرو نامجو
کیا بیژن و گیو کو پھر طلب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشتہ شدنش از دست رستم

حضور اُسکے حاضر تھے سب نامدار
کئی اسپ کو اُسنے ضائع کیا
کہ آکر کیا گور خر نے یہ کام
سر چشمہ صحرا میں مسکن گزین
تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا
یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار
وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند
نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
گہے تھا نمایان گہے ناپدید
ہوا اور صحرا میں آرام گہ
اُٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا
جو ہو خواہش دل بیان مجھسے کر
کہ تا استخوان ریزہ ہوں سر بسر
سو رستم گرد دوڑے نہنگ
لگا قتل کرنے اُنھیں بیدریغ
بدست دگر تھا ستیزہ کنان
ہوا پھر سوے دیو اکوان روان
ہوا پھر سوار اسپ وہ پہلوان
کہیں اپنے گلے کو لایا وہان
سو رستم گرد آیا شتاب
نبرد آزمائی مرا کام ہے
عبث سوے پیکار مائل ہوے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوے
کہ ترکونکی پہونچی سپہ ناگہان

کہا ایک چوپان نے وان آنکر
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور
یہ سنکر وہین سو بدان کمن
ہوا دشت میں آشکارا آنکر
کہ اے پہلوان رستم پیلتن
وہین لیکے گرز و کمند و سنان
پھر اک دم میں پیدا ہوا وہ لعین
یہ سمجھا تہمتن یل پیل زور
رہا تین دن تک تہمتن خراب
گیا خواب میں جبکہ وہ پہلوان
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر
اُسے دیو ناپاک نے پھر وہین
جوانمرد اُسوقت لایا پناہ
یل پیلتن خوب تیراک تھا
بعون عنایات لطف خدا
یہ اُس چشمہ پر رفتہ رفتہ گیا
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن
اُسے دیکھکر رستم نامور
تمہارا جو ہے شاہ افراسیاب
یہ کہکر وہین کھینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر
خبر پاکے رستم کی اک نامدار

کیا ملک توران کو تقسیم اب
دیا گنج و زر رستم گرد کو
وہ توران سے آئے سپہ لیکے سب
سناؤن میں اکوان و رستم کی جنگ
سر تخت خسرو تھا جلوہ فروز
کہ گلے میں اسپان کے اک گور خر
نہیں زور میں ہمسر اُسکے گور
لگے کہنے یون پیش شاہ زمن
وہی دیو ہے صورت گور خر
ترا کام ہے کشتن اہرمن
تہمتن ہوا اُس سے صحرا روان
یہ دوڑا وہین کھینچکر تیغ کین
کہ ہے بیگمان دیو اکوان یہ گور
نہ آرام تھا دنکو نہ شب کو خواب
تو پھر آنکے دیو اکوان نے وان
لگا کہنے تب اُس سے یون اہرمن
کہ بر عکس سے کار دیو شریر
دیا پھینک دریا میں از روے کین
سو آفرینندۂ مہر و ماہ
دلیر و جوانمرد بیباک تھا
کنارے پہ پہونچا وہ جنگ آزما
کہ گھوڑوں کا یعنے چراگاہ تھا
وہان اُسنے گلے کو رکھا نہ تھا
سو خسرو خسروان زمین
خروشندہ وان مثل چون شیر نر
کیا اُسنے اُسکو تباہ و خراب
کیا قتل کتنوں کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے آمد پیل جنگی ہزار

کیا لیکے یلغار ہر نبرد
کیے کشتہ بھر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردۂ فوج توران دیار
طرف سے تھا خسرو کے اک راہدار
روانہ بسوے بیابان ہوا
کہا دیکے سوگند گر تو ہے مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
رہی بزم عشرت وہاں چند روز
مگر دل میں ہی آرزوے وطن
دو منزل گیا اُسکے ہمراہ شاہ
لکھوں کیا میں ہے یہ عجب داستان

مقابل ہوا آسکے وہ شیر مرد
سہل نامداران ہو ہنگام جنگ
ہوا جادہ پیماے دشت توار
گیا پیش اُسکے وہ جنگی سوار
پئے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو واں دیو آسامنے کر نبرد
لگا کہنے رستم سے کرکے غریو
کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھکر
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
مہیا تھا اسباب سب عیش کا
رہا دور جام مے دلفروز
مجھے کیجیے رخصت بسوے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

کیے کشتہ گردان بہت تیر سے
سوارونکو یکدست کرکے تباہ
بفتح و ظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند
پہونچکے سر چشمہ وہ پہلوان
نہیں کار مردان پیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہوکر رہا
بیک ضرب گرز گران پیلتن
رواں ہوکے پیش شہنشہ گیا
طلب کرکے سیم و زر بیشمار
بہم خسرو و رستم نامور
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون

کیا قتل کتنوں کو شمشیر سے
لیے گرد نے چار پیل سیاہ
ہوا پیش خسرو وہان سے روان
سپرد اسکے کرکے یل ارجمند
خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہ آزار دین خواب میں مردکو
پھر آیا یہاں تو بپاے وغا
پریشان کیا مغز دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اسکا کیا
کیا رستم پہلوان پر نثار
ہوے مائل عیش شام و سحر
کہ اے خسرو خسروان جہان
بہت مال اور گنج اُسکو دیا
کہیں قصہ کو تازگی سے لکھون
کہ سننے سے ہو شاد سب کے روان

رفتن بیژن پسر گیو طرف ارمان براے

جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن در مرغزاری و فریفتہ شدن منیژہ دختر افراسیاب بر جمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بہ شبستان خود و خبر یافتن افراسیاب ازین ماجرا و قید کردن در چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن بسوے ایران

کہیں آکے ارمانیان یکروز
کہ ارمان میں خسرو سرفراز
ستم سے گرازونکے ہم آگئے یان
آتھا بیژن پور گیو سے دلیر
وے گیو بولا کہ اے شہریار
یہ کہکر وہیں بیژن پہلوان
گرازونکو بیشے میں پہونچا جب
نہ زنہار کوئی مددگار تھا

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کنان ہیں ہزارون گراز
نظر کر بحال ستمدیدگان
شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
یہ کار آزمودہ نہیں زینہار
ہوا شاہ سے ہوکے رخصت وہان
گرازون مقابل ہوا آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا

بسان نگہبان و بیچارگان
بچھوڑیں زراعت نہ برگ شجر
یہ خسرو نے سنکر نظر کی ہمین
مجھے حکم ہو اے شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنے گرد دلیر
وے اُسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سوے پہلوان

لگے کرنے فریاد شور و فغان
ستاتے ہین مردم کو شام و سحر
سو پہلوانان ایران زمین
کرون قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہون ولیکن بتدبیر پیر
بحکم جہاندار کشور کشا
لگا کہنے شیری یل شیر مرد
کہ پارہ کیا جوشن پرنیان

وہین کھینچکر خنجر آب گون — دلاور نے اسکو کیا غرق خون
غرض اس طرح سے گرز و خدنگ — ہزارون کیے کشتے بے نام و ننگ
گرازان خونخوار کو قتل کر — کیا دشت کو بحر خون سربسر
لگا دی وہان آگ سی چارسو — چلے سب گرازان پکار جو
بفتح و ظفر خرم و شادمان — رہا جا کے پھر دشت مین پہلوان
لگی روز مشغول عشرت رہا — پھر اک روز گرگین نے اس سے کہا
کہ یان دشت مین ایک شادستان — ہم اک رنگ کے گل شگفتہ وہان
منیژہ ہے اک دخت افراسیاب — نہین ہمکش اسکے مہ و آفتاب
وہ ہر سال آتی ہے وان سیر کو — لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
یہ گرگین نے جب کیا ہے بیان — لگے کہنے تب وان کے باشندگان
کہ صحرا مین ہے اندنون نازنین — پئے سیر اس جا اقامت گزین
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی — بیان حسن کی اسکے توصیف کی
سنا وصف جب ماہ رخسار کا — ہوا دل سے مشتاق دیدار کا
جو پہونچا وہان بیژن نامور — تو یہ دور سے اسکو آیا نظر
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا — لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
کنیزان ہین پیرامن نازنین — ستارے ہون جیون گرد ماہ مبین
مہیا ہے وان بادہ و چنگ و رود — گل و سرو و مینا و جام و سرود
گیا بیژن اک درخت متصل — ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
ہوا پہلوان عاشق دلستان — ہوئی دلستان عاشق پہلوان
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب — کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
کہ کوئی نہین آسکے ہے یہان — عجب ہے کہ یہ بیٹھا اور یہ جوان
چلا آیا اس طرح سے بے خطر — نہ ہرگز کیا کچھ بھی اسنے حذر
منیژہ نے دایہ سے پھر یون کہا — کہ تو اس جوان کے فدا پاس جا
شتاب اس سے احوال دریافت کر — کہ یہ آن پہونچا ہے کیونکر ادھر
شتابان ہوئی دایۂ خوش خصال — ہوئی جا کے بیژن سے پرسان حال
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان — مرا نام ہے بیژن پہلوان
سنا جنگ خوک کان مین آیا ادھر — کیا دفع مین نے انھین سربسر
سنا مین نے یہ دخت ہے خوبرو — ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
مجھے شوق دیدار لایا یہان — بفکر تمنا مین آیا یہان
یہ کہکر اسے دی وہ انگشتری — جسے دیکھ حیرت مین ہو جوہری
کیا اسنے بھی اسکو امیدوار — کہا پھر یہ تدبیر کر ایک بار
کہ دیکھون منیژہ کو پاس آنکر — تماشائے رخسار رشک قمر
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب — کہی دلستان سے حقیقت سبب
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اسے — مرے پاس لاکر بٹھاؤ اسے
گئی دایہ پھر پیش بیژن دوان — لگی کہنے اس سے کہ اے پہلوان
منیژہ نے تجھکو کیا ہے طلب — گیا ساتھ اسکے وہ با صد طرب
لگا کہنے گرگین مین جھوٹون یہان — تری پاسبانی کو اے نوجوان
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین جنگ — ولے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ پایا کہ وان بیژن پہلوان — اسیر بلا ہوویگا بیگمان
گیا جب ادھر بیژن نامدار — یہ بدکیش ٹھہرا وہان زینہار
وہین لیکے بیژن کے شبدیز کو — روان سوئے ایران ہوا کینہ جو
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین — گئی لیکے خرگاہ اٹھکر وہین
کیا پھر محبت سے وان ہمکنار — منیژہ نے بیژن کو بے اختیار
ہوا جب ہم آغوش آرام دل — میسر ہوا سربسر کام دل
ہوئی بادہ پیمائی بفرط طرب — رہے عیش سے وان ہمہ روز و شب
بروز چہارم ہوا بے خبر — گیا خواب مین بیژن نامور
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش — رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
عماری زرین مین پھر ڈالکر — منیژہ اسے لیگئی سربسر
غنودہ کیا قصر مین رات کو — رکھا اسنے پوشیدہ اس بات کو
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار — گرفتار حیرت ہوا نامدار
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا — نہایت ملال اسکا پیشان ہوا
لگا کہنے اے کردگار جہان — تو ہے عالم آشکار و نہان
پہنچائے مجھے گرگین نے صدمے جو — سو راہ بد وہ ہموار ہون
اسیر بلا اسنے مجھکو کیا — عوض اس سے لے یارب اسکا
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال — کہا یون کہ دلگیر کیا ہے ملال
جوانونکو دے شہ ہو رزمگاہ — کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
فدا ہون مین اور تجھ پہ قربان ہون — رضا جو تری با دل و جان ہون
مرے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان — مری جان تجھکو نہ بیگانہ جان

اگر شاہ توران سے ہووے ضرر
تو جان ہو مرے تیرے آگے سپر
تو اب شوق سے نوش کر جام مے
کہ ہرگز نہیں جائے اندیشہ ہے

یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
ہوئے دولت وصل سے کامیاب
شب و روز رہنے لگے ہمکنار
تھا کار جز عیش وان زینہار

تھا داخل نا محرمون کو وہان
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیان
کئی سال گذرے بعیش و سرور
تو ہیں عیش و عشرت بغم و رنج دہر

پھری گردش چرخ انجام کار
کہ یکسان نہیں دائما روزگار
خبردار دربان ہوا ناگہان
ہوا اسکو اندیشہ خوف جان

گیا وہ جہاں دربان خانہ خراب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کہ شاہا گیا ننگ و ناموس مفت
منیژہ کا اک گرد ایران ہے جفت

ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
فراخان سالار کو بس وہین
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
فراخان نے یہ عرض شہ سے کیا

شنیدہ کا ہرگز نہیں اعتبار
کوئی جا کے وان جو ہے لے آئیگا
اگر کاخ میں غیر کو بار ہے
تو پھر اسمیں کیا جائے تکرار ہے

وہ ہے لائق قید بند گران
عقوبت ہو اسپر روا بیگمان
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
یہ گرسیوز کینہ جو سے کہا

کہ لیجا سواران پیکار جو
تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
شبستان میں دیکھی سپاہ گر
تو لے آ کشان یان اسے باندھکر

یہ سنکر ہو گرسیوز کینہ خواہ
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب

در کاخ مسدود آیا نظر
شکستہ کیا در کو پھر زود تر
گیا اندرون محل کینہ خواہ
گیا پھر ادھر تھی جدھر رشک ماہ

جو دیکھا تو چاکر نہ در خانہ پر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
منیژہ ہے اور وہ جوان ہمکنار
بہم بے حجابانہ ہیں بادہ خوار

نہ چنگ و دف و رود تھا میں وہان
سہی قد جو ہمرہ پرستندگان
یہ دیکھا تو گرسیوز کینہ جو
ہوا نعرہ زن یون کہ ہے کون تو

شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
یہاں کسطرح سے تو گستاخ ہے
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
لگا کہنے کھا کر وہیں پیچ و تاب

کہ یان شہ کا توسن نہ گذرے خدنگ
کرون کسطرح ساتھ شمشیر جنگ
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
نہ ہرگز ہوا فوق رہا زینہار

نہیں کوئی اسدم مددگار ہے
جہان آفرین بس مددگار ہے
یہ کہکر وہیں لیکے نام خدا
لیا کھینچ خنجر جو موزے میں تھا

دلیرانہ آیا در خیمہ پر
خروشان ہوا آکے جون شیر نر
کہ بیژن ہوں میں پور گیو دلیر
شجاعت کے بیشے کا اک شیر ہوں

مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو کھو دے سر اپنا وہیں رائگان
میں اس خنجر تیز سے بے باک ہوں
بہت نامدارونکا بس ریخت خون

تو نیکی کرے مجھسے گر ایکبار
چلون ساتھ تیرے سوے شہریار
روا شاہ تجھپر نہ رکھے ستم
شفاعت کرے تو مری کھا قسم

جو دیکھا کہ بیژن دلیر جوان
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
کہ مرنے پہ اب میں نے باندھی کمر

کیا ساتھ بیژن کے عہد استوار
لیا اس سے وہ خنجر آبدار
ہوا ہاتھ سے جبکہ خنجر جدا
گرفتار بیژن کو اسدم کیا

اسے لیگیا سوے افراسیاب
کشان سر برہنہ بحال خراب
نہ ہو طالع نیک یاور اگر
تو ہرگز نہ کچھ کام آوے ہنر

گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
کہا شاہ توران نے ای تیرہ بخت
ترا کیونکر توران میں آنا ہوا
شبستان میں کسطرح جانا ہوا

لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور
بجنگ گرازان میں آیا ادھر
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ

مرا یار گم ہو گیا ناگہان
سو دشت آیا تفحص کنان
ہوا خفتہ پھر میں بزیر درخت
ہوئے خفتہ گویا مرے بخت

یکایک ہوا اک پری کا گذار
اوڑا لیگئی مجھکو وان آنکر
نمودار پھر فوج توران ہوئی
عماری اک اسمیں نمایاں ہوئی

پری نے ہو بیکل غضب ہے کیا
کہ مجھکو عماری میں بٹھلا دیا
عماری میں بیٹھی جو تھی نازنین
پڑھا اسنے افسون پری تھی وہیں

اثر سے فسون کے وہیں بے خطر
پری رو مجھے لیگئی اپنے گھر
نہیں اسمیں زنہار میرا گناہ
نہ آلودہ عصیان سے ہے رشک ماہ

نہیں تھی پری بخت برگشتہ تھا
کہ جسنے کیا یون اسیر بلا
لگا کہنے پھر شاہ توران بزار
کہ اسے بخت برگشتہ روزگار

وہ ہے کہ با گرز و تیغ و خدنگ
نہین رستم سا ہے ترا سخن زینہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان تھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ تمکو لیے گرد اک سوار
لگا کھینچنے کھینچ اسکو اب دار پر
برادر نہ تھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ سنکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی بیشتر ہیچ و پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نکر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
یہ سنکر رہ جور و بیداد سے
اور اک دیو اکوان نے سنگ گران
منیژہ کو بھی یان سے لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کہ دختر یہ ایذا نہ رکھیے روا
سبب سے محبت کے اور چاہ کے
وہ بیژن کو رونان سے پہونچاتی تھی
سنو کار سازی جہان آفرین
کہان ہے بتا بیژن پہلوان
جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملائے گرازان نے خون و خاک
بیابان مین اک گور آیا نظر
سو بیژن آیا وہ مانند سیل
ولیکن ہوا گور وانسے روان
غرض نہ ملا بیژن کا پایا نشان

کہ لا اسپ کرتا تھا میدان جنگ
تو جانیو نہ ہوویگا انجام کار
ولے تیرے داماد نے کی دغا
مقابل مرے کر شمالیکہزار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گزارش تو کر اب ہے کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نکر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بیابان مین پھینکا جو تھا بیکران
نگونسار رشتے مین لٹکائیے
کوئیں پہ رکھا منہ پہ سنگ گران
گزند اسکو پہونچائیے مت شہا
رہی جا کے نزدیک اس چاہ کے
کہ اک اسمے آپ بھی کھاتی تھی
کہ گرگین گیا سوے ایران مین
یہ راز نہان سر بسر کر عیان
پڑے جا بجا تھے پرندہ شجر
گیا دشت کو ہمنے خوکان سے لیکے
پسندیدہ و خرم و خوب تر
خروشان ہو جوش نکلا رخ و غیل
عقب اسکے تھا بیژن پہلوان
نہ ملکی کہین صورت پہلوان

اور اب سب ہے بستہ ان زنان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک تیغ سن و گرز اب دے مجھے
تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اسے لیگیا وہ سو دار جب
سنو کار سازی کا حق کے بیان
کہ یارو نہ جلدی کو یان تا کہ دو
ہوا ایستادہ ادب سے وہان
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
نکر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تونے کیا
کیا سنکے پیران نے پھر تو بیان
کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہ کے اک سنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب
منیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی کو عقوبت سے پر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور دادرس
کہا گیو کو درز سے جا کے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گرازان خونخوار آئے وہین
ہوئے وانسے پھر سوے ایران نعرہ زن
طرف اسکے دوڑا کے شبدیز کو
شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
غضب سے ہوا گور و بیژن نہان
ہوئے تو سن بیژن نامدار

یہ گفتار ستانہ کہتا ہے یان
دیا بیژن پہلوان نے جواب
کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
کرون قتل سبکو مین اک آن مین
یہ گر شعور کینہ جو سے شتاب
کیا غلق نے آکے انبوہ تب
کہ پیران ادھر آگیا ناگہان
بلا کر اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دل مین کر خوف یزدان سے
ولے پھر یہ ان کہتا ہون
تو پھر کیا اٹھایا بھلا فائدہ
کہ رکھیے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اسکو پہونچا گزند
نہ روز نہار امن پائے مین کر درنگ
سنا جب تو اس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض ہو ان پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک اران ہم اے نامجو
ہوئے انسے ہم گرم پیکار کین
طرب ساز و شادان و صید افگنان
شتابان ہوا بیژن نامجو
پئے گور کے سیر کرتا وہین بند
شتابان ہوا مین نکل شخص کی
جو دیکھون تو صحرا مین ہے بیسرا

ہوا دل مرا سخت اندوہگین
یہ سنکر سخن ہاے بے اعتبار
یہ چاہا کہ گرگین بدکیش کا
اسے پیش کیخسرو نامدار
کہ تو لے گیا تھا مرے پور کو
کرے ہے تو اب مکر کی گفتگو
شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
وو صد تازیانے لگائے وہین
گیا گیو لیکر اسے پیش شاہ
مرا بیٹا تھا ایک نور بصر
کرے ہے یہ گفتار مکر و فریب
یہ سچ داد تو میرے اے شہریار
[illegible] تجھے [illegible] کیا کیا
شہنشہ نے گرگین کو دین گالیان
نظر کرکے وہ طالع وقت پر
یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
چھڑاؤن بیژن کو اب بند سے
کہ اختر شناسون کی گفتار کا
نشان پا نہین سکا تو فہو المراد
تو نوروز کا کیجیو انتظار
ہوا گیو شادان یہ سنکر سخن
یہ سنکر گیا پہلوان اپنے گھر
[illegible] ہوے [illegible] فحص کنان
کیا یہ [illegible] خسرو نے پھر الم
طلب کرکے پھر جام گیتی نما
بہت غور سے تھا نظارہ کنان
سوے کشور [illegible] سارا ان نگاہ
اور اک دخت اسکی ہے خدمتگار
[illegible] جاہ مین قید و دلخستہ ہے

کئی دن ہوا اور ماتم گزین
ہوا گیو بے اختیار اشکبار
کرے خنجر تیز سے سر جدا
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار
کہان گم کیا تونے اے کینہ جو
ملاؤن تری خاک مین آبرو
کرون مین جدا جسم سے تیرے سر
کیا خستہ گرگین کو از روے کین
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ
کہ دل شاد تھا جس سے شام و سحر
کہ سنکر اڑا اس قرار و شکیب
کہ گرگین نے مجھکو کیا سوگوار
سنا تھا جو اسنے وہ شہ سے کہا
کیا پھر گرفتار بند گران
لگے کہنے پیش شہ نامور
کہ رکھ جمع خاطر تو اے نامجو
ملاؤنگا تجھے تیرے فرزند سے
اسے کچھ بھی زنہار باور نتھا
خبر دین ہین آنکر شاد شاد
کہ آوے جو نوروز فصل بہار
دعا دی کہ اے سرور انجمن
وہین بھیج سواران ہر شاخ پر
ولیکن کہین کچھ نہ پایا نشان
دل زار بیتاب اور چشم نم
لگا دیکھنے شاہ کشورستان
کہ سو ہفت کشور شہ خسروان
پڑی جب تو کیا دیکھتا ہے وہ شاہ
کہ از نسل کیانسے ہے وہ گلعذار
سلاسل سے بیڑی ہے دست و پا بستہ ہے

غرض با غم و درد آیا یہان
یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
کہا ایک گودرز نے پھر وہین
وہین گیو پھر با دل دردمند
کیا تو نے مجھکو تباہ و خراب
تجھے لیچلون پیش خسرو ابھی
پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
کیا عرض اے شاہ گیتی پناہ
اسے کر کے گم آپ آیا یہان
بجز توسن بیژن پہلوان
یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
کیا شہ نے پھر موبدان کو طلب
کہ توران مین ہے زندہ وہ پہلوان
سو ملک توران مین پہنچین سپاہ
یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
کہا شاہ نے پھر کہ اے نامدار
مبادا نہو وے اگر آگہی
نظارہ کرون جام گیتی نما
جہان مین تو وہ جبتلک ہے جہان
روانہ کیے گیو نے چار سو
جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
جو خسرو نے دیکھا اسے بیقرار
ستارے جو ہین سات فلک پر
نشان بیژن نامور کا کہین
کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہے
کیا شہ نے پھر گیو سے اول بیان
نہ اندیشہ کر رکھ خدا پر نظر

یہ توسن جو پایا سو لایا یہان
گرفتار رنج و بلا ناگہان
کہ مت کھینچ اے پیر تو تیغ کین
یہ گرگین سے بولا بانگ بلند
گیا چشم و دل سے مرے صبر و خواب
اساس حقیقت سے دون آگہی
اسے لیچلے وانسے گردنکشان
ہوا بس وہ بیہوش انجامکار
مرے سر پہ آئی یہ کیا یک بلا
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین
یہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام
کہا دیکھا احوال بیژن کا اب
وہ ہے گرفتار بند گران
وہان جاکے ترکون سے ہون کینہ خواہ
ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین
پے جستجو بھیج ہر سو سوار
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
کہ دریافت احوال ہو گرد کا
[illegible] حشمت [illegible] دولت فروشان
کرین جاکے بیژن کی وہ جستجو
تو پھر پیش کیخسرو نامور
پریشان دل و مضطرب اشکبار
لگے تھے وہ اس علم مین سر بسر
پدیدار ہوتا تھا ہرگز نہین
بصد رنج و خواری گرفتار ہے
ترا پور زندہ ہے اے پہلوان
کہ آوے رہا ہو [illegible]

وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہے پیل افگن و تیز چنگ
ہوا گیو لے نامۂ شہریار
زبان پر سخن اور آنکھوں میں نم
کہ آرام سے اپنے وطن میں ہو تو
ولے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بچینگ شئے دل فروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ رخت جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مدح خوان
پئے بیژن پور گیو دلیر
زمین بوس دیکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہوا مثل بازارگان
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ ہشت ادہم بادپا
شتر بار پر از پرنیان و حریر
یلان نبرد آزما ایک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہو کے آوے ادھر
ہوا خاص اسباب کا پہلوان
تہمتن غرض مثل بازارگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر

شتابی سے پروانگی مجھکو ہو
نہ تاخیر کام اس سے بس بیشتر
شتابان سوئے رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بصد درد و غم
یہاں تک نہ زہرہ تھا جنبش کرون
ہوا سنکے یہ گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
رہے محفل آرا جہم تا سہ روز
تو دو دن بحکم شہ کامگار
وہاں تخت زر ایک پا کیا
کہا تو ہے پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر
دعا و ثنا کرکے کہنے لگا
ترے حکم سے میں نہ موڑوں عنان
یلان قوی جنگ جتنے ہیں یہان
سپاہ گران لیکے جاؤں اگر
کروں جا کے تدبیر ایسی وہاں
مہیا کیا رخت سوداگران
وہ اشتر پر از گوہر بے بہا
تحائف ہر اقلیم کے بے نظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے اسوقت آ کے کہا
کہ صادر ہوئی تجھسے ایسی خطا
ہوے پور گرگین کے زاری کنان
مرے ساتھ رخصت اسے دیجیے
تو جان بخشی اس کی بھی ہو سود تر
ہوا ساتھ رستم کے گرگین جوان
جہاں کا ارادہ تھا پہونچا وہاں
اقامت گزین جا کے بیرون شہر

کہ جاؤں چھوڑا لاؤں بیژن کو میں
مرا نامہ لیجا سوئے سیستان
اسے جا کے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت میں نے کھینچے ہیں رنج و محن
ترے درد سے میں جگر خستہ ہون
تو رکھ جمع خاطر نہ کر اضطراب
بروز چہارم بسامان و ساز
گئے آگے لانے کو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اس تخت پر
مددگار شیران ایران دیار
کہ تیرے سوا اے یل نامدار
کہ اے شاہ شاہان روئے زمین
میں اس کام پر چست باندھوں کمر
انھیں ساتھ لیجا جنھیں چاہیے تو
تو ایسا نہ ہو کھائے وہ پیچ و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
جو طیار یکدست سامان ہوا
پر از جامہائے سپہ صد شتر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پہنے ہوے جامۂ کاروان
رہا کر کے اے گرد فرخندہ خو
کہ لینا خطا ہے اب اے شوربخت
کیا عرض رستم نے پھر لا جرم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کرون ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک
ولیکن ہیں جو قید اسکے پسر
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا داخل وہ جب میل نخچیر کا

لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن بمفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہیں چاہتا دل کہ چھوڑوں وطن
پئے کار بیژن کمربستہ ہوں
کہ لاؤں رہا کرکے اسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہ بیٹھا تو خسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے لیل و نہار
نہیں چارہ گر یان کوئی زینہار
ترا ہوں میں اک چاکر کمترین
چھوڑا لاؤں بیژن کو اب زود تر
روان لیکے ہو لشکر جنگجو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم دوان سوئے توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پر از تحفۂ خوب دلخواہ تھے
بنے سر بسر صورت ساربان
مجھے لیچل اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام پیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ کیوان علم
کہ یہ عہد میں نے ہے دل میں کیا
ملاؤں تو آسکا تہ خوں خاک
بحکم شہنشہ بجائے پدر
مقام اسجگہ پہلتن نے کیا
سوئے ختن روز پیران گیا

جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
کیے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے اے خجستہ جوان
رکھون ہو نمین ای سرو زہمن
وہ بولا کہ تو شہر مین جا کے رہ
ہوا جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
سو رستم گرد آئی دمان
خبر بیژن نامور کی کہین
وہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہین مجھکو دربار مین شہ کے بار
نہین گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچاری ہون اور ستمدیدہ ہون
سر رجسم سے پھر تہمتن وہین
بیان کر کہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
پھرون ہون مین ہر در پہ حال تباہ
وہ یک چاہ تاریک مین قید ہے
کنوین کے دہن پر ہے سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اسے کچھ طعام
کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کے تھی نام کی
کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ مین نے کیا
وہ بولا کہ اے گلرخ لالہ فام
طعام اس نے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھا اس نے اے مرد زور آزما
شتابان ہوئی وان سے وہ دلربا

حضور اسکے کچھ تحفہ لایا نقاب
نہایت ہی پیران ہو شادمان
تو ہی کون آیا کہان سے یہان
متاع گرانمایہ و دل پسند
مرے پاس اب شوق سے آ کے رہ
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کی تھی وہان مشتری
دو دیدہ گہربار نالہ کنان
نہ پہونچی مگر سوے ایران زمین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہین زینہار
مگر مغز میرا تو ناحق تھی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلخستہ رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ
ستمدیدہ چرخ پر کینہ ہے
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچا دے تھی جسطرح سے مدام
رکھی اسمین انگشتری چھپا کے نہان
یکایک جو ہاتھ اُس جوان کے لگی
سبب کیا جو اسدم کیا قہقہاہ
ترے عشق مین مال و جانکو فدا
کہان سے تو یہ آج لائی طعام
سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کیونکر کریگا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا

وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
ولیکن بجانا یہ کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا آ کے وارد شہر ختن مین
نہین مال کا تجھپہ تیمار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یون کہ اے مرد عالی گہر
کہ ابتک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نام جو
کہ یہان مین تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے بھر زار زار
نہین چاہیے سرد مہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہے دور تر
پڑا تجھپہ یکبارگی کیا غضب
منیژہ لگی سننے کرنے فغان
محبت سے بیژن کی ای نامور
کہون کیا مین احوال بیژن کا اب
بندھے اسکے زنجیر مین دست و پا
دلاسا دیا سکے وہ پیلتن
وہ طور اسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا یہ طعام
کیا قہقہہ دیکھ انگشتری
وہ بولا رکھے راز کو گر نہان
وے ابتلک بھی تو ہے بدگمان
کیا یہ منیژہ نے اس سے بیان
یقین ہے کہ رستم ہے وہ کاروان
کہے تجھسے جو کچھ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان

کہ اس جام مین بے بہا تھے گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہون مین ایران کا
کہ تو صاحب داد ہے دہر مین
کسی کو نہین تجھسے بیکار کچھ
خریدار دیبا و اسپ و گہر
ہوئی تب شتابان وہ شکل قمر
تجھے کچھ ہے گودرز یا کی خبر
کسی نے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا رو بروے مرے دور ہو
نہ سردار ہون مین نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدہ زار سے اشکبار
نکل دور ٹک دو سہی تجھے
کہ بیچارگان کی نہ تو مین خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کرون حال اپنا مین کیا بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اسکے سر پر غضب
فغان لے کے کھینچے ہے صبح و مسا
لگا کہنے اس سے کہ اے گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شاد کام
لگی کہنے وہ مین وہ رشک پری
تو آگے ترے مین کہون میری جان
ترا اسیر ہے جسکے اک پہلوان
آیا ہے ایران سے اک کاروان
رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان

گئی نصف شب القصہ جب گذر
دہین پر کنوئین کے رکھا تھا جو سنگ
کنوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین بیدرنگ
کرون ایک شبخون مین [illegible]
اسیری سے بیژن کو کرکے رہا
جو مانند بیژن یہان آن کر
چلون ساتھ تیرے مین شیر نر
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
پھر روان رستم نامدار
کنوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی جو بیژن کی آیا یہان
پہونچا تہمتن سے [illegible]
ہر اک [illegible]
[illegible] آرام [illegible]
[illegible] ہمراہ تھے پہلوان
مقابل [illegible] کوئی نہ تھا یار
[illegible] ساتھ میرے نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرأت مری
ہوا [illegible] افراسیاب
دلیرانہ [illegible] گرم پیکار ہو
سنی جب سواران گفتار شاہ
تہمتن نے [illegible] گرز تیغ
ہوا جب [illegible] میدان مین کچھ کامیاب
کئے کشتہ و خستہ صدہا ہزار
سنا [illegible] مژدہ دلنواز
گیا [illegible] درگاہ شاہ
[illegible] تہمتن سے نے بھی

تہمتن نے سرعت سے باندھی کمر
دیا پھینک اُسکو اُٹھا بیدرنگ
نکالا اُسے لیکر پھر کمند
لگا کہنے بیژن سے پھر نامور
بسوے شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھ اپنے اب لیگیا
شبا شب ہوا خوف سے رہ سپر
کرون [illegible] تورانیان سے نبرد
سو قلعہ با ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانۂ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج [illegible] رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
[illegible]
شبستان [illegible] کیا خوش کمال
لیکن [illegible] صبح افراسیاب
[illegible] آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
مگر [illegible] ہے تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی ہے [illegible] تری
سواروں سے بولا یہ کرکے عتاب
کہ [illegible] و رستم جنگجو
ہوئے حملہ آور سوے رزمگاہ
کئے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوے چین [illegible] افراسیاب
پھر آیا بفتح و ظفر نامدار
ہوا شاد کیخسرو سرفراز
نوازش کر جہاندار گیتی پناہ
شہنشہ کی لایا بجا بندگی

لے ہفت گردان جنگ آزما
چڑھا سنگ جا کر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اُسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب
کرتا اُسکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کھینچیگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہر چند رستم نے پر
زروی دلیری شتابان ہوئے
سپہ ساتھ اُسکے گئی گرم کین
یہ آواز دی جاکے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جو اسقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھر اک تا زمین پر [illegible] کر
سو اُسکے کنتی پر [illegible] ان
سپہ لیکے آیا پئے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تو نے مجھے
زبون سخت مین تجھسے تیری سپاہ
کہ اے نامداران توران زمین
نہ جانبر ہون میدان سے زینہار
سواران توران پر ایرانیان
ہوئے کشتہ تورانیان بیشتر
گیا اُسکے دنبال رستم دوان
زر و مال اسباب افراسیاب
گئے پیشوا نامداران تمام
تہمتن کو با صد خوشی لیگیا
منیژہ بھی اور بیژن پہلوان

سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اُسکے صدمے سے توران زمین
نکلے سے شتابی لگایا اُسے
منیژہ کو تو لیکے جا یان شتاب
لگا آکر یہان رستم پیلتن
کہ نا مرد تھا رستم پہلوان
نہ جانون [illegible] چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوئے
ولیکن ہوئے کشتہ یکسر وہین
کہ سن لے تو اے شاہ بیدادگر
روا کون رکھتا ہے [illegible]
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھر اوان سے لیکر [illegible] نام جو
[illegible] اب ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی [illegible] سوار
کہ ہو ہم نبرد آنکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کہ دی ہین [illegible] تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پئے کارزار
یہ ہے رزمگہ یا ہے عشرت نشین
نہ ایران کا زندہ رہے اک سوار
ہوئے گرم پیکار باہم وہان
رہے غالب ایرانیان سربسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوے ایران شتاب
ہوئے دیکھکر اُسکو شاد کام
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
گئے جب حضور شہ خسروان

ہوا شاد کیخسرو پاک دین ہوئی گیو و گودرز بھی خورسند ہین
ہوئی ختم بیژن کی سب داستان ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم
لگے رہنے مسرور شہ ہم بہم
سنو قصۂ برزو پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب

در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہوکر بصد اضطراب سو چین کیا شاہ افراسیاب
کہ اے بادشہ ہین دہقان پسر نہین جانتا لیکے نام پدر
ہوا آنکے وہ طلبگار آب بلایا اسے اسنے پانی شتاب
روانہ ہوا یان سے پھر وہ سوار بحکم خدا یہ ہوئی باردار
جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا مرا نام مادر نے برزو رکھا
مرا ایک دشمن ہی رستم بنام دلیری و مردی مین مشہور عام
اگر یہ نہووے تو جرأت نہین کہ ہوکرم کین فوج ایران مین
سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا کہ افسوس صد حیف شاہنشہا
لگا کہنے سالار عالی وقار وہ مکین ہی مانند یکصد ہزار
نہ اسیر ہوگر زوستان کارگر نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر
کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون تو صد کوہ و آہن کو ریزہ کرون
نہین ہی اگر رزم کی تجھکو تاب رکھا نام کیون شاہ افراسیاب
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ ہوا اس سے خواہان امداد شاہ
تو دون تجھکو مین دختر شہ چین اگر دون تجھکو سالار اقلیم چین
شہ چین کو اور شاہ ایران کو کرون بند مین ہوکے پیکار جو
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب سو خانہ برزو کو لایا شتاب
زر و افسر و گنج و لشکر دیا سرافراز برزو کو شہ نے کیا
وے اسکی مان چھوٹی آئی وہان کیا آکے برزو سے اسنے بیان
تہمتن سے عہدہ برائی نہین تجھے تاب جنگ آزمائی نہین
کئی بار دی اسنے شہ کو شکست کیا نامداران توران کو پست
وہ بولا کہ رستم سے ہون زورمند مرے آگے ہی پست پیل بلند
تو ہی کودن محض اور بے ہنر نہ کھو مفت جان عزیز اے پسر
نہ لیکن ذرا لائق کار ہے موافق نہ برزو سکے زنہار ہے
طلب کرکے مردان جنگی ہنر یہ بولا کہ برزو کو اب زودتر
اٹھا سب جوانان نعرہ آزما لگے کرنے تعلیم صبح و مسا

تو آیا نظر راہ مین اک جوان تنومند مانند پیل دمان
سنا ہے یہ مان سے کہ اک فریان کہین اک سوار آ گیا ناگہان
ہوئی اسکے دل مین عجب خواہش جوان نے کیا اسکو ہم خواب بس
خدا جانے تھا کون وہ پہلوان نہین اسکا معلوم نام و نشان
جو دیکھا اسے شاہ نے بے سخن روان ساتھ اسکے کیا یہ سخن
تجھے سخت تاب آ سنے عاجز کیا پراگندہ خاطر ہوا وہ سا
گمان ہے کہ تجھکو ہے ننگ عام جنگ تہمتن ترے ہاتھ سے ہو تنگ
تو اگر دے ہی زبون اسقدر ترے ہاتھ دلیر ہی ... خطر
توانائی اسکی بیان کیا کرون بجا ہے اگر کوہ آہن ہے ن
یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان کیا شاہ سے اسنے پھر یون بیان
سپہ تیری اور تو ہی نامرد ہے کہ دل یون تہمتن سے پر درد ہے
نہین تجھکو شایان ہے نام شہی نہین تجھکو زیبا کلاہ مہی
کہا یون کہ گر شستہ ہوا پہلوان ترے ہاتھ سے رستم پہلوان
قسم کھا کے برزو نے ... کہا یون کہ اے شاہ خورشید جاہ
لگا گون مین ... اسیر آہین کرون خون روان رستم ...
سراپردہ و فیل و اسپان زرین دو صد نازنینان ماہ جبین
ہوا شاد برزو گردن فراز جہان مین ہوا الغرض بے نیاز
کہ ہے دولت و جاہ جی کا وبال اٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال
وہ قاتل ہی دلوان خونخوار کا مگر قصد تو اسکے پیکار کا
توان نامدار و نکی ہمسر نہین دلیری مین اسنے مخزون ...
دیا پاسخ اسنے کہ وہ شیرزاد ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد
یہ سنکر کیا پیش افراسیاب سلاح و سلب آگے لایا شتاب
سنا اور طیار انجام کار مہیا کیے بعد ازان شہریار
ہنر پہلوانی کے سکھلاو شتاب گرزو کوشش وجد ہر روز و شب
سبل و ہنر وہ یگانہ ہوا سر سروران زمانہ ہوا

بہ نیروے سرپنجہ وہ نامجو ... زبون روز کرتا تھا استاد کو
جو استاد مین سیر تھے وہ پہلوان ... کیے تو انھین باندھ لاؤن یہان
کہ ہو راستی کا کہین مین فروغ ... یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ
درشت و تنومند چست و دلیر ... حضور اسکے اک پیشہ ہے پیل و شیر
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب ... دیا گنج برزو کو بے حساب
کہا ہون مین شتابی یہان سے روان ... سوے خسرو و رستم پہلوان
ہوا شادمان شاہ توران دیار ... طلب کر کے بر تخت گوہر نگار
کہا نامدارون سے پھر یون کہ اب ... کرو اسکی فرمانبری روز و شب
ہوا شہ سے رخصت یل شیر مرد ... بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
عقب سے گئے مین بھی بصد فروشان ... پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران
لیے ہمرہ برزوے نامدار ... سواران جنگی لیے دہ ہزار
گئی سوے ایران جس دم خبر ... تو بولا یہ کیخسرو نامور
تعجب کہ اب وہ ہی تورانیان ... براے وغا سوے ایران دوان
لیا شہ نے رخصت بصد فروشان ... روانہ ہوے ہر دو نام آوران
عقب آنکے شہ بھی بصد کر و فر ... جہاندار کیخسرو نامور
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان ... کہ بکا نہین ہو سکے کچھ بیان
فریبرز اور طوس میدان مین ... جو آئے مقابل تھے اک تکین
ہوا شادمان شاہ توران دیار ... ہوا غمزدہ خسرو نامدار
ہوا پر غضب رستم پہلوان ... لگا کہنے اے خسرو خسروان
فریبرز اور طوس کو کر رہا ... ترے پاس لاؤن بفضل خدا
گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان ... اسیران بند بلا تھے جہان
سر تخت زرین تھا افراسیاب ... خوشی سے پیے تھا پیاپے شراب
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت ... کھڑے تھے بہ بستہ دست بازو بسخت
اسیر انکو پھر لے گئے مردمان ... کہ منظور تھا انکا کرنا نہان
اٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر ... شتابان ہوا رستم نامور
دہ بندگران زور سے سر بسر ... شکستہ کیے یک طرف پھینکر
سراپردہ مین شاہ توران کے ... یہ چرچا ہوا کولی گرد آنکے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر ... اسیرونکو جو لیگیا آنکر
کہ لشکر سپہ جا سوے رزمگاہ ... وہین آنکر برزوے کینہ خواہ

غرض برزوے پہلوان ایک روز ... لگا کہنے اے شاہ گیتی فروز
سنی شاہ توران نے یہ بات جب ... لگا پوچھنے پہلوانون سے تب
وہ بولے کہ تھا برزوے پیلتن ... نہین آدمی ایک ہے اہرمن
شب و روز برزو کو ہے میل رزم ... غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ ... ترے ساتھ کیجیے تعین سپاہ
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا ... کرون تجھکو ایران کا فرمانروا
یہ بولا کہ اے برزوے نیکبخت ... تو باصد طرب بیٹھ بالاے تخت
وہ بیٹھا جو بالاے زرین سریر ... تو کیسر ہوئے گرد فرمان پذیر
یہ بولا سپہدار توران دیار ... کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
دو سردار جنگ آور و ذو الکرام ... کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام
شتابان ہوا اب بھی بعد ازان ... سپہدار با لشکر بیکران
کہ گردان ایران جو کرتے ہین عزم ... نہ ہوتی تھی ترکون کو پھر تاب رزم
فریبرز اور طوس کو پھر شتاب ... لیے جنگ گردان افراسیاب
سواران جنگی و مردان کار ... گیے ساتھ انکے وہ دو دو ہزار
فریبرز اور طوس کی فوج جب ... گئی سامنے فوج برزو کی تب
ہوئی فوج ایران کو آخر شکست ... سواران توران ہوے چیرہ دست
اٹھا زین سے برزو انھین لیگیا ... یہ بندگران انکو بستہ کیا
طلب رستم نامور کو کیا ... یہ احوال خسرو نے اس سے کہا
تو وہ کہ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب ... سو پہلوانان افراسیاب
یہ کہکر گیا رستم جنگ جو ... ولی لیگیا ساتھ گستہم کو
یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے ... جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے
جب وے راست یا خاطر شادمان ... نشستہ مین پیران و ہومان وہان
یہ کہتا ہے ہا انکو وہ کمبخت شاہ ... کرون قتل مثل سیاوش پگاہ
نگہبان جو غافل ہوا تب وہین ... تہمتن نے کھینچا تھا تیغ کین
اٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل ... سراپردہ سے وہ وہین آ نکل
غرض بادل خرم و شادمان ... گئے پیش خسرو وہ نام آوران
وہ بندی جو تھے یان انھین لیگیا ... سپہدار سنکر یہ کہنے لگا
دم صبح کھا کر بہت پیچ و تاب ... لگا کہنے برزو سے افراسیاب
خروشان ہو میدان مین کہنے لگا ... کہ اے رستم اب سامنے میرے آ

سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کرکے برزو کی ترکیب کو
ترے سر کو توڑون ابھی گرز سے
بجا ہے کہ سیکھون مین تجھسے ہنر
یہ کہکر وہین ہاتھ مین لی کمان
پیاپے ہوئی بارش تیر پر
بہت دیر تک عرق ریز ضرب تھی
کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
وہ لے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
ترے دست سر کو نہ رنجہ کیا
یہ برزو نے اندیشہ دل مین کیا
پر اتنے مین آخر ہوا روز تب
بہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا مجھسے آج آنکر
نہین اسکو پیکار سے خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
مرے ہاتھ کو آج پہونچی شکست
نہین اور آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کرون سوے ہندوستان
یہ سنکر نہ کچھ شہ نے پاسخ دیا
جو تابان ہو خورشید وقت پگاہ
نہین مجھکو زنہار کچھ خوف جان
ہمارے ہے قالب مین جبتک کہ جان
مقابل ہون با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکے جتنے ہین گردن فراز

کہا تب کہ اے رستم پہلوان
قرین تحیر ہوا جنگ جو
سمجھیو نہ کم مجھکو البرز سے
مرے ساتھ مت تند ہو اسقدر
خدنگ ایک ڈالا سوے پہلوان
سنا کہ تیر ہرگز ہوا کارگر
الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی
کہ ٹوٹا دوال کمر سربسر
ہوا ضرب سے گرز کے بس ستوہ
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما
یہ سنکے تہمتن نے اس سے کہا
مبادا کہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
تو پھر برزو رستم پیلتن
تو بولا کہ اے شاہ عالی جناب
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر
مرا دل ہے اس پہلوان سے دو نیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سربسر
نہ ہرگز رہا زور بازو و دست
کہ ہو برزو گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہے سوے ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان
تہمتن کو بس وہین رخصت کیا
تو برزو سے مین جا کے ہون رزمخواہ
نہ میدان سے موڑون مین ہرگز عنان
سوے جنگ کیون شاہ لاوے عنان
کرون غرق خون مین کسی سے نہ تنگ
دلیرانہ ساتھ اسکے ہون رزم ساز

تو برزو سے اچکا کے پہلو بہ جنگ
کہا نعرہ زن ہو کے مانند شیر
لگا کہنے برزو کہ اے پہلوان
اگر تو ہے آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
بہم پھر ہوئے لیکے گرز گران
ہوئے گرز پر خم مثال کمان
طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
ہوا سخت پیکار ٹوٹی سپر
نہ برزو پہ ہرگز ہوا آشکار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پر
مجھے رنج کیا ہو تری گرز سے
رہا اب کرے خم گرز گران
ہوے اسپ عاجز ہوا وقت تنگ
گئے رزمگہ سے سوے خیمہ گاہ
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
تن سخت پر اسکے ہنگام جنگ
نہین مجھکو معلوم یہ زینہار
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز میرا دلاور پسر
وہ جیپال سندی سے ہے گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یان جبتلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
سنان لیکے گردن سفتہ اسکا جگر
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہو شہ کو شب و روز بزم
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین

یہ سنکر گیا پیلتن بیدرنگ
کہ جائے تہمتن مین آیا دلیر
تو ہے پیر دیرینہ مین ہون جوان
نہین آب کے آگے آتش کو تاب
ہوے اسطرح دیر تک گرم کین
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران
ہوا میل کشتی انھین بعد ازان
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس ریزہ کرتا اسے سربسر
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہو اگر رہیے غافل یہان
رکھو روز فردا پہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ
وہ لے طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کارگر کچھ نہ گرز و خدنگ
ملے خاک مین کون انجام کار
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
نہین مجھکو مقدور پیکار کا
یہان اے جہاندار ہوتا اگر
یہ دل مین ہے اک گرد کو بیدرنگ
بہم جنگ ہو تو ہو تب تلک
لگا کہنے یون خسرو نامجو
ملاؤن تہ خاک و خون سربسر
کہ اے خسرو خسروان زمن
کہ حاضر ہین بندے پے جنگ و رزم
ستیزندہ ہر ایک مانند شیر
کرین جا کے برزو کو زیر زمین

دگرگون ہو رنگ زمانہ اگر
ملے رستم گرد جنگ آزما
عماری تو اسوقت طیار کر
بلاؤن میں وان جاکے سیمرغ کو
دلیران ایران یہ سنکر خبر
نہ ٹھہرے یہان گر تو ای پہلوان
تہمتن نے پھر بادل دردمند
مجھے صبح میدان میں جب آن کر
ہوا زخم کاری سے بیکار مین
پھر استے مین پہونچی خبر یہ وہان
بغلمین لیا پیلتن نے وہین
تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن
دم صبح پھر برزوے کینہ ور
فرامرز سے رستم پیلتن
یہ برزو سے کہنا کہ ہو نمین وہ مرد
جو دیکھا تو گرگین ہے وان گرم جنگ
کہا شاہ نے یون فرامرز کو
روان کرکے توسن پیل زورمند
فرامرز تھا بسکہ جون پیل شیر
سو جنگ آیا تو با صد طرب
ترے ساتھ کل کرکے مین کارزار
سنی اسکی برزو نے آواز جب
ولیکن جو دیکھون ہو نمین کرکے غور
ہوا کشتہ یا خستہ شاید وہ مرد
فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جبکہ نام یل ارجمند

تو جو دل مین آوے کرے نامور
سراپردہ مین جبکہ اپنے گیا
کہ ہون صبحدم مین شتابان ادھر
شتابی ہون سیمرغ سے جا بجو
دوان پیش رستم گئے سربسر
تو قائم رہے پھر نہ کوئی جوان
کہا یون کہ زیر سپہر بلند
کرے جب طلب برزوے کینہ ور
سوے خانہ جاتا ہون ناچار مین
کہ آیا فرامرز جنگی جوان
دیے بوسے بالائے چشم و جبین
کہ برزو سپہ لیکے آیا ادھر
لگا کہنے تب رستم پیلتن
پکارا سوے زنگہ آن کر
یہ بولا کہ اے مرد لشکر شکن
ہوا تھا جو کل تجھسے گرم نبرد
وے دور سے ڈالتا ہے خدنگ
شتابی تو برزو سے ہو جنگجو
یہ برزو سے بولا بآنگ بلند
درشت و تنومند جست و دلیر
مگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب
گیا جب ہوا رات کو بادہ خوار
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب
تو پاتا ہون آواز ترکیب اور
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد
مقابل نہین ہے یہ شیر ژیان
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند

کہا شہ سے گودرز نے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جان
پہونچکر وہان زال زر سے ملون
زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
لگا کہنے ہر ایک سے پیلتن
ذرا یان سے جنبش نکر زینہار
بس اب ہو گیا بس مرا وقت جنگ
کہ مین جنگ کیا دست بشکستہ سے
یہ سنکر لگے رونے سب نامدار
ہوا درد دل سے الم سربسر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان
یہ سنکر وہان سے ہوا مین روان
تو آرام کر جا سوے خیمہ گاہ
کہ آوے اگر سامنے کوئی مرد
مرا اسپ لیکے ساز و یراق سا
دیا سب نشان جنگ برزو کا
فرامرز پھر پیش خسرو گیا
مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
نہین ہم نبرد ایجوان یہ سوار
ہوا سست برزو اسے دیکھکر
فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
کیا شب کو با عیش و عشرت سحر
کہ اسپ و یراق و لباس جوان
نہین گرد دیروزہ ہے یہ مگر
وہ ہرگز نہین تو وے تیری بلا
وہی ہون کہ تجھکو کیا تھا زبون
لگا کہنے پھر یون فرامرز کو
مرا کام فیل افگنی ہے مدام
فرامرز نے لیکے گرز گران

کہ مین نے کیا اب بیان جسطرح
ارادہ ہے میرا سوے سیستان
سر و دست کا اپنے درمان کرون
کہ ہے عزم رستم سوے سیستان
ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
یہان رکھ تو پائے ثبات استوار
فلک نے کیا مجھکو اب جان سے تنگ
بنے کام کیا زخمی و خستہ سے
تہمتن بھی اسدم ہوا اشکبار
ہوا شاد رستم اسے دیکھکر
ہوا مین جو ہندوستان سے روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان
کہ تا دور ہو سربسر رنج راہ
گیا سنکے گرگین براے نبرد
تو جا سوے میدان بر اسپ و یراق
سوار الغرض رخش پر ہو گیا
خوشی سے زمین بوس جا حاصل کیا
یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان
تو اب آنکر مجھسے کر کارزار
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور
دلیرون کو ہے رزمگہ بزمگاہ
مجھے اس خوشی کا ہے اتنا اثر
وہی ہے جو دیروز تھا بیگمان
تو بولا وہین برزو کینہ ور
مقرر اسی کا ہے یہ سب لباس
کرونگا غرض آج مین غرق خون
ترا نام کیا اے یل نامجو
بجز جنگ شیران نہین اور کام
کیا سخت برزو کو عاجز وہان

پہ پاے جو تھی ضرب بالاے سر
ہوئی ریزہ ریزہ جو اُسکی سپر
اُسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ہوا اگرچہ برزو اسیر کمند
ہوئے حملہ آور جو تورانیان
بدست دگر گرز کوبان تھا وہ
تہمتن نے اندیشہ دل مین کیا
سوارون نے جہد فراوان کیا
کہ پنجے مین دو شیر کے تھا اسیر
کمند اب مجھے دیکے ہو گرم جنگ
ہوا دشت مین پاسقدر کشت و خون
بہنگام شب جا کے افراسیاب
ہوا شاد کیخسرو نامور
ہوا پیش خسرو شفاعت کنان
سو خانہ رستم اُسے لیگیا
رہا بند سے پھر نہ اکرم کیا

تو ہرگز نہ فرصت ملی اسقدر
پریشان ہوا زخم سے مغز سر
ملے یہ منظور زنہار تھا
وہ شاہ توران ہوا دردمند
تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانیان
چپ و راست چون تیپک آہنگران
کہ برزو مبادا کہین ہو رہا
بہت حملہ برزو نے بھی وان کیا
کہ دونون تھے پیل افگن و شیرگیر
تو کر قافیہ جا کے ترکون کا تنگ
کہ دامان صحرا ہوا لالہ گون
کہا جا کے پیران نے شاہا شتاب
لگے تہنیت دینے فتح و ظفر
سرخوان سے گذرا وہ شاہ جہان
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا

کہ برزو کرے زخم اُسپر رہا
زمین پر گرا برزو زورمند
یہ چاہا کہ لیجاے کر کے اسیر
سوارون سے بولا کہ افراسیاب
سنو زور دستی ل ارجمند
پھر اتنے مین پہونچا بمانند باد
رہا کر وہین دست چپ سے کمند
بہت سخت زور آزمائی ہوئی
زوارہ نے وہین فرامرز کو
کمند اُسکو دیکر وہ مرد دلیر
غرض مہر تابان ہوا جب نہان
تو اب تم نے لی ملک توران کی راہ
پئے قتل برزو ہوا حکم شاہ
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار
کہ لیجا اُسے سوے زابلستان

حفاظت مین اپنی پہ عصر تو تھا
فرامرز نے پھیر پاکی کمند
حضور خداوند تاج و سریر
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب
کہ اُس دست سے کھینچتا تھا کمند
سو برزو مگر رستم شیرزاد
کیا اُسنے برزو کی گردن کو بند
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
کہا یون کہ اے گرد پیکار جو
ہوا گرم پیکار مانند شیر
گئے تب سو خیمہ جنگ آوران
یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ
وے پہلوان رستم نیک خواہ
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
وہ برزو کو لیکر ہوا پس روان
گرفتار زنجیر اُسکو رکھا

خبر یافتن شہرو و مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران براے رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرۂ تست

جو برزو کی مان نے سنی یہ خبر
نہ برزو کو پایا جو ایران مین
ملی مادر برزو سے نامور
یہ شہرو نے اُس سے کہا ایکروز
وہ بولی کہ اے خواہر نیکنام
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام
زن نیکبخت آئی اک حصن سے
کیا مین نے یہ راز پنہان عیان
تو پھر لاشہ ہوا تازی سمند
پھر آئی وہ زن ہو کے با صد طرب
گئی لیکے سو مین وہ برزو کے پاس
جب آیا وہان برزو نامدار

تو ایران مین آئی وہ خستہ جگر
تو وان سے گئی زابلستان مین
کیا اُسکو راضی بہت دیکے زر
کہ اے مہربان خواہر دلفروز
دیا اُسنے وہ مین پکا کر طعام
ہوا دیکھ انگشتری شادکام
یہ سنکر لگا کہنے برزو اُسے
ولیکن تو سینے مین رکھیو نہان
بہنگام شب نے پر کاخ بلند
کہا آکے شہرو سے احوال سب
نہ لائی ذرا دل مین بیم و ہراس
تو اسپان رہوار پر ہو سوار

اُس آشفتہ حال کا شہرو تھا نام
زن مضطرب خانہ پیلتن
ہوئی نسبت خواہری بھی بہم
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
رکھی اُسنے انگشتری بھی نہان
لگا کہنے بھیجی ہے کس نے یہ چیز
یہ ہے میری مان ہو نہ غمگین سکا پیر
درون طعام ایک سوہان تو لا
مر اکھینچنا آن کر انتظار
بہت مال شہرو نے لا کر دیا
سنہ شب بر بھی شب کو لائی وہ ہمان
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہین

پسر کی جدائی سے غمگین مدام
رہی تھی وہان اُس سے با مکر و فن
وفور اُس محبت کا تھا دمبدم
تو بھیجون طعام آج طیار کر
کہ معلوم برزو کو ہو وے نشان
وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز
تجھے دوست اپنا یقین جانکر
بریدہ کرون تا کہ زنجیر پا
کہ بو نگار روانہ مین ہو کر سوار
بہت اُسکو ممنون احسان کیا
کہ برزو نے اُسکو کہا تھا جہان
شتابان ہو سوے توران زمین

سو راہ بیرہ ہوئے رہ سپر
لگے کرنے اُس دشت مین کارزار
رکھی جنگ موقوف انجام کار
زن مطرب خانۂ پہلوان
پہ اسوقت آئی رستم نیکنام
کیا پھر طلب آئے دستارخوان
تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون
تو شہروئے اُسکو نہ کھانے دیا
ہوا خشمگین برزوے نامدار
سفیداب محاسن ہوئے تیری سب
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن
دلیرانہ دونون یل سرفراز
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار
زوال لجام سمندان وہین
ہوئے پھر وہ اسپان ہم رزمساز
تو برزو کا بھاگا وہین بادپا
کرون تا کہ رام اسپ کو زود تر
چڑھا اُسکے سینے پہ تا بیدریغ
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن
یہ کہکر نکالی وہ انگشتری
گرا پاؤن پہ از سر انکسار
کیا ایک برپا تہمتن نے تخت
بصد شادمانی ہوا ہمکنار

کہ کم تھا اُدھر مردمان کا گذر
بہم برزو و رستم نامدار
لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
وہ بولی گنہگار ہون بیگمان
گرسنہ ہون کچھ مجھکو دیجیے طعام
یہ بولے تہمتن سے ہمراہیان
نہین مجھسے ہوتا ہے برزو زن
غرض زنہار اپنی زبان پر رکھا
لگا کہنے اے رستم باوقار
نہین شرم لیکن تجھے ہے غضب
لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن
ہوئے لیکے گرز گران رزمسار
نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
کمر سے کیا بستہ از روے کین
مثال دلیران گردن فراز
وہ برزو کو بھی کھینچکر لیچلا
ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
کرے اُسکے سینے کو تا کھینچ تیغ
نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور
یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
نگین با فروزندہ چون مشتری
بفرط خوشی برزو نامدار
اُٹھایا وہان برزو نیکبخت
کیا سر پہ اُسکے بہت زر نثار

ملا راہ مین رستم نامور
سے کینے زخم باہم رہا بیشتر
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا
جو کچھ جی مین آوے سو تو دیجیے سزا
پذیرا کیا گرد نے یہ سخن
مبادا جو برزو روان ہو شتاب
ملا کر وہین زہر بھیجا طعام
زبون مطرب نے برزو بدسیر
ہوا مجھسے جو کام سرزد یہان
ہوا خشمگین رستم نامور
اگر مرد تو ہے تو اُٹھ کر نبرد
پیاپے ہوئے گرز باہم روان
ہوا میل کشتی انھین پھر وہان
لگے زور کرنے بجوش خروش
تہمتن کے توسن نے بھی وقت ستیز
یہ تھی خواہش برزو رزمسار
زمین پر گرا برزو انجام کار
وہین مادر برزو پہلوان
تو برزو کو مت قتل کر زینہار
گرانمایہ خاتم زر ناب کی
ہوا دیکھکر شاد وہ نامجو
پھر آئے بہم بادل شادمان
ملایا اُسے زال سے بعد ازان
مہیا کیا جشن عیش و طرب

پڑی جبکہ برزو پہ اُسکی نظر
نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
سب احوال برزو نے اُس سے کہا
کہ مجھپر ہے ہرگونہ ایذا روا
گیا سوئے اک گوشہ پھر پیلتن
تو خسرو کو کیا دیجیے گا جواب
ولے پیش برزو جو پہونچا طعام
ہوئی کھاکے سوئے عدم رہ سپر
نہین پیرا وار نام آوران
خجالت سے ہرگز اُٹھایا نہ سر
یہ سنکر اُٹھا رستم شیرمرد
ہوئے شست بازو سے جنگ آوران
فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
بہنگام کشتی ہوئے سخت کوش
روان جب کیا خنجر دندان ستیز
کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز
شتابی سے پھر رستم نامدار
لگی کہنے رستم سے کرکے فغان
ذرا دلمین کر خوف پروردگار
نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی
بغل مین لیا برزو کو گرد گو
دوان ہوکے وان سے سوئے سیستان
ہوا دیکھکر زال زر شادمان
نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود و بہ کمک آمدن افراسیاب و شکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کرکے شکست
شہ معنر چون غنچہ دلگیر تھا
یہ بولی کہ مین سن شہ نامجو

دلیران ایران ہوئی چیرہ دست
تحیر مین تمثال تصویر تھا
نہین صرف رامشگر و نغمہ گو

ہوا تھا جو میدان مین برزو اسیر
زن گلبدن ایک سوسن بنام
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد

تو اس غم سے افراسیاب دلیر
کہ رامشگری مین تھی مشہور عام
زمانے مین اس فن کی ہون اُستاد

تہمتن کے آگے کرے شیر مست
ملاؤن فرامرز کو خاک مین
فسون سازی اپنی دکھائی اُسے
وہ ہوش سے رخصت شتابان ہوئی
وہ جب ملک مین اپنے پہنچی پرانکے
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام
مہیائی و میوہ و چنگ و رود
فرا ماجرا سنیے اک روز کا
دلیران ایران نشین تھے تمام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد
لیا طوس نے خنجر ازروے کین
رہا ہم دلاور یہ غصہ کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
مناسب ہے مین بھی جاؤن وہان
تہمتن سے پھر گشتہم نامجو
خطر پھر یہ بولا رستم گرد کو
تو ہوسنے ندیجو بہم کارزار
پسندیدہ ہے یہ کہ اب جاؤ نہین
پھرا آتا ہون اب سے آغاز کار
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے افراختہ
کہ خیمہ یہ کسکا ہے تب مردمان
گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے
اُترا سے یہ بادل شادمان
لگا کہنے اُس سے کہ اے دلستان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
جہان سے جوان لیگیا رخت جب
خطر سے مین اُسکے گریزان ہوئی
جوان دلاور نے دل مین کہا

نہین پیش جاتا اگر زور دست
دلیرو نکالا اون مین دم ناک مین
طرف اُس ارادے لیے لائی اُسے
روانہ سو ملک ایران ہوئی
تو رستے مین پھر زابلستان کے
تو رستن کھلاتی تھی اُسکو طعام
شراب و کباب و رباب و سرود
کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا سرود و مے و رود و جام
لگے کرنے وان اُنکو پر فساد
رہا ہم دلاور نے اُٹھکر وہین
یہ پھر برزو پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو ای نامجو
کہ گودرز اور طوس مین ہے ستیزہ جو
کہ دونون کو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تھا طوس دلاور کا جو
مبادا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ یل نامدار
ملکزادہ کو ساتھ لے آؤن مین
لکھنو حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے نو ساختہ
لگے کہنے اُس سے کہ اے پہلوان
تو یہ اُسکو آئین دلخواہ سے
گیا وہ مین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی فرا کر بیان
رہون تھی مین آرام سے اُسکے گھر
یہ جانا سپہدار توران ہے تب
سو ملک ایران شتابان ہوئی
کہ خسرو کے لائق ہے یہ دلربا

تو دیکھا اب تماشا مری سحر کا
پذیرا انگریتا تھا افراسیاب
زر و مال اسباب جو کچھ کہا
یل جنگی اک اُسکے ہمرہ گیا
بنائی سرا ایک و قلعہ ایک
مرا اب مسافر نوازی کے سبب
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وہان
وہان گیو و گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ محفل بوستان
زبانہ پر جو اُسوقت گفتار تھی
کہ طوس نے کھینچ خنجر لیا
نہین جانتا کیا تو رستم یلان
تو اب جا کے لے آ شتابی یہان
مبادا کہ وان کھینچلے تیغ تیز
یہ سنکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا لے اجازت ادھر
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر بعد ازان
روان ہوکے پھر طوس مع نیجاوگان
روان ہوکے پھر طوس مع نیجا وہان
پکاتے ہین باورچیان واں طعام
زن تاجر آئی ہے توران سے ایک
کھلاتی ہے نقل و شراب و طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہون مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اُس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجھکو کرے
پئے خسرو نامجو آئی یہان
اُسے لیچلون پیش شاہ جہان

کروان تن سے رستم کے اب سر جدا
ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
سپہدار توران نے اُسکو دیا
کہ تھا پیلسم نام اُس گرد کا
پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک
ادا کرتی تھی وہ ز راہ طرب
کہ نیرنگ سازی تھی وہ بیگمان
یل بیژن و طوس عالی تبار
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سو نالائق و سخت دشوار تھی
وہان سے خفا ہوکے طوس اُٹھ گیا
کہ لازم ہے دلجوئی مہمان
ہوا سنکے گودرز وہین روان
بہم ہوے دین کینہ سے گرم ستیز
وے ہمرہ گیو بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہی اُنکا ہو
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیکنام
کہ رکھے ہے وہ خصلت خوب نیک
مہیا ہے یان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گلرخ و مہ جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجھکو مسرور شادان کیا
مرا مال لے خوار مجھکو کیے
رہون اُسکی خدمت مین تا جاودان
کہتا حسن مجرا ہو میرا وہان

غرض شیدکر طوس عالیجناب
پکڑ طوس کو قلعہ مین لیگیا
جو آیا وہان بعد ازان گستہم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
تو چلا رہے سو نشاط و سرور
پذیرا انہ اُسنے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین مثل پیل نامور
رکھے قلعہ مین آ تکے پانچون سمند
لگے کہنے اس قلعہ مین جا بجا
یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا
گیا گرز لیکر پیل کینہ جو
بوقت وغا سوے زابلستان
یہ بولے فرامرز سے بعد ازان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو
سر شام تک وان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آنکر بعد ازان
ہوئی بارش تیر وان ہمدگر
ہوے کھینچکر تیغ پھر رزم ساز
گیا جب سوے کوہ مہر منیر
ہوئی دور سے ایک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
ہوے گرم کین رستم پیلسم
ہوے رستم و زال پھر بعد ازان
وے لے برزو و رستم و زال زر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
پھر اتنے مین کیخسرو نامور
سواران ایران نے وان آنکر
ہوا بیدل اُسوقت افراسیاب

لگا ہاتھ سے آسکے پینے شراب
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکھا اُسنے پھر قیدگہ مین قدم
ہوا مردمان سے وہ پرسان حال
خداوند مہمان سرا کے حضور
نہ ساتھ اُسکے ہرگز گیا پیلتن
کسی نے کہا کان مین آن کر
یہ سنکر وہین وہ پیل ارجمند
خبر وانکی دریافت کرکے تو لا
کہ دیتے زن ساحرہ کو سزا
وہان جاکے توڑا در قلعہ کو
کسی کو کیا زال زر نے روان
کہ دروازے پر قلعہ کے ایک جوان
تو مین پیلسم سے ہون برسر جنگ
ہوئی جنگ موقوف انجام کار
شتابی سوے خسرو نام جو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گردن فراز
ہوے تب یلان جاکے آرام گیر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جا سوے سالار توران دیار
بسان ہزبران جنگی بہم
سوے لشکر شاہ توران روان
جدھر حملہ کرتے تھے چون شیر نر
تو پھر قلعے سے وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
لیے پھیر ترکان وہان سر بسر
کہ ترکونکو پیکار کی تھی نہ تاب

ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان
ہے بوجا کے پھر گیو بیژن بھی تمید
گئے لوگ سوسن کے پھر پیش یل
می و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یہان
کہ یہ زن ہے مکار اے پہلوان
ہوا یہ غضب اوس رات شخص کو
گیا اور لمعہ و نکو پہچان کر
گریزان ہوئی وان سے حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا ہے رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ دو گردن ہم نبرد
لگے کرنے پھر وہ مین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ یل نامور
کہ اسے پیلسم آکے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
رہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب
پے جنگ برزو گیا پھر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے بیدرنگ
ہوا گرد ان کے سواران ترک
تو ملتے تھے صدہا تہ خون و خاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران ویسہ مین

کمینگاہ سے پیلسم آکے تب
ہوا اُمید مانند طوس جوان
نہ مہمان سرا تھا نہ تھا دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہووے مطلوب موجود ہے
کچھ افسون سے خالی نہین یہ مکان
کیے پانچ گرز اسنے غائب یہان
کہ تھا جا کے زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اُسنے سب آن کر
گئی قلعہ مین بادل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دمبدم
وہین پھر فرامرز پہونچا ادھر
یہ سنکر گیا وہین وہ شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابل پہونچے وہان
کہ پہونچا دے جاکر یہ سب کو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز و خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
نہ آیا وے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزو شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سوے لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
لگے زال نے تیر گردان ترک
بہت ترک ہوگئے تھے اُس دم ہلاک
رہائی اُسے غم سے حاصل ہوئی
ہوے برزو و رستم و زال شاد
سواران ترکان پہ سخت تنگ
یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین

کئی بار کھائی ہے تو نے شکست
سراینده رنج تجھے جو کہا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یون شہریار
یہ کہکر دوان کرکے گھوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آوے اگر
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار
پکڑ کر عنان یون گذارش کیا
پھر اتنے مین پہونچا تہمتن جوان
کہ ہے وہ تنومند چالاک و چست
بہت جہد و کوشش سے روز وغا
بعیاری آخر وہ زور آزما
سوا اُسکے مڑ مین نہ منھ زینہار
کہ باندھے کمر سے پیکار و کین
نہ جانبر ہون ترکان جنگ آزما
یہ کہکر کیا شاہ نے دو مین عزم
کہ پہلے مجھے قتل یا ان سے
سر اپنا رکھا شاہ کے پاؤن پہ
دلیران جنگی ہین یا ان قدر
مرے تن مین ہے جب تلک جان زار
کیا عجز برزو نے جب اسقدر
نہایت ہے شیرین زبان جوان
لگا کہنے برزو سے پھر بادشاہ
شتابان ہوا اسکو افراسیاب
لگا کہنے برزو سے اے نیکنہاد
سکھائے ہنر پہلوانی کے سب
کہان اب گیا خسرو نامدار
مجھے دی ہے جنگ سے عار و ننگ
یہ برزو نے اسوقت پاسخ دیا

نہین مشتبہ جانتا ہے کچھ درست
وہ افسوس تو نے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کیا
کہ اے مرد دانشور و ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اُتر فیل سے اسپ پر ہو سوار
کہ اے شاہ شاہان کشور کشا
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان
فنون و ہنر مین نہایت درست
رہا غالب اسپر بفضل خدا
رہا میرے پیچھے سے ہوکر گیا
فرامرز برزو سے جنگی سوار
ہوا اسکے خسرو بہت خشمگین
نہو تو سپہ بچشے سے میرے رہا
کہ توسن کو تب کیجے روان لشکر کے نام
وہان آپ کو بعد ازان بھیجیے
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر
دکھاتا ہے ہر اک یہ اپنا ہنر
نکر عزم پیکار تو زینہار
ہوا نرم تب خسرو نامور
سخن گو ہی خوش سیرت و شیرین بیان
کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ
خروشندہ مانند دریا کے آب
نہین ہے مگر تجھکو یہ بات یاد
نہین شرم آتی تجھے ہے غضب
کہ آیا نہ اسدم پے کارزار
تو نہ جا بدانسے نہ کر شور جنگ
[illegible]

ترا ملک برباد یکسر ہوا
کیا جان کو اپنی برباد ہائے
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
کہان تاب مین جنگ گیران کشن تو
کہ ضایع ہو کس واسطے اب سپاہ
مرے ساتھ ہو آنکے رزمخواہ
شتابان ہوا سوے افراسیاب
نہین مصلحت یہ جو میدان مین تو
کہ لیتا ہون اب جاکے خون پسر
کئی بار کی مین نے ساتھ انکے جنگ
وے کرسکا مین نہ اے بادشاہ
اگر اب وہ رکھتا ہے یہ عزم جنگ
یہ جنگی سواران ہین یا ان تلک
یہ بولا سیاوش کا ہو کین پسیر
اگر گیوہ آہن ہو افراسیاب
تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
ہوا تند رستم پہ شاہ جہان
کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
جو میدان مین ہو کار سب اتمام
لگا کہنے تب خسرو پاکدین
مری آتش خشم کی تن سے سرد
بفرمان شاہنشہ نامدار
جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ
کیا پرورش ہے یہ تیری کیونکر مجھے
کہ اب ہون دلیرانہ میدان مین تو
مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا
اُترا خسرو اب آکے ہو گرم رزم
ولیکن ہے تو شاہ بیدادگر

نہ میرا سخن کچھ موثر ہوا
ہوئی عقل برگشتہ ہیہات وائے
مگر کیجیے اُنسے جنگ و گریز
یہ بہتر ہے میدان مین جان اپنی دون
کرین خلق کو کسلیے ہم تباہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ
وے نامداران اگر شتاب
سپہدار توران سے ہو جنگ جو
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ
اُسے وے کیا پابند میدان مین گاہ
تو میدان مین جاتا ہو بعد سپہ تنگ
مناسب نہین شاہ کو تب تلک
دلیر و جوانمرد صاحب ہنر
کرون تیغ بران سے دریائے آب
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان
پر اتنے مین برزو بھی آیا وہان
مرا خون گردن پہ تیری شہا
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو
تو مختار ہے اے شہ ذو الکرام
کہ اے نامداران ایران زمین
نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد
وہین ہو کے توسن پہ برزو سوار
تو سالار توران نے کھینچی آہ
کیا نامداران سے برتر تجھے
ہوا آنکہ تجھسے یہ پیکار جو
ہوا غالب اسکو خطر جان کا
تھون خسروان یعنی جو شایان بزم
ستمگار بیجان شکن یہ سپہ

سیاوش وہان لیگیا تھا پناہ
نمک خوار تیرا رہا جب تلک
ترے ساتھ کیونکر ہوون رزمخواہ
سپہدار افراسیاب دلیر
کراک زخم سے میری اب نیز زنہار
کمان لیکے پھر شاہ نے بے درنگ
وہ لے قبضہ مین پہونچا وہ جنگی جوان
بڑہی جبکہ پیکار ہر ضرب گرز
وہ لے شست سے جو نکلتا تھا تیر
مقابل ہوا لیکے گرز گران
نہوگا تو عہدہ برا گرز سے
کہ ہو دشمن تا نہ یہ پہلوان
مبادا اگر مجھکو پہونچے گزند
یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب
ہو حملہ آور ہزارون سوار
یہ احوال دیکھا تو آئے دوان
باواز شمشیر گرز گران
پھر اتنے مین کیخسرو شیر گیر
جہاندار پہونچا جو برزو کے پاس
یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار
یہ تھی آرزو اور تمناے دل
ہوا پھر روان سوے زابلستان
کیا پیشکش مال و اسباب و گنج
زروی عنایت ہو فرمان اگر
یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہان
کہا یون کہ ہان رکھیو آبرو داد
بجاہ و حشم پھر سوے تختگاہ

اُسے قتل تو نے کیا بیگناہ
ادا حق نمک کا کیا تب تلک
تو ہی دشمن خسرو دین پناہ
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر
رہیگا نہ میدان مین تو پایدار
روان سوے برزو کیا اک خدنگ
کرے تار یا جسم گرز گران
تو برزو نے موقوف کی حرب گرز
سپر پر وہ لیتے تھے دونون دلیر
یہ دیکھا تو ہومان نے آکے وہان
کہ برزو نہین کم ہی البرز سے
کیا سنکے ہومان نے پھر یہ بیان
خرابی ہو پھر اے شہ ارجمند
دلیرانہ حملہ کنان ہوگئے سب
کیا کمتر برزو کو انجام کار
فرامرز رستم بفوج گران
ہوا دشت بازار آہنگران
شہ نامور شہسوار دلیر
تو یکدست ترکان کے ہمدوش
کہ دنبال سالار توران دیار
کہ زابلستان یا یہان سے ہے متصل
جہاندار خسرو بصد عز و شان
تہمتن نے خسرو کو بے درد و رنج
تو مین چند مدت ہون اپنے گھر
ولیکن تو ہر وقت آنا یہان
تو ملک و رعیت کو آباد شاد
روانہ ہوا زابلستان سے شاہ

روا قتل ہی تجھسے بدعہد کا
اور اب ہون نمکخوار اُس شاہ کا
یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
لگا کہنے جون پیل مستی نکر
ہزار آدمی تجھسے گر پہلوان
گذر کر گیا اُسکے جوشن سے تیر
سپہدار توران ہنرمند تھا
ہوے رزمجو لیکے تیر و کمان
ہوا جبکہ ترکش تہی تب وہین
کہا شاہ سے یون کہ ہان زینہار
وہ بولا کہ اب دل مین آئے کہ د
کہ میدان مین گشتہ ہو یہ سوار
جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا
کرو قتل بدخواہ کو یا اسیر
پیاپے کیے زخم اُس سیر رہا
بہم گرم کین ہردو لشکر ہوے
روان ہر طرف اسقدر خون ہوا
نکل قلب سے مثل شیر ژیان
گریزان ہوا وہان سے افراسیاب
شتابان ہو پھر رستم پہلوان
وہان آپ تشریف اب لے چلین
رہا جا کے یکہفتہ رستم کے گھر
گذارش کیا پھر کہ اے بادشاہ
فرامرز برزو رہین ہمرکاب
بلطف و کرم برزو گرد کو
فرامرز کو دیکے ہندوستان
بصد خوبی و خرمی و بہی

کہیان شکن ہی عدو خدا
کہ ہی ہفت کشور کا فرمانروا
اُٹھا گرز مانند پیل دمان
مرے آگے تو پیشید مستی نکر
کرون قتل اکدم مین سبکو یہان
ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر
ہنر سے وہ ضربین بچانے لگا
وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان
دلیرانہ سالار توران زمین
نہ یہ قصد کر اے شہ نامدار
فزونتر ہی خسرو سے برزو کا درد
تو نام آوری کچھ نہین زینہار
وہی حرف پیران نے شہ سے کہا
رہائی نپاوے یہ گرد دلیر
وہ لے زین پہ قائم دلاور رہا
روان نیزہ و تیر و خنجر ہوے
کہ دریاے خون حملہ ہامون ہوا
کیا پھر امداد برزو وہان
ہوا خسرو نامور فتحیاب
لگا کہنے اے بادشاہ جہان
سرافراز بندون کو اپنے کرین
ہوا شادمان رستم نامور
ہوا چار ہفتہ سالہ یہ نیکخواہ
یہ سنکر جہاندار گردون جناب
دیا شہ نے غزنی و ہری شاد ہو
کیا خرم و خوشدل و شادمان
ہوا رونق افزاے کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران

وہومان با فواج گران مقابل پہلوانان وکشتہ شدن پیران وہومان و شکست یافتن فوج توران وفتحیاب شدن گودرز

طلب کرکے گودرز کو ایک روز
لگا کہنے کیخسرو نیک روز
کہ ایک سپہ رستم نامدار
سے ملک توران گیا چند بار
کیا نامداران توران کو پست
پھرا شاہ توران کو دیکر شکست
اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان
سپاہ گران لیکے تو جا وہان
بد اندیش سے کی ہی جمع فوج
بہ ہونچکر شتابی سے مانند موج
پراگندہ کر کیسر انبوہ کو
کہ تا فتنہ کشور مین برپا نہو
فرامرز سے یون کہا بعد ازان
کہ تو جاکے اب سوے ہندوستان
تصرف مین لانا ہوا ملک کو
رہ ہند سے سوے چین آئیو
کہ توران مین گودرز جب پہنچے یان
بہم ہوکے ملحق دو فوج گران
بتدبیر شایستہ و دلپذیر
سپہدار توران کو بھیجا اسیر
سپہ لیکے گودرز جنگی سوار
روانہ ہوا سوے توران دیار
لیے بیژن و طوس و گیو جوان
گئے اسکے ہمراہ با فر و شان
سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
سپہ دیکے ہومان کو تب زود تر
روان سوے گودرز جنگی گیا
عقب اسکے پیران ویسہ گیا
دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب
ہوا گرم بازار پیکار تب
گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ
اگردان ایران سے ہو کینہ خواہ
مقابل ہوا بیژن نامدار سے
ہوئے گرم پیکار دونون سوار
ہوا آخر کار رہام ہلاک
ملا ترک جنگی تہ خون و خاک
سواران ترکان پریشان ہوئے
سو فوج پیران گریزان ہوئے
ہوا شاد گودرز جنگ آزما
شہ نامور کو یہ اسنے لکھا
کہ ہومان نے آخر جو کی ہم سے جنگ
تو میدان مین کشتہ ہوا بیدرنگ
ہوئی فوج اسکی تباہ و خراب
دلیران غازی ہوئے فتحیاب
اب آتا ہے پیران بصد فر و شان
لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
تہمتن اگر بھیجے امداد کو
تو بہتر ہے اے خسرو نامجو
جہاندار خسرو نے بھیجی فوج
روان بہر امداد کی مثل موج
کہا یہ تہمتن کو اسے نامجو
مددگار گودرز کا جاکے ہو
ادھر گرد گودرز پیران ادھر
مقابل دو لشکر ہوئے آن کر
ہوئے گرم پرخاش اس رزم مین
دلیران ایران و توران زمین
بہت جنگ واقع ہوئی تا دو سال
ہوا سخت باہم جدال و قتال
بہت قتل ہوتی تھے ہر دو سو
نہوتا تھا کم لشکر جنگجو
کہ ایران توران سے بہر مدد
پہونچتا تھا وان لشکر بیعدد
ہوا کشتہ پیران پھر انجام کار
ہوے قتل وان اور بھی نامدار
گئی فوج توران بحال خراب
حضور سپہدار افراسیاب
میسر ہوئی فتح گودرز کو
ہوا شاد خسرو بہ دل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدہ از دست خسرو بعد ازان با ہر دو لشکر محاربۂ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر
کہ پیران ویسہ یل نامور
ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد
ہوا شاہ کے دل کو تب سخت درد
یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال
کہ دولت کا میری اب آیا زوال
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی
بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی
دل زار سے کھینچکر آہ سرد
لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
کہ پیران ہمارا تھا پشت و پناہ
سپہدار سالار توران سپاہ
ہوا غمسے پیران کے تن سوگوار
خوش آتی نہیں زندگی زینہار
نہین خواہش تاج و تخت و کلاہ
کلہ خود اور تخت بے ننگ

مجھے کام دنیا سے چین سے ہی کیا
غرض اپنی مجلس مین اس کام پر
سنا مژدۂ نصرت و فتح جب
سمرقند مین اور بخارا مین بھی
بٹھائے شہنشہ نے حاکم وہان
کیا شاہ توران نے پھر عزم جزم
جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار
خردمند شہزادہ لہراسپ تھا
تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
اتالیق ہو جا بعد اُسکا جواب
اگر تم بھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اُسنے تجھکو تھا ہاے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران دیار
رہے میری قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ میدان مین تو مجھے
جو روز وغا مین نے یار اے تجھے
مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہ ہے جسقدر تجھکو بدست دون
کر الیجا تو اب پیش خسرو شتاب
جو قابو ملا کچھ یہ نیرو ی بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کرون جبتلک مین نہ اُسکو ہلاک

زرہ اور جوشن ہمہ جا تھا
قسم کھائی اور جسپہ باندھی کمر
ہو خسرو نامور شاد تب
تصرف کیا جا کے باحد خوشی
ہوا ملک مین حکم شہ کاروان
کہ خسرو سے کیجے دلیرانہ رزم
اُسے شاہ توران نے دی کر سپاہ
سواران شایستۂ کارزار
اُسے شہ نے سالار لشکر کیا
ہوا شادمان خسرو پاک دین
خبردار رہ اُس سے ہر روز و شب
وے اقتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار وائے
پلنگان و شیر انکے درندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے دو مین بخچوں دین
کرین چاکری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون تا ابلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے مجھے
کہ رکھتا ہون مین سخت زور و در
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر سپہر
نہ پھر مین سر و کار ہرگز کھون
دلیرانہ کچھ سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالائے تخت
دیا نامہ شیدا کو اُسنے شتاب
بجالا کے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار وہ بدخصال
نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک

نہ لون جبتلک شاہ ایران سے کین
مگر فوج کے جمع کرنے مین شاہ
گذر آب جیحون سے شاہ جہان
لگی اور بھی شہر توران کے
بجاہ و حشم خسرو کامیاب
بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
روانہ کیا سو خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لگا کہنے اسکو فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور تھا اُسپہ ہرگز روا
خبردار مجھکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین یہان
جو باہم ہو قول قسم استوار
درو گنج و دیہیم و اورنگ زر
سوا اُسکے دائم مرا ایک پور
اگر صلح تجھکو نہ منظور ہو
مرے پور ہوون تیرے محکوم
کہ لہراسپ کو شاہ ایران کرون
تو میرے پسر سے کہ شیدا ہے نام
درو گوہر و تخت و تاج کلاہ
ہوا نامہ شاہ طلبا رجب
یہ کی عرض شیدا نے اے نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا اُس ادھر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اُسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار

مجھے خواب و آرام ہرگز نہین
ہوا دل سے مصروف شام و پگاہ
خوشی سے ہوا اُسکو توران روان
ہوے قبضے مین شاہ ایران کے
ہوا فوج پیشین سے ملحق شتاب
فراہم کیا لشکر بے حساب
عقب اُسکے پھر آپ افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی ادھر
پے جنگ سالار تورانیان
سپہدار لہراسپ ہے خردسال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران میرے پاس
کہ ناحق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ نہو زینہار
ترے واسطے بھیجون اے نامور
رہے تیرے ہی خدمت مین بالصد سرور
تو ہو مجھسے تنہا تو پیکار جو
غلامی [illegible] تیری [illegible] روز و شب
[illegible] نہار کچھ دخل [illegible] ان لڑون
ستیزہ [illegible] شہ ذو لکرام
زر و نعمت و گنج و ملک سپاہ
اِلٰہ شاہ توران نے شیدا سے
[illegible] ہون مین تجھسے
کرین کشتہ گو مجھکو مردم وہین
شہ نامور کو جو پہونچی خبر
[illegible] ستیزہ کی زنہار تاب
[illegible] دل مین [illegible] دغا کی کسن
جب آیا حضور شہ نامدار

تو لایا بجا داب رسم و نیاز
سمجھایا اسے شہ نے با امتیاز

سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام

مکان اک بتایا برائے فرود
گیا شیدا پھر سو جاے فرود

ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
زر و ملک و گوہر کرے ہے عطا

وہ بیرحم مطلق تبہ کار ہے
ستمگار ہے مردم آزار ہے

کہ مجھسے کرو یا کہ شیدا سے رزم
ولیکن مدد کا کرے کوئی عزم

جو مین اسکو رخصت نکرتا وہین
تو کرتا روان مجھپہ شمشیر کین

دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
مزور ہے اے شاہ گردون جناب

لکھا نامہ تک تا بید رنگ
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ

کہ اک نامور نامداروں سے گر
ہوا گم تو ہرگز نہین کچھ خطر

تبہ ہو وین یکدست ایرانیان
قیامت ہو پھر ایک پا یہان

کہا پھر یہ رستم نے ای تاجور
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر

کہا شہ نے شیدا کو روز دگر
کہ رخصت کیا تجھکو ای نامور

وہ بولا کہ ہے دل مین یہ آرزو
کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزمجو

یہ گفتار سنکر ہوا شادکام
گیا شیدا پھر وان جہان تھا مقام

لکھا یون کہ اب اے شہ کینہ جو
رہا کچھ نہین در پئے گفتگو

جہان آفرین گر مرا یار ہے
اور اقبال و دولت مددگار ہے

تو ہے مثل شیر ژیان گرد لیر
تو مین ہون ہزبر افگن و شیرگیر

ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
نہین مین ہون نامرد گر وہ ہے مرد

ہوا پاسخ نامہ طیار جب
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب

ولیکن یہ شیدا سے کہنا ضرور
کہ اب پاس ہے تیرے ای بے شعور

وہین قارن گرد آیا وہان
کہا تھا جو شہ نے سنایا وہ بیان

کہا سنکے شیدا نے ای ہوشیار
تو کل جائیو دیکھکر کارزار

مرے ساتھ آکر تو کیجو نبرد
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد

سحرگاہ شیدا دلاور سوار
جو میدان مین آیا پئے کارزار

لگا کہنے یون شیدۂ نامدار
مجھے میل کشتی ہے ای شہریار

کیا زور ہرچند شیدا نے پر
نہ ہرگز ہلا خسرو نامور

کیا چاک خنجر سے اسکا جگر
ہوا غرق خون شیدۂ نامور

کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب

دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
پیام پدر وان کیا سب بیان

کہ مین آخر روز دونگا جواب
یہ کہکر کیا اسکو رخصت شتاب

کیا نامداروں کو شہ نے طلب
لگا کہنے انسے یہ خسرو کہ اب

وے اسکی ہے مہربانی پہ تاب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک

اسے خواہش صلح تنہا نہین
یہ بھیجا پیام اسنے از روے کین

غرض سرخ شیدا کی ہین دیدہ و چشم
نمایان تھا چہرے سے آثار خشم

یہ خسرو نے کہکر ارادہ کیا
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما

نہین مکر سے خالی اسکا سخن
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن

اگر شیدا میدانمین ہووے ہلاک
تو اسکی بلا سے نہین اسکو باک

مبادا جو خسرو کو پہونچے گزند
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند

نہ زنہار تو مثل آتش ہو تیز
نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز

عقب اسکے نامہ کا لکھکر جواب
روان کیجیو سوے افراسیاب

کہا تو نے جو کچھ سو اسکا جواب
عقب تیرے لاتا ہے قارن شتاب

کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
کرون تجھسے پیکار کل ای جوان

سپہدار توران کے پیغام کا
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا

تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار

تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
جو رکھتا ہے تو میرا ہی سر بسر

خدا کی قسم مین تجھے بیدرنگ
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ

سحر وہ ہے اور مین ہون اور تیغ
کرون ساتھ اسکے مین تنہا ستیز

کہ شیدا سے لیکر کسی شخص کو
سو شاہ توران شتابان تو ہو

نہ بھیجا تجھے یان برای پیام
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام

سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا

یہ پہونچا تو خسرو کو میرا پیام
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام

لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
کمک سے شہنشہ کو ہے عار و ننگ

تو کیخسرو نامور بھی وہین
گیا سنکے یہ مثل شیر عرین

اتر اسپ سے پھر وہ دونون دلیر
بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر

جہاندار نے اسکو از روے کین
پکڑ گردن و پشت پٹکا وہین

کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
کہ شیدا کے اب تن کو ای مرد نام

روان ہو کے پھر قارن نامدار
گیا پیش سالار توران دلیر

جهاندار کا نامہ اسکو دیا
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
گئے وہ وہیں شیدہ کے ہمراہ ان
کیا ماجرا جنگ کا سب عیان

سپہدار نے جب سنی یہ خبر
گزشتہ ہوا شیدۂ نامور
جہاں سے ہوا ایک قلم ناامید
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید

نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
کیا گرد قارن کو رخصت شتاب
کیا دل میں ہرگز نہ صبر و قرار
کمر چست باندھی پے کارزار

سو شاہ ایران پھر افراسیاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
ستیزندہ لشکر سے لشکر ہوا
نمایاں وہاں روز محشر ہوا

بہت جہد تورانیان نے کیا
کہ دل میں بھرا کینہ شیدہ کا تھا
لڑے ترک خونخوار دل کھول کر
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

ہوا جز خون عرصۂ رزمگاہ
ہوا لشکر ترک آخر تباہ
نہ سید ہوا ناگ گرد توران بجا
جریدہ سپہدار توران رہا

یہ چاہا کہ دیکھے دلیرانہ جہان
نہ ہو راسکی مردم متوحش عنان
گیا آخر کار افراسیاب
سو ریگ آموں جانب خراب

مظفر ہوا خسرو نامجو
لکھا مژدہ فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب را
بپیش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران با یران

گیا ریگ آموں سے افراسیاب
گریزاں سو کشور چین شتاب
وہاں پر بھی خسرو تعاقب کناں
شتابی سے پہونچا بہ فوج گران

بصد عجز خاقان نے بھیجا وہیں
از بس کہ ہو گنج و تاج و نگین
فرستادہ یہ پیشکش لیکے جب
گیا پیش خسرو بفرط طرب

کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر
کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ
رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ

فرستادہ پھر پیش خاقان گیا
پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر
کیا شاہ توران کو وہیں بدر

گیا چین سے پھر سو مکران میں
عقب اسکے پہونچا سپاہ کین
وہاں سے بھی لی راہ دشت فرار
کہ تاب اقامت نہ تھی زینہار

جہان جاکے تھا شاہ افراسیاب
پہونچتا تھا واں خسرو کامیاب
نہ پائی کہیں اسنے جائے قرار
کہ تھا سب کو خوف شہ نامدار

تلف فوج ترکان ہوئی سربسر
گرفتار آئے بہت نامور
نہ لیکن رہا شاہ توران کے پاس
نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس

لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب
پریشان و تنہا بے خور و خواب
سو شہر بردع کوئی غار تھا
کہ تاریک مثل شب تار تھا

رہا جاکے واں شاہ برگشتہ بخت
نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا
شب و روز سرگرم فریاد تھا

فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز
ملکزادہ ہوم صاحب تمیز
سر دامن کوہ نزدیک غار
اقامت گزیں تھا وہ لیل و نہار

سنی شب کو آواز افراسیاب
اتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
ادھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا
ادھر کو دیئے کان سننے لگا

سنا یہ کہ کوئی بترکی زبان
یہ کہتا تھا باچشم تر بر زبان
کہ اے شاہ توران ماچین و چین
کہاں ہے ترا تخت و تاج و نگین

کہاں وہ دلیری و جاہ و حشم
فلک نے کیا مجھ پہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان میں آیا تو آہ
سو غار تاریک لایا پناہ

یقین اسنے جانا کہ افراسیاب
کرے ہے فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اسکی بیداد سے درد مند
کہ پہونچا تھا کچھ اسکو اسیب گزند

پے انتقام اسنے باندھی کمر
کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
تو آیا وہیں ہوم نزدیک غار

پکارا کہ اے شاہ افراسیاب
دعا تیری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا ہے مجھے
کہ بر لاؤں مقصد کروں خوش تجھے

تو آ غار تاریک سے باہر اب
یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اسے ہوم نے خوب پہچان کر
لگایا بزور ایک مشت آن کر

ہوا جو ہراسیمہ و [illegible]
لگی ہونے کشتی وہاں پھر بہم
کیا شاہ توران نے گو زور سخت
ولے تھا گرفتار برگشتہ بخت

[illegible] زبردست
کیا چرخ پنجہ ور نے [illegible] پست
اٹھا ہوم نے اسکو ٹپکا زمین
کیا پھر گرفتار از روے کین

زبانیکا ہرگز نہیں اعتبار
کسی کا نہیں چرخ گردندہ یار
کرے نامداروں کو دم میں تباہ
کرے سربلند اور کبھی پست آہ
تفرع انسان بعد کے ہوا وہ یون
مرے دست بازو ہے [illegible] گران
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر
کہا ہوم نے تو ہے بیداد گر
جہاندار نوذر شہ نامدار
سیاوش سپہدار عالی تبار
جو انمرد اعزت پہلوان
سو آنکے تھے اور شہزادگان
مرے سب بزرگان فرخ نہاد
کہ تھے نامدار و فریدون نژاد
انہیں قتل تو نے کیا بیگناہ
نہ آیا تجھے رحم زنہار آہ
مرے جور سے مین گریزان ہوا
سو کوہ و صحرا افشتان ہوا
وگرنہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک
کہ ہرگز خدا کا تھا تجھکو باک
رہا آگے بالا سے کوہ بلند
کہ تا مجھکو پہونچے نہ [illegible]
دعائیں میں کرتا تھا ہر دم
کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
رہے کچھ نہ تیرا نشان دہر مین
اگر تا جا کے آباد ہون شہر مین
جو چاہون تھا مجھکو [illegible] دیا
تجھے اب گرفتار میرا کیا
ذرا گر حقیقت تو ہی عیان
اگر کیونکہ تسبیہ ہوکے آیا یہان
بیان ماجرا اسنے یکسر کیا
نشان خسرو نامور کا دیا
شہا بان ہوا ہوم فرخندہ خو
سو تا جور لیکے بدخواہ کو
[illegible] حکم تو مجھکو یان قتل کر
انہ لیجا حضور شہنشاہ [illegible]
پذیرا نہ اس نے کیا یہ سخن
گشان لیگیا پیش شاہ زمن
ہوا شاد کیخسرو ارجمند
کیا لطف سے ہوم کو سربلند
سرافراسیاب جفا پیشہ کا
کیا تیغ بران سے شہ نے ہلا
ستمگار کر شیوز کینہ ور
کہ تھا قید میں اسکے بھی [illegible]
کیا کشتہ خنجر آبدار
ادا پھر کیا شکر پروردگار
کہ تیری عنایت سے ای ذوالکرام
کیا بدسگالوں سے اب انتقام
جو شخص سب ملک توران ہوا
تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
ہوا حکم یون رستم گرد کو
کہ توران میں تو ای پیل [illegible]
عمل اپنا کر شوکت و شان سے
بد اندیش ہون دور توران سے
بفتح و ظفر پھر شہ پاکدین
ہوا رونق افزاے ایران مین
جہاندار کاؤس کشور کشا
از روے مسرت کیا پیشوا
خوشی سے بغلگیر باہم ہوئے
برنگ گل تازہ خرم ہوئے
کہا یون بامداد لطف کریم
میسر ہوئی ہمکو فتح عظیم
مخالف سے خون سیاوش لیا
ہوئی جمع خاطر [illegible] شہدا

رحلت نمودن کیکاؤس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان میں ہے بجز ذات پروردگار
نہیں ہے کسیکو ثبات زنہار
گدا ہووے یا بادشاہ و وزیر
کسی کو نہیں ہے [illegible] گریز
جہاندار کاؤس با جم حشم
شتابان ہوا سوے ملک عدم
چہل روز کیخسرو نامدار
رہا غم سے کاؤس کے سوگوار
سر تخت شاہنشہی بعد ازان
ہوا [illegible] خورشید جلوہ کنان
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس
تو حاصل [illegible] کیا پابوس
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران
ہوئے اس کی بخشش سے خرم جہان
رعیت نوازی جہان پروری
حقائق شناسی [illegible]
[illegible] سے شاہ ذی زینہار
رکھا عدل سے کام لیل و نہار
میسر ہوئی خالق کو ایمنی
ہوے شہ کی [illegible]
پس از مرگ کاؤس تا ہفت سال
رہا حکمران شاہ فرخ خصال
عبادت پہ مصروف دل جب ہوا
سوے حق پرستی [illegible] مائل ہوا
امور خلافت [illegible] کا
کیا اہلکار و نکو مالک تمام
ہوا جبکہ شہنشہ نامدار
عبادت میں مشغول لیل و نہار
بزرگان ایران [illegible] پیش شاہ
یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
نہ یکبار ہو تخت شاہی سے دور
کیا چاہیے [illegible] امور
کرو حق پرستی [illegible]
اگر ہو کار دنیا بوقت سحر
لگا کرنے خسرو [illegible]
نہیں [illegible]
[illegible]
کہ دار الفنا سے کرو تم سفر
کرون سلطنت کا [illegible]
کہ مائل [illegible] زینہار
دلیران [illegible] ایران زمین
ہوئے سنکے دلگیر اندوہگین
طلب رستم زال زر کو کیا
مفصل [illegible]

پسنکر وہ ایران میں آئے وہان
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا
ہمیں اس مکان میں نہیں یاں رہی
شتابان ہوے سوے شاہ جہان
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان
کہا شہ نے یون کای یلان دلیر
غرض جہد و کوشش ہی یہ مدام
تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
وہ بولا کہ مردم سے نفرت ہی اب
نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر
یہ مجھے آرزو جی ہی یون چاہتا
شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
پسنکر وہ دونون یل نامور
بزاری و فریاد سنکر وہین
نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
یہ کہکر وہین خیمہ باہر گیا

گئے پیشوا جملہ نام آوران
کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
نہین اسکو ہمسے سروکار ہی
کیا آگے بیرون پہ فغان
وہ بولے کہ ای بادشاہ جہان
ہوا مین تو دنیا و دولت سے سیر
کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم
فقیران و مسکین کو زر دیجیے
سنی غیب سے یہ صدا مین نے جب
تو خواہش ہی جو زر سیم نہ لال زر
کہ زنہار ہو مین نہ تجھسے جدا
کہ جا بیٹھ دگر بار مین جاؤنگا
برآمد ہو وان سے با چشم تر
برآمد ہوا خسرو پاکدین
کہ ہی رفتنی یہ سرای سپنج

بیان نامداران سے پھر یون کیا
مقرر کیا ہی جدا اک مکان
ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم
مجھے قصد یزدان پرستی ہی اب
یہ پاسخ دیا پھر کہ ای بادشاہ
عبادت سے بہتر ہی شاہ جہان
کہ نزدیک تر آگئے ایام مرگ
ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
ترے ساتھ مین بھی ہون گوشہ نشین
کرون حق کو تفویض جان اسطرح
انھین دیکھکر جملہ ایرانیان
ہراک کی شہنشہ نے کی دلدہی
بھلا اب مین شاہان پیشین کہان

کہ اے پہلوانان کشورکت
شب و روز رہتا ہی خسرو وہان
ہوا رستم و زال کو رنج تب
کیا اس مکان مین نہین بار پا
دوان آئے ہم با دل پر الم
عبادت مین مشغول ہون روز و شب
جو ہی خواہش توشہ زاد راہ
تو جو ہی لازم سو کر درمان
مہیا تو کر ساز ہنگام مرگ
کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد
کرون یاد ذکر جہان آفرین
ہوئی غیب سے شب ندا جسطرح
لگے کرنے فریاد شور و فغان
کہا یون نہ غم سے کرو دل تہی
جہان سے تو گئے ہم بھی جاوینگے ہان
شبستان سے سو بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را
و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود بیک چشمہ رفتن و ازانجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر
فقیران مسکین جو تھے شہر مین
کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم
ہوا گودرز اسکا وزیر
کیا ملک تقسیم پھر سر بسر
تمہارا ہی لہراسپ اب بادشاہ
ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان
جو موجود ہی پور فرخندہ بخت
کہ خسرو نے جسکو کیا بادشاہ
کہ اس خاک کو تو کرے سرفراز
شجاع و کریم و خلائق نواز

کیے جمع ایران کے سب نامور
کیا انکو شہ نے غنی دہر مین
رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر
ہوا صاحب ملک ہر نامور
اطاعت کرو اسکی شام و پگاہ
یہ گفتار لائے زبان پر کہ ہان
تو ہو بیٹھے نہ داماد کو تاج و تخت
یہ لازم ہی ہمکو کہ شام و پگاہ
تو ہم سر جھکاوین ز روے نیاز
سزاوار شاہی ہی وہ سرفراز

عطا کی انھین نعمت بیکران
بداد و دہش شاہ گیتی فروز
ہوے جب کہ فارغ شہ نامجو
کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
لگا کہنے پھر خسرو پاکدین
فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
فریبرز ہے پور کاؤس کے
سنی جب یہ گفتار ایرانیان
کرین بندگی اسکی جون بندگان
کہا شہ نے جو کوئی ہو دادگر
یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہی

ہراک کو جہان مین کیا کامران
رہا دل سے مصروف تا ہفت روز
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو
کہ دیکھا اسے لائق کار فوج
کہ ای سرفرازان ایران زمین
کہ فرمانبری تو بھی کیجو سدا
سپہدار لہراسپ داماد ہے
کیا یہ سخن زال نے تب بیان
یہ کہکر کیا پیش خسرو بیان
خردمند دانا و صاحب ہنر
جوانمرد با داد فرہنگ ہے

کیا ہے سمجھکر اُسے شہریار
کہ ہے بادل و عادل و ہوشیار

یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
بزرگان ایران ہوسکے شاد

پرستاری شاہ عالی تبار
دلیران و گردان کی اختیار

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ ہم اب ہوئے شہر اسے تام جو

مجھے خواب میں چشمہ آیا نظر
شتابندہ پہونچا ہون یا سے ادھر

وہان جا کے دونگا میں جان حزین
یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین

جب آگے گیا خسرو نامجو
تو برخصت کیا رستم و زال کو

ہوئے وقت رخصت کے گریہ کنان
ہوا شیر دوان ہے خسرو روان

پئے بیژن و گیو و گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی

نہ رخصت ہو راہ سے زنہار
گئے پھر وہ خسرو نامدار

سر چشمہ جسدم کہ خسرو گیا
تو وان غسل شاہ جہان نے کیا

کہا سب نے وقت جدائی ہے اب
خدا سے مجھے آشنائی ہے اب

سو خانہ یان سے روان ہو شتاب
کہ ہوگی یہان بارش برف و آب

چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوئے بیخ سے کندہ یکسر درخت

یہ کہکر گیا چشمۂ آب مین
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب مین

ہوا جبکہ خسرو دوان ناپدید
تو سب نامداران ہوئے ناامید

پھرے وان سے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یون کمان

توقف ذرا کرکے کہا وہین طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام

مگر گرد گودرز فرخ سیر
روان اس مکان سے ہوا شتر

طعام الغرض سب نے کھایا وہان
گئے خواب مین پھر وہ گردنکشان

نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش برف پھر اسقدر

کہ کیسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا ابلکہ روئے زمین ناپدید

فریبرز و ستہم و طوس جوان
یل گیو اور بیژن پہلوان

سوا انکے بھی اور وان نامور
گئے پھر وہ شاہ تھے جسقدر

تہ برف یکبارگی دب گئے
بستۂ جہان عدم سب گئے

کہ تھے منتظر گرد گودرز تھا
نہ زنہار کوئی وہان جب گیا

تو پھر آسنے پھر کسی کو ادھر
الہی جائے نام آورون کی خبر

وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے وہان
کہ مردہ ہین سب شیر پرفن گران

یہ ہے رستم و زال تخت بلند
کرگا ہے رکھی شاد کہ دربند

کسی کو نہین ہے جہان مین قرار
پھرے ہے سدا گردش روزگار

اب آتا ہے تخت پر لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے جسکو تاج و کلاہ

رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سریر شہی پر ہوا جلوہ گر

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

ندی ہاتھ سے رسم کینہ تیزی
رکھا خلق کو خوش بعد نیکوئی

کیا وسیلہ لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوئے شاد شاد

جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے

ملکزادہ شیداسپ اور اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر

یہ دونون تھے ... کیا
الہی لہراسپ کے ساتھ منسوب تھی

دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے

ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
ولیعہد جہان شاہزادہ زریر

ولیکن تھا ہشیار ہر کار مین
جو تھی مرد گشتاسپ ہر کار مین

وہ تھا لائق تاج و فرماندہی
نمایان تھی چہرے سے فر شہی

دلیر و زبردست مغرور تھا
دل شاہ سے اسلیے دور تھا

موافق نہ تھا شاہ سے زینہار
رکھے تھا اسے شاہ ناچار خوار

خفا ہوکے اک روز مرد جوان
گریزان ہوا سوئے ہندوستان

زریر اور لاور کو ... آسا
کہ لیتا سواران جنگ آزما

تو گشتاسپ کو لا شاہی یہان
شتابان ہوا پھر زریر جوان

جدھر کو گشتاسپ گشتہ تھا
ادھر کو تفحص کنان ہے گیا

ملا اسکو گشتاسپ انجام کار
زریر اس سے بولا کہ اے نامدار

... کی پھر وہان
یہان سے ہوا بسوئے ایوان وان

لگا کہنے گشتاسپ ای نامجو
نہین میری پیش پدر آبرو

کرے ہے وہ توقیر کاؤسیان
نہین مجھ پہ اور تجھ پہ کچھ مہربان

ولیعہد اپنا کرے مجھکو گر
تو حاضر ہو نہین چلکے پیش پدر

دگر نہ کہین پھر نکل جاونگا
نہ زنہار پیش پدر آؤنگا

زریر اور لاور نے ... دیا
کہ ہو نہین کفیل آپ کے کام کا

پھرے پھر وہان سے وہ دونون جوان
خوشی سے سو خانہ آئے دمان

سنی شہ نے گشتاسپ کی جب یہ بات
نہ ہرگز کیا اس سے کچھ التفات

جھکا یا نظر شاہ نا مہربان
زر و زیور و الماس بفرمان شاہ
سو خانہ نا کام آیا زریر
متاع و زر و مال سب ہو چکا
کہا اپنی دختر نے یوں اے جوان
وہ رکھتا تھا قوت ایک روز کا
وہیں مہتر ساربان نے طعام
ہوا جب نہ گشتاسپ ان کامیاب
کسی نے اُسے دوہ میں ٹہلا دیان
غضبناک آہنگر اُس سے پھرا
غرض وہ نہ گشتاسپ نالان گیا
کھلایا طعام اُس نے لیجا کے سیر
کہ نسل فریدون سے ہوں اے جوان
لگا کہنے یہ سرور ارجمند
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر
یہی رسم تھی قیصر روم کی
فراہم وہان ہوتے تھے شاد شاد
کتایون تھی اک دختر شہریار
بلائے جوانان عالی گہر
اُسے خواب آتا تھا شب کو نظر
نصیبہ ہے جسکے ایران کا تخت
نہ دیکھا جوان کوئی اُس شکل کا
اُسے دختر نے دستہ گل دیا
وہ دہقان گشتاسپ فرخ جوان
کہ مجلس میں قیصر کی آؤ چلو
گئے الغرض وان وہ دونون جوان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہرو
اُسے دستہ گل جا کے دے آ
تب لیجا کے دیا اُس جوان کی بخدمت

اُٹھا جا کے گشتاسپ جنگی جوان
گیا اُسکے دنبال لیکر سپاہ
سو روم پہونچا وہ مرد دلیر
تو پھر سوئے دیوان قیصر گیا
نہیں ہے نویسندہ درکار یان
سو خانۂ ساربانان گیا
کھلا کر کیا خرم و شاد کام
گیا سوئے آہنگران پھر شتاب
حوالے کیا بار آہنگران
کہ نقصان اُسکا سراسر ہوا
سو دشت با چشم گریان گیا
لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
اقامت گزین ہوں نہیں ہے سکون
تو اور میں ہوں یکجا بہم ہوشمند
وہان اُسنے کی ایک مدت بسر
کہ دختر شہ کشور روم کی
جوانان خوش رو سے و فرخ نژاد
ہوئی جبکہ بالغ بت گلعذار
ملکزادگان خجستہ سیر
کہ یکمرد خوشرو ہے بالکہ فر
ترا جفت ہوگا وہ فرخندہ بخت
کہ جسکا تصور کتایون کو تھا
سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
بہم شہر میں آئے تھے ناگہان
کہ شاید نصیب اپنے وہ جفت ہو
کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
کہ تھی اُس جوان کی مجھے جستجو
گئی پھر شبستان میں وہ مہ لقا
نہیں ہمکو معلوم ذات و صفا

سو روم آ تنہا گریزان ہوا
گیا دور تک وہ تفحص کنان
غریبانہ گوشے میں کرکے قیام
کہا میں دبیر و نویسندہ ہوں
کرے گر توقف تو پھر ہے تمام
بسان غریبان و بیچارگان
کہا پھر گشتاسپ سے اے جوان
کہا جا کے اُسنے کہ مزدور ہوں
بزور اُسنے مارا وہ پتک ایک
بہت سی دیکے دشنام از روئے کین
کیا رحم دہقان نے یہ دیکھکر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد
کیا کار دہقانیان اختیار
کہ ہو گشتہ کئی سال سے میں یہاں
پھر آخر کش گردش روزگار
جو ہوتی تھی بالغ جب اس سلطنت
جسے چاہتی دختر نازنین
شہ روم نے تب بعہد انبساط
جو دیکھے کتایون نے سب ایلیا
غریبانہ آیا تھا جو شہر میں
شہ روم نے پھر بھی روز دگر
دگر بار پھر رات کو وقت خواب
کہ ہاں شہر میں آج آویں سبھی
منادی کی دہقان نے سنکر صدا
رخ شاہد دولت آیا نظر
سو شاہ گشتاسپ فرخ سیر
یہ کہکر وہیں دختر دلستان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجے ہلاک

شتابندہ طرف بیابان ہوا
ولیکن نہ پایا کہیں کچھ نشان
لگا صرف اوقات کرنے مدام
یہاں جا کر اک جا میں جو بیٹھ رہ
مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام
ارادہ کیا چاکری کا وہان
ہمیں ہے نہیں خواہش ساربان
اب اک کام میں خوب محنت کرون
کہ سندان شکستہ ہوئی اور تپک
کیا دور دکان سے اپنے وہین
وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
نہیں کچھ غم گردش روزگار
وطن ہوں ستمدیدۂ چرخ دون
ہوا یاور اقبال انجام کار
مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
اُسے شوہر اپنا وہ کرتی وہین
مہیا کیا ایک جشن شاہانہ
نہ آیا پسند اُسکو اک نامدار
نہیں اُسکے رو کش کوئی ہے نہ تھا
دکھلائے کتایون کو سب نامدار
نظر اُسکو آیا وہ عالیجناب
مسافر بھی اور مردم شہر بھی
جو آئے دگشتاسپ سے یون کہا
میسر ہو جمعیت و کر و فر
پڑی جبکہ اُس نازنین کی نظر
ہوئی شیفتہ گشتاسپ پر جوان
لگا کہنے یوں کھینچکر دل سے آہ
ولیکن امیرون نے منحوف عتاب

کہا یوں کہ رکھیے خدا پر نظر
ہمیں چاہیے کرے داور دادگر

لگا کہنے پھر قیصر نام جو
کرو خوب تحقیق اس بات کو

کیے پیش گشتاسپ فرخ خصال
ہوئی جب کہ اُس سے عیاں سب حال

سنا حال سنکر گئے مرد مان
کیا پیش قیصر مفصل بیان

کیا عرض پھر مردمان نے یہی
عیان اسکے خط سے ہوئی فرخی

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال و زر
کیا بلکہ دونون کو گھر سے بدر

گذر کرکے دریا سے گشتاسپ شاہ
نکالا ایک گرگو خر کا پگاہ

غرض قوت ہر روزہ نخچیر تھا
پراگندہ خاطر تھا دلگیر تھا

ہوے وہ جوان آنکے بھی ہمشکار
کہ تھے اقربائے شہ نامدار

کہ بیشے میں اک گرگ خونخوار ہے
رسانیدہ رنج و آزار ہے

ہوا اُس سے ہرگز نہ عہدہ برا
تلافی نہ کچھ کر سکا میں ذرا

گیا اسکے بیشے میں وہ نام جو
کہ کیونکر کروں قتل اس گرگ کو

کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
سو دشت جاتا ہے بے رنج و غم

گر اُس سے تو خواہان امداد ہو
ملادے تہ خاک و خون گرگ کو

گذربان بھی ہمراہ اسکے گیا
یہ گشتاسپ سے جب کہ اُس نے کہا

پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
دلیرانہ روز دگر پیلتن

گذربان مرین بھی ہمرہ گئے
وے راہ میں خوف سے رہ گئے

طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
وہیں تیغہ مارا جوانمرد پر

گذربان و مرین ثناخوان ہوے
بہت دل میں مسرور شادان ہوے

وہ کہنے لگا کسقدر تھا یہ کام
کہ اپنا کروں آشکارا میں نام

ادا میں نے کی شرط اے بادشاہ
مجھے دیجیے اب دختر رشک ماہ

وہاں گرگ کشتہ جو آیا نظر
تو حیران رہا قیصر نامور

کہا شہ نے اہرن سے یوں ایک آن
کہ ہے کوہ میں اژدہا کا مکان

ہوا دل میں اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ کیونکر کروں اژدہا کو ہلاک

کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو

یہ سنکر حضور اسکے اہرن گیا
بیان اُس سے اپنا کیا مدعا

تولا کرکے تیار اک نوجوان
کہ تا قتل ہو اژدہائے دمان

ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
مقابل ہوا آنکے اژدہا

کئے جب جگل تند اُسنے رہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بپا

مناسب نہیں عہد کا توڑنا
نہیں خوب آئین سے منہ موڑنا

کہ یہ کون ہے ذات کیا اسکی کیا
تفحص میں مہرمان نے کیا

وہ بولا کہ الہرست کا ہوں پسر
خفا باپ سے ہو کے آیا ادھر

نہ زنہار قیصر نے باور کیا
کہا قیصر دختر نے پھر خواب کا

نہ کچھ عذر یان پیش ہرگز کیا
بندھا عقد گشتاسپ سے دخت کا

گیا اون گشتاسپ فرخ بہم
لگے رہنے ویرانے میں لاجرم

گذربان کو اک حصہ دیکر مدام
سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام

وہ دختر شہ روم کی اور حسین
پہ نیکر وہ خورشید رو مہ جبین

جوانون کا مرین جو اہرن تھا نام
یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرام

کیا ملک کو اُسنے بیکی تباہ
گیا میں کئی بار لیکر سپاہ

کرے تو اُسے قتل گر اے جوان
تو پھر دون تجھے دختر دلستان

گذربان نے اک روز اُس سے کہا
کہ گشتاسپ داماد سلطان کا

کرے ہے شکار ایک گور کلان
دلیر و تنومند ہے وہ جوان

ہوا شاد مرین یہ سنکر سخن
گیا پیش نام آور پیلتن

کہ اے نامور گر مرا ہو تو یار
تو ہو شاد مدعا ہمکنار

سو گرگ جنگلی شتابان ہوا
نہ زنہار دل میں ہراسان ہوا

گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان

دلاور جوان نے بیک ضرب تیغ
دو پارہ کیا گرگ کو بیدریغ

کہا پھر یہ مرین سے اے نامدار
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار

حضور شہ روم مرین گیا
کہا گرگ کو قتل میں نے کیا

نہ باور کیا شاہ نے زینہار
گیا سوے صحرا شہ نامدار

پھر ایفائے وعدہ کیا با خوشی
وہ دخت اپنی پھر مرین کو دی

اگر کشتہ ہو تجھ سے وہ اژدہا
تو حاصل ہو دل کا ترے مدعا

گذربان احوال گشتاسپ کا
بیان پیش اہرن مفصل کیا

یقین ہے گشتاسپ بیخوف و باک
کرے اژدہا کو بھی دم میں ہلاک

لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
کہ اک خنجر تیز دندانہ دار

گیا اور لایا وہ خنجر وہیں
یہ کہکر گیا سوے کوہ برین

دہن سے وہ جب دم تھا آتش فشان
خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان

وہیں خنجر تیز پھر زود تر
سر تیر گشتاسپ نے باندھ کر

دہن مین گیا اژدہے کی روان
وہ دندان تیز اسکے کندہ کیے
وہ دندان دیے قیصر روم کو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہمرہ اہرن نامجو
کہ ہے قاتل گرگ و مار سیاہ
کہ گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اس دلاور نے بنجوع بار
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
ہون جیسے جنگل سے گاہی رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

وہین لیکے پھر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو لاکر دیے
تعجب مین آیا شہ نامجو
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
تو ہرگز نہین قاتل اژدہا
شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خرد کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہے کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

کیا خستہ مغز سر اژدہا
وہ پیش شہ اہرن آیا دوان
نہ باور کیا پھر سخن زینہار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان
وہ بولا کہ اے سرو باغ چمن
بیان کی یہ گفتار اہرن جب
کتابون کی استاد تھی ایک زن
گئی وہ کتابون کی پاس حضور
جو مہرین و اہرن کا یاور ہوا
کتابون کی مان نے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

نشان اژدہے کا نہ ہرگز رہا
کیا ماجرا اژدہے کا بیان
گیا جانب کوہ ہو کر سوار
نژاد کیان سے ہے یا کوئی یان
نہ زنہار تو اب ہو پیمان شکن
ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ اس سے لگی کہنے وہ سیمتن
لگی کہنے یون با فراوان سرور
تو پھر مدعا انکا یکسر ہوا
کیا عرض پیش شہ ذوالکرام
نہین کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت زر و طرب
فزون مرتبہ پایا تب سر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس

والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان بہ پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو
کہ شور و خزر کا الیاس شاہ
سپہ لیکے آیا سوے ملک روم
سپہ لشکر خزر آیا دوان
ہوا دشت و صحرا شتاب مین سقدر
پکارا یہ میدان مین آن کر
دلیرانہ الیاس آیا وہین
تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
ہوا قید میدان مین الیاس جب
غرض ملک تسخیر یکسر کیا
وہان آکے از روے الطاف عطا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز
یہ سنکر وہین پیش سلطان روم

ہوے تابع حکم سردار فوج
کہ اب خزر سے دست بردار ہو
کہ رکھتا تھا ساتھ اپنی جنگی سپاہ
سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
کہ صحرا ہو بحر خون سر بسر
کہ الیاس رکھتا ہے ہمت اگر
ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا
گریزان ہوا لشکر خزر تب
بہت گنج قیصر نے وانسے لیا
زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
کہا شاہ سے اے شہ نیک روز
لگے کہنے یون نامداران روم

نہ محکوم تنہا تھی اسکی سپاہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین
ادھر سے بھی گشتاسپ لیکر سپاہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر
تو ہو ساتھ میرے یہان گرم کین
جو گشتاسپ نے نیزے کو زور سے
گرفتار کر کے وہ جنگی جوان
گیا خزر تک پھر تعاقب کنان
پھر اخزر سے پھر بفتح و ظفر
کیا ملک مختار یکسر امور
تنگ و ساز اب سوے ایران کرو
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم

شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
جو منظور خاطر ہو کر بیدرنگ
کیا قصد پیکار از روے کین
مغیریان قیصر ہوا کینہ خواہ
نثار عمود و سنان و خدنگ
دوان کر کے گھوڑے کو مانند شیر
نہ ہرگز کرے جنگ مین کچھ درنگ
کمر مین کیا بند الیاس کے
اسے لیگیا پیش قیصر کشان
شہ روم باشوکت و فر و شان
سوے روم آیا بصد کر و فر
جوانمرد کو با نشاط و سرور
نبرد آزما شاہ ایران سے ہوا
وہ رکھتا ہے گنج و سپاہ عظیم

نہین خوب لہراسپ کی ساتھ رزم
کہ ہی شاہ لہراسپ میرا پدر
دلیران ایران کو یارا کہان
کہ تسخیر ایران مین جا کرون
سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ
ہوا لیکے قابوس نامہ روان
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو
کہا یون فرستادہ نے بعد ازان
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا
پھر الیاس خزری کو تھا نام و ننگ
مٹایا ہی جوکس کے وہ جنگ آزما
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے
نکلا اتنا اک پہلوان پر غرور
نہین خزر ایران نہ آیا ہم
یہ نامہ نویسندہ جب لکھ چکا

مناسب نہین ملک ایران کا عزم
عیان اسکا احوال ہی سربسر
کہ یون ساتھ میری ستیزہ کنان
تجھے صاحب تخت و افسر کرین
یہ مضمون رقم آہین شہ نے کیا
مجھے دے تو ہی صلح ای بادشاہ
گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
کہ تسخیر کرے تو فقط خزر کو
حقیقت ذرا جنگ کی کر بیان
کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان
اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
اتھا کر اسے لایا جوان بیدرنگ
کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
اگر سر کیا فتنہ گشتاسپ نے
کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور
تو اندازے سے رکھ نہ باہر قدم

جوان دلاور ہوا خشمگین
مری جنگ کی تاب اسکو نہین
ہراسان ہین گر روم کے نامدار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن
کہ ہی ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب
بجالا کے آداب نامہ دیا
ہوا قیصر روم مستغرق
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام
دلیرانہ دونون کو بھیجو جواب
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان
نظر کر کے اسنے اسکو زیر و زبر
شہ روم کو تاب کا پھر جواب
ہزارون ہین یان گرد شمشیر زن
بدستور پہونچا شتابی خراج

شہ روم سی یہ کہو لاو مین
کہان ہی یہ طاقت جو ہو کر حزین
تو ارشاد ہو مجھکو ای شہریار
تو شادان ہوا سرور انجمن
نہین جنگ جوئی مین ہرگز درنگ
تو ہووے گرفتار رنج و عذاب
ہنسا سنکے لہراسپ شہ کو گشتا
ہوا فہم و دانش سے یکبارہ دور
اسے قید قیصر نے کیونکر لیا
بنا ہاتھ سے اسکے پہلے یہ کام
کیا اس دلاور نے جاکر ہلاک
یہ بیشہ مین جسنے پیلان ایروان
کہا اسکے ہمشکل ہی وہ دلیر
لکھا یون کہ اے شاہ والا گہر
ہنر آزمایان لشکر شکن
رہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج
تو قابوس کو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بگشتاسپ و خود بیاد خدا مصروف شدن لہراسپ

برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر
تو کر صلح ہم سے نہ ہو کینہ خواہ
کہ مین نے تری قدر جانی نہ آہ
خطا میری اب سربسر کر معاف
ہوا سیر مین افسر و تخت سے
رکھون سر پہ تیرے کلاہ بھی
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ
وگرنہ سمجھ ہی سرانجام جنگ
گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شام
کتابون کو لیکر شتابان ہوا

کہا اس سے لہراسپ نے اے دلیر
کرینگے نہ ہم خواہش تاجگاہ
وے ہو گئین اب جہان مین عذر خواہ
کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
تو فیروز ہو یاری بخت سے
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
کہ ہیا ہی تیغ و سنان و خدنگ
کہا اس سے پیغام لہراسپ
ادہان سے سوئے اقلیم ایران ہوا

تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
تو پھر پاس گشتاسپ کے آ کہو
تری یاد مین کیا پریشان ہون مین
روانہ ہو اب سوے ایران دیار
ارادہ یہ ہی معتکف ہو کے اب
بحکم شہنشاہ آفاق گیر
مجھے شاہ نے نصف ایران کی
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا
پیام پدر سنکے ہو شاد شاد
جو نزدیک پہونچا وہ سالار جم

یہ کہہ جا کے اس سے کہ اے شہریار
بجز یہ بھی پیغام [illegible]
بہت اپنے دل مین پشیمان ہی [illegible]
کہ ہی شوق دیدار لیل و نہار
کرون یاد یزدان مین [illegible]
سو روم ایران سے آیا زریر
تو ہمسے صلح البتہ ہو ہمسفر
وہ رخصت ہوا اپنے مکان مین گیا
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
گئے پیشوا نامداران ملک

کیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
دیا پھر جہاندار فیروز بخت
وہ بیٹھا وہاں جب کہ سب نامدار
جہاندار لہراسپ فرخ خصال
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں
نہ زنہار دل میں رہی حب جاہ
کسی حجرے میں وان شہ صاف دل
ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ
تو سارا جہان بھیجتے تھے خراج
مگر تھا نہ زنہار فرمانبری
سوا اسکے سب تاجدار زمان
یگانہ بعدل و کرم گستری
رکھا نام اسفندیار ایک کا
جو تھا نام اس شہ کا دستور تھا
بٹھایا پھر اسفندیار اس میں لا
بہت زورمند و جوانمرد تھا
ہوا ختم رستم کا احوال زرم

اٹھا تخت سے تب شہ نامجو
بٹھا ایک تخت اپنے پہلو تخت
بحکم شہنشاہ عالی تبار
جہان میں رہا یکصد و بیست سال
تو ہو مالک تخت و تاج و نگین
گیا پھر سوے بلخ لہراسپ شاہ

نشستن گشتاسپ بجای [illegible] و پیدا شدن اسفندیار

تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ
حضور شہنشاہ اورنگ تاج
کہ محکوم تھے اسکے دیو و پری
ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہان
تب [illegible]
دو اطفال کا نام [illegible] تھا
وہ علم [illegible] مشہور تھا
کہ جس [illegible] تھا
جہاں میں [illegible] تھا
بس اب [illegible]

پسر اور پیدا ہوئے پھر [illegible]
لگا کہنے گشتاسپ سے اے پسر
ہوئے سب کے محکوم فرمان پذیر
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازان
یہ کہکر قبائے شہی دور کر
کہیں آن غزنوں بلخ میں [illegible]
شہنشہ بفضل خدائے کریم
وے [illegible] چین کا فرمانروا
غرض فوج پر اپنے مغرور تھا
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر
کتایون سے پیدا ہوئے دو پسر
ہوئے دونوں شہزادے پروردہ جب
[illegible] بیابان [illegible]
رہی گرد رومین تن اسفندیار
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار
[illegible] اسفندیار جوان

ہوئے شل پر بہار اشکبار
تو اس تخت زرین پہ ہو جلوہ گر
دلیران و گردان امیر و وزیر
گیا میں تجے اب ترک کار جہان
لباس فقیری کیا زیب بر
پرستش گہ خلق تھا کعبہ سان
بہ یزدان پرستی ہوا مشتغل
جہان میں ہوا بادشاہ عظیم
کہ ارجاسپ تھا نام [illegible] کا
بہت اپنے نزدیک وہ دیو تھا
تھا کام جزداد شام و سحر
تنومند پرزور رشک قمر
سکھا شہنشاہ نے انکو سب
آگے یگ میں ڈال [illegible]
نہیں ہو شاہنشہ نامدار
کیے میں نے اشعار اتنی ہزار
کرون کارنامہ جوان کا بیان

رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاه خود را به پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاه در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاه ماچین و چین بر ایران و محاربهٔ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کار نمایان بظهور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام
وہ آیا حضور شہ دین پناہ
کیا کم سے یہ عمل آن کے
خبر اس نے سب کو بیان کر دیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ [illegible] کیا

بیان شہ سے کی [illegible] راہ
کہ گشتاسپ سے آگے ایوان کے
کہ برگ و ثمر اسکا جو کھائے تھا
زیادہ ہوا [illegible] اعتقاد
کرون [illegible]

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اسکے ہووے تھا عالم [illegible]
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب [illegible]

خبردار عالم ممالک سے تمام
ہوا معتقد اسکا شاہ جہان
ثمردار مطبوع و خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی بے شبہ و شک
کہ ہے سخت بیمار لہراسپ شاہ
تو پسر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ

ہوا خواہش دل سے اسکا مرید
دکھاؤں تجھے معجزے آسمان
اگر ہین کسی پر ہوں نامہربان
مرے پاس آئے ہیں اکثر ملک
تو گر اسکے آئین کرے اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا یا قسے بالا سے تا آسمان
کہا ایک روز اُسنے ای تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہے یہ شاہا تو بیدین ہوا
تجھے اسنے گمراہ آکر کیا
ترا باپ ہے دیندار و یزدان پرست
کہ بد کی نہ شاہا نے کی اختیار
سپہ ورنہ کھینچوں میں بیحد و مر
ذرا پند نامے کو پڑھ غور سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہی کیا ہے تجھے عزم جنگ
زریر دلاور نے تب یون کہا
ہوا شادمان شاہ کشورکشا
کرو ہمین تجھے کشتۂ تیغ کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچتا تھا وان
سنی جب خبر شاہ گشتاسپ نے
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
خردمند جاماسپ شہ کا وزیر
کہ ہے فتح کسکی بروز وغا
دلیران ایران بہت ہوں گے ہلاک
صف آراستہ ہو گئیں جا بجا

عقیدت کا ہر روز و شب تھا پدید
عیان مجھپہ ہے راز ہفت آسمان
تو دوزخ نصیب اسکو ہے بیگمان
عیان مجھپہ کرتے ہیں راز فلک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی میں دیکھ آیا وہان
ترا ہے مددگار پروردگار
کہ ہے دین سے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تبہ کار تیرا سراسر کیا
اور افسوس تو نے ہو کے شیطان پرست
نہ گمرہ ہو بہر خدا زینہار
ارون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آیا نہ باز رسم و بد خو سے
تو دستور گشتاسپ جاماسپ نام
نہیں چاہیے ہین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہیں یہ شہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامے کا
نہ تو ہو نہ لشکر نہ ماچین و چین
ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
نہ رہتا تھا برگ و شجر کا نشان
کہ کھینچی اُدھر فوج ارجاسپ نے
خبر دار نمایان خنجر گذار
صطرلاب دانی میں تھا بے نظیر
وہیں دیکھکر اسنے ظاہر کیا
پھر آخر بہ الطاف یزدان پاک
بہم رزم جنگی نمایان ہوئی

کہا شہ سے زردشت نے ایک روز
جسے چاہوں میں اسکو بھیجوں بہشت
جہان بادشاہا ہے الطاف رب
مرے واسطے شہد و شیر آتے اب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اسنے پھر یہ کہا
کہ ہی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کہ اب شوق سے عزم سمجھو یہین
وگرنہ ملاؤں تجھے خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
ترے پاس پہونچا ہے وہ ہوشمند
کیا کیش و دین تو نے اپنا تباہ
پڑا پاس تیرے کہ ہوں کینہ خواہ
ترا ہے یہ جو تو تمسخر بد سیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ ہوئے لیکے نامہ جو دو
یہ بولا کہ لکھے سمجھ کر جواب
انکا شاہ سے تھے اسفندیار
تعینات ہو ساتھ ہے سپاہ
اٹھا دے تو کستی سے رنج و آہ
غرض نامہ لیا جب ہو چکا
سپہ لیکے وہ وہیں گیے کارزار
نگر تا تھا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ
لیے لشکر چین بھی تیغ تبر
لگا اُس سے کہنے شہ نامدار
کہ خویش و برادر ترے روز جنگ
میسر تجھے ہو گی فتح و ظفر
دلیران ہمان گئے وان چین

رسول خدا ہو پیمبر ہے نیک رو
سو گلستان بہشت بریں
نظر میں مری عرش و کرسی ہے سب
ہوئی از ازل ہی شاہ گردون جناب
تو بس ترک دین اپنا یکسر کیا
ہوئی اسکو معراج حاصل تھا
نہ پھیرے تھا فرمان اسکے سر
تو مہوسا ارجاسپ گرم کین
کرون تیغ کھینچ تجھے میں ہلاک
وہیں پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ ہے سخت بد کیش وہ بد سرشت
پسر ہو ہوش زینہار دیکھ آگاہ
مناسب ہے تجھکو کہ اسکو شتاب
اُسے اپنے اقلیم سے کر بدر
کہ حاصل ہو تا دین دنیا تجھے
شتابی گئے پیش گیہان پناہ
کہا سنکے زردشت نے یون شتاب
مجھے کیجے رخصت سوے کارزار
کہ ہوں ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے ہو جمع لشکر سپاہ
تو پھر شہ نے دیوؤں کو رخصت کیا
روانہ ہوا سوے ایران دیار
جلاتا تھا ہر کاخ و ہر شہر کو
دلیران و جنگ آور و کینہ خواہ
سواران ایران سے تھا بیشتر
صطرلاب میں دیکھا ہے ہوشیار
بہت کشتہ ہوویں زیران نہنگ
گریزان ہو فوج چین سر بسر
ہو سرگرم پیکار از روے کین

پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر ۔ کہ تھا دخت کاؤس سے وہ دلیر
کیے قتل اُسنے کئی نامدار ۔ ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
ہوا جبکہ وہ کشتۂ تیغ تیز ۔ گیا پور جاماسپ بہر ستیز
گیا پھر وہین جنگجو سے دلیر ۔ جوانمرد پشتوہ پور زریر
ہوا جبکہ پشتوہ جنگی ہلاک ۔ زریر دلاور ہوا خشمناک
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد ۔ مقابل ہے ہو آکے مانند باد
شتابان ہوا پھر سوار دلیر ۔ سوے شاہ ارجاسپ مانند شیر
ہوا تب خروشندہ سلطان چین ۔ کہ اے نامداران ترکان چین
اُسے جو کرے شوکت و شان کرون ۔ بہت گنج و زر دیکے شادان کرون
گیا دیو نے زخم وہین رہا ۔ ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
دلیران ایران سے کہنے لگا ۔ کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
وہین سنکے بولا یہ اسفندیار ۔ کرون جاکے مین دیو سے کارزار
اگر دیو خونخوار کو کرکے پست ۔ تو دے لشکر چین کو مین شکست
پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اٹھا ۔ کہ اس دیو نے حشر برپا کیا
سنکر ملک زادہ اسفندیار ۔ وہین اسپ بہزاد پر ہو سوار
نہین روئین تن اسفندیار ۔ نہین تاب دیو و نکو یہ زنہار
روان کی وہین دیو پر کھینچکے تیغ ۔ سو پہلداران جہان بیدریغ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پر ۔ سنان نے کیا بس جگر سے گذر
جدا کرکے سر جسم ناپاک سے ۔ جوان نے کیا بستہ فتراک سے
مدد کو گئے سوے اسفندیار ۔ یہ کہنے لگا اُس سے اے نامدار
یہ کہکر سپہدار اسفندیار ۔ عقب اُسکے دونون وہ جنگی سوار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران ۔ زدوکشت باہم ہوئی خون روان
گریزان ہوا اسکے سلطان چین ۔ ہوے سب پراگندہ ترکان چین
کہ جا بخشتی اس لشکری کو ظفر ۔ تو آتش پرستی کمرین سربسر
پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر ۔ اُتر اسپ سے شاہ آفاق گیر
ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے ۔ دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
لگا کہنے دستور سے شہریار ۔ کہ میدان مین کشتگان کا شمار
ہوے کشتہ ایرانیان سی ہزار ۔ از انجملہ تھے ہشتصد نامدار
ہوے قتل سپاہ چین یکصد ہزار ۔ ہزار و صد و شصت شہ نامدار

دلیرانہ آیا سوے حرب گاہ ۔ سواران چین سے ہوا رزم خواہ
برادر جو اُسکا وہ شیدسپ تھا ۔ سو رزمگہ بعد اسکے گیا
کیے اُسنے ترکان خونخوار قتل ۔ ہوا آپ بھی آخر کار قتل
کیے غرق خون مرد خنجر گذار ۔ نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار
روان کرکے گھوڑا سوے رزمگاہ ۔ ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین ۔ کیے قتل دیوان و ترکان چین
صف فوج کو چیر کر سر بسر ۔ گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو ۔ کرے جو کوئی قتل اُس گرد کو
وہین بیدرنگ ایک مرد دلیر ۔ ہوا آنکے ہم نبرد زریر
زریر دلاور ہوا کشتہ جب ۔ ہوا پر الم شاہ گشتاسپ تب
جو اُس دیو سے جاکے ہو جنگجو ۔ ملادے تہ خاک و خون دیو کو
جہانگیر گشتاسپ نے ہوکے شاد ۔ کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد
تو سرپر ترے افسر زر رکھون ۔ تجھے تخت شاہی حوالے کرون
ہزارون ہے کشتہ ایرانیان ۔ نہین ہاے تاب اقامت یہان
دلیرانہ آیا دوان سوے دیو ۔ بسان ہژبر ژیان کر غریو
جو ہون سامنے میرے نبرد آزما ۔ کشندہ ہون دیوان خونخوار کا
دلیری سے وہ تیغ ہنگام جنگ ۔ اکڑ لی دلاور نے اور بیدرنگ
ہوا کارگر نیزۂ آبگون ۔ گرا خاک پر دیو سرکش نگون
شتابان ہوا اتنے مین پور زریر ۔ اُدھر آکے گرد فرشیدورد دلیر
کہ آؤ چلو سوے ارجاسپ شاہ ۔ کرو اُسکے لشکر کو یکسر تباہ
شتابان ہوے سمت لشکر چین ۔ جہاندار گشتاسپ بھی [illegible]
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ ۔ رہی کچھ نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
گرفتار آئے بت سرکشان ۔ یہ کہنے لگے ہوکے راضی کنان
کیا رحم گشتاسپ شہ نے وہین ۔ پھر آیا وہان شاہ روے زمین
ہوئی نعش پر اُسکی نوحہ کنان ۔ کہا یون کہ اے سرفراز کیان
اُسے رکھکے تابوت مین بعد ازان ۔ شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان
شمار اُسنے جب کشتگان کا کیا ۔ ہوا آشکارا کہ وقت وغا
جب آیا سو نعش ترکان چین ۔ تو ظاہر ہوا یکہ گردان چین
میسر ہوئی جبکہ فتح و ظفر ۔ ہوا شاد و شاہنشہ نامور

دیا دین زردشت کو پھر رواج | جہاندار نے از سر ابتہاج
دلیری و مردی و اسفندیار | ہوا دیکھکر شادمان شہریار
اُسے شاہ نے تخت و افسر دیا | خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر | پے ملک گیری تو باندھ اب کمر
جہانمین بآئین و طرز نکو | مروج تو کر دین زردشت کو
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار | سو روم پہلے گیا نامدار
شہ روم محکوم و وہین ہوا | پذیرندۂ دین و آئین ہوا
رکھا زند و استا کو بالا سر | اطاعت مین بہبود آئی نظر
گیا پھر سو ہند اسفندیار | وہان بھی یہ آئین کیا آشکار
پھر آیا جب سو یمن پہلوان | ہوے لوگ وان کے پرستش کنان
گیا جس ولایت مین اسفندیار | گیا جسطرف نامۂ نامدار
ہوے سب وہ جا فرمان پذیر | رعایا و شاہ و امیر و وزیر
گئی ہر طرف زند و استا کتاب | نہ آئی کسی کو یہ زنہار تاب
کرے حکم سے اُسکے جو انحراف | کسی نے نہ ہرگز کیا برخلاف
سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا | سو شاہ گشتاسپ کشورکشا
کہ خرد و کلان نے ز روی طرب | پذیرا کیا دین زردشت سب
ہر اک ملک مین مردم خاص و عام | ہوئی گرم آتش پرستی تمام
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد | کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان و تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن | ہوے آکے حاضر سران زمن
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان | ندیم شہنشاہ گیتی ستان
ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار | لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
سنا ہے کہ اسفندیار جوان | رکھے ساتھ اپنے ہی فوج گران
غرور اُسکو ہے زور سرپنجہ پر | کہ ہم پنجہ اُسکا نہین شیر نر
رکھے ہے وہ دل مین خیال تباہ | ارادہ یہ ہے اُسکا شام و پگاہ
کہ تجھکو کرے آنکے یان اسیر | ترا چھین لے ملک و تاج و سریر
سنا تھا جو مین نے وہ ظاہر کیا | جو بہتر سمجھیے وہ کیجیے شہا
ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ | نہ مائل ہوا پھر سوے بزمگاہ
گیا ایک عالم صبر و آرام و خواب | رہا تا سہ روز و سہ شب اضطراب
طلب کرکے پھر اپنے دستور کو | لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار | یہان لا شتاب اُسکو ای نامدار
وہ جاماسپ دستور شاہ جہان | گیا پیش اسفندیار جوان
دیا پھر پیام شہ نامدار | لگا کہنے پھر وہین اسفندیار
مجھے کل کی شب خواب آیا نظر | کہ ہے خشمگین مجھسے میرا پدر
وہ بولا کہ ہے راست تیرا یہ خواب | جوانمرد نے تب کہا یون شتاب
کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا | ہوا پر غضب شاہ کشورکشا
کیا مین نے ہر اک کو آتش پرست | کیا سربلندان عالم کو پست
ہوے میری شمشیر سے سرکشان | پرستندۂ بادشاہ جہان
نہ کی میری خدمت پہ پھر گر نظر | ہوا خشمگین آہ یون تاجور
سمجھتا ہون اپنا تجھے دستدار | جو کچھ مصلحت ہو سو کر آشکار
وہ بولا یہ بہتر ہے ای نامور | کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر
لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار | کہ آزار دیگا مجھے شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہے جو رہسپر | نہ پھیر اُسکے فرمان سے زینہار سر
ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار | بزرگ آئین تھا بہمن نامدار
دوم پور مہر نوش نامور | سوم آذر گہر دوم فرخ سیر
چہارم تھا نوشادر نامجو | ہنرمند دانا و فرخندہ خو
غرض کرد بہمن کو اسفندیار | بجاہ و حشم کرکے مختار کار
روانہ ہوا سوے گشتاسپ شاہ | سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
گیا جب حضور شہ نامدار | ہوا تب گرفتار اسفندیار
اُسے قید کرکے کیا پھر روان | شہنشہ نے سوے دژ گنبدان
ستونہاے سخت آہنی کے کنار | ستونون سے باندھا اُسے استوار
سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا | بصد رنج و غم بلخ مین رہ گیا
ہوا بھائیون کو وہ لیکر روان | وہانسے بسوے دژ گنبدان
گیا الغرض پیش اسفندیار | ہوا باپ کا مونس و غمگسار
گئے جب گیا روزگار دراز | تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز

ہوا بلخ سے عازم سیستان
کہ آئین تازہ کرے اسے جہان

جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا
تو آیا تہمتن وہین پیشوا

کیا اختیار اسنے آئین شاہ
مروج کیا ملک مین دین بشاہ

رکھا زند و استا کو بالائے سر
کیا اسکو رائج وہان نزد و تر

کیا بعد ازان شاہ کو میہمان
رہا شاہ گشتاسپ دو سال وان

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین

در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ

برائے امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر
کہ اسفندیار یل نامور

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر
میان در گنبدان ہوا اسیر

کیا ہے سوئے سیستان بادشاہ
نہین بلخ کے شہر مین کچھ سپاہ

یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین
کیا پھر وہین خرم پرخاش و کین

سپہدار کہرم تھا اسکا پسر
اسے بادشاہ گران آن کر

سوئے بلخ اسنے روانہ کیا
وہان اسقدر کوئی ہرگز نتھا

کہ کہرم ہوا آنکر کینہ خواہ
گئے عمر و مان پیش لہراسپ شاہ

کہا یون کہ اے بادشاہ جہان
نہین کوئی سردار لشکر یہان

مناسب ہے اب کیجیے سروری
کہ زیبندہ ہے تجکو سر لشکری

یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام
کہ مجھکو ہے یزدان پرستی سے کام

سروکار کچھ سروری سے نہین
مجھے کام سر لشکری سے نہین

بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش
کیے عذر پر گیا کچھ نہ پیش

مکان عبادت سے لہراسپ شاہ
گیا لاجرم جانب رزمگاہ

سپہ شاہ کے ساتھ تھی یکہزار
غرض اس سے ہرگز نتھا اک سوار

مقابل وہین فوج کہرم ہوئی
دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی

جو لہراسپ آیا سوئے کارزار
کیے کشتہ ترکان چین بیشمار

سواران بلخی نے وقت وغا
کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپہدار کہرم ہوا خشمگین
لگا کہنے اے نامداران چین

بہم کینہ آور ہین جنگی سوار
ادھر یکہزار اور ادھر صد ہزار

ولیکن نہایت تعجب ہے یان
کہ پڑتے ہین غالب نظر بلخیان

یہ سنکر ہوئی حملہ آور سپاہ
بسے سواران لہراسپ شاہ

لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین
ہوا گرم بازار پرخاش و کین

ہوا زخمی و خستہ لہراسپ شاہ
زمین پر گرا خسرو دین پناہ

ہوا جب کہ لہراسپ تن سے جدا
تو پھر چینیون نے دو بارہ کیا

ہوا بلخ مین چینیان کا جو دخل
کیا بلخیون کو اسیر و قتیل

شکستہ کیا پیر آتشکدہ
کیا غرق زند و استا نکو آتش زدہ

زنان شبستان گشتاسپ شاہ
ہوئین قید یکسر بحال تباہ

وے بھاگ کر اک کہستان
شتابان ہوئی جانب سیستان

گئی پیش گشتاسپ باچشم تر
کہا ماجرا بلخ کا سر بسر

ہوا سنکے غمناک شاہ جہان
یہ رستم سے بولا کہ اے پہلوان

یہ ہے وقت یاری و امداد کا
شہنشہ کو رستم نے یکجا کیا

کیا بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ
عقب تیرے پہونچونگا مین بیدرنگ

ہوا شاہ گشتاسپ وہین پر روان
سوئے بلخ پہونچا وہان سے دوان

سپہدار ارجاسپ بھی لیکے فوج
روانہ ہوا چین سے مانند موج

ہوا ملتفت کہرم نامور
ہوا جسنے آکر معین پسر

جو ارجاسپ آیا بفوج گران
ہراسان ہوئی فوج ایرانیان

سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا
کہ کچھ کام در پیش ہمکو نتھا

مقصر ہون خدمت سے مین لاجرم
مجھے رکھیے معذور با صد کرم

ہوا خشمگین خسرو ارجمند
نہ آیا اسے عذر بیجا پسند

سپہ سے لگا کہنے پھر تاجور
بلا سے نہ آیا تہمتن اگر

جہان آفرین اب ہمارا ہے یار
یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار

سپہ لیکے آیا سوئے رزمگاہ
کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ

شہ چین بھی لیکے سواران چین
مقابل ہوا آنکر بس وہین

ہوئی پھر صف آراستہ ہر دو سو
دلیران جنگی ہوئی جنگجو

خروشان ہوا کوس گردون شگاف
کہ لرزی زمین جس سے ہوا کوہ قاف

ہوا گرم صحرا مین بازار جنگ
ہزاروں ہوئے سر سے [illegible]

ہوا دامن دشت دریائے خون
ہدف قتل سواران ایران [illegible]

ہوا لشکر چینیان چیرہ دست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار
اصطرلاب مین دیکھا اختر نامور
تو حاصل ہو فتح و ظفر پھر وہین
کہ اسفندیار جہانگیر کو
بحکم جہاندار آفاق گیر
گیا جب وزیر شہ نامدار
دیا نامۂ شاہ شہزادے کو
کہ ہے گرزم پہلوان بد نشاہ
گرفتار زنجیر کرنے گیا
دیا اسکے جاماسپ نے یہ جواب
تو اب دل سے بس دعوی کر [illegible]
غرض دیکے جاماسپ نے اسکو پند
وہ یا تنگ گرفتار آہن مین تھا
جب آیا وہ پیش شہ دل فگار
تو جاماسپ نے اسکو با کر و فر
پھر اپنے پدر اسکا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دون تخت ایران مین
پھر اسفندیار جوان ہو روان
پئے جنگ ہمراہ اسفندیار
ہوا سامنے اسکے مرد دلیر
ولے جسم اسکا سلامت رہا
گرا پشت سے اسپ کے گرگسار
ہوئے سو مین یکصد و بیست تن ۱۲۰
پھر اسکے کہ عزم اسفندیار
ہوئے جنگ سے گرگ ترکان [illegible]
ظفریاب گردان ایران ہوئے
بفرمان اسفندیار جوان
لیا منہ مین ترکون نے پھر [illegible]

دلیران ایران کو پہنچی شکست
ہوا جا کے قائم سر کوہسار
کہ ہو کس طرح سے میسر ظفر
تھے ہو وین یکدست کمان [illegible]
مرا نا لیے جا کے نام جو

گریزان ہوئے جبکہ ایرانیان
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر
گذارش کیا اسنے ہی شہریار
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے
دژ گنبدان سے یہان لا شتاب

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

مع چار فرزند والا گہر
لگا کہنے اے پور با عز و جاہ
کرون پھر مین طاعت جان آفرین
کیا سوئے اعدا بفوج گران
اور اک پہلوان نام تھا گرگسار
وہ روئین بدن مثل غرندہ شیر
کہ روئین بدن وہ جوان مرد تھا
اسے کھینچکر جلد اسفندیار
ہوئے کشتہ انبار و صف شکن
لگا کاٹنے سر بسمت یسار
وہ میدان بس ہو گیا بحر خون
گریزان سواران ترکان ہوئے
ہوئے گرد ایران تعاقب کنان
حضور جوانمرد لائے پناہ

دیا لا کے گشتاسپ شہ سے ملا
مرے سینہ ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرمانکے اور کرکے گرزم طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی دو صف کارزار
گئی گرگسار دلاور کے تیر
شتابی سے آراستہ کر کمند
گیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر
گیا وہ اسے کھرم بوقت ستیز
کیے تیغ سے یکصد و شصت و پنج
ہوئی فوج ارجاسپ کی تباہ
رہی جب نہ تاب ثبات و قرار
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین
ہوا مہربان آنپہ اسفندیار

تعاقب کو انکے گئے چینیان
لگا کہنے اسی شہ بے نظیر
جو ہو گرزم بدکار اسفندیار
کہا تب سے شاہ گشتاسپ نے
توقف کو مت راہ دو جا شتاب
روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر
خوشی سے ملا شاہزادہ اسفندیار
لگا کہنے شہزادۂ جنگ جو
کہ کہنے سے جسکے مجھے بیگناہ
رکھا مجھ پہ بیداد ناحق روا
کہ اے نامدار ثریا جناب
یہ زنہار وقت شکایت نہین
لیے دور یکدست آہن کے بند
دم مخلصی اسکو غش آگیا
اور اُسکے ہوا دل کو جب تم قرار
بہت مہربان شاہ آنپر ہوا
الم سے چھوڑا جھٹا پسر دور کر
کیا قتل اسکو بچشم غضب
روانہ کیا لیکے اپنا پسر
پئے جنگ آیا ہیکل گرگسار
ہوئے یار جوشن کو اک لخت چیر
کیا گردن خصم کو اسمین بند
پھر آیا پئے جنگ با تیغ و تیر
نزدیک ارجاسپ کرکے گریز
جدا سر دلیرون کے سیصد و پنج
گریزان ہوئے چھوڑکر رزمگاہ
شہ چین ہوا رہ نورد فرار
ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
پھر آیا حضور شہ نامدار

بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ
ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار
کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
تری بہنوں کو لیگیا شاہ چین
تو پھر اُس سے ہو جا کے ارجاسپ کین
چھڑا کر انہیں قید سے لا یہان
نہ تاخیر کر ہو بشتابی روان
قسم ذوالجلال کی اے پسر
کہ آوے تو جس دم بفتح و ظفر
کروں ترک دنیا و دولت وہین
عبادت کروں ہو کے گوشہ نشین
حوالے کروں تجھکو تخت شہی
زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا
مبارک تجھے تخت و فر شہا
ترا ہوں میں اک بندۂ جان نثار
نہ خواہندۂ افسر زرنگار
بفرمان شاہنشہ دین پناہ
شتابی ہوں ارجاسپ کینہ خواہ
نہ توران میں چھوڑوں میں [illegible]
کروں شاہ ارجاسپ کو سخت خوار
چھڑا لاؤں میں خواہروں کو شتاب
باقبال شاہ ثریا جناب
کہا شاہ نے آفرین مرحبا
شب و روز یاور ہو تیرا خدا
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار
کہ یوں عرض کرتا ہے اب [illegible]
کہ ہو مخلصی تیرے سے مجھکو گر
تو خدمت کروں خوب شام و سحر
جہاں قید کیجے میں ہوں رہنما
بجا لاؤں میں شرط خدمت سدا
جہاندار نے اسکو کر کے طلب
کہا یوں زر و کر کے نشاط و طرب
کیا قید سے تجھکو ہمنے رہا
ادا کیجیو تو بھی رسم وفا
حضور جوانمرد اسفندیار
تو رہیو شب و روز خدمتگزار
پھراتا ہوں اسپ قلم کی عنان
ادھر آتا ہوں اب سر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان براے رہائی ہمشیرہاے خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار
تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
اُسے لیکے اپنے مکان میں گیا
رہا اُسپہ مصروف لطف و عطا
کہا یوں کہ صدق ارادت سے گر
رہے تو مرے پاس شام و سحر
کرے راست گوئی یہاں اختیار
تو ہر دم فزوں ہووے عز و وقار
تجھے ملک ترکان سے اک ملک دوں
ترے تن سے ورنہ جدا سر کروں
وہ بولا کہ جز راستی زینہار
نہیں کچھ مجھے کام لیل و نہار
کروں صدق سے [illegible]
بجا لاؤں رسم و رہ بندگی
لگا کہنے اُس سے یہ اسفندیار
کہ سوے دژ روئین ہے اے گرگسار
بتا کونسی راہ سے ہوں روان
کہ پہونچوں میں آرام سے جلد وہان
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر
کہ یکسر ہے آباد اے نامور
سہ ماہہ مسافت کی ہے وہ رہ
بخوبی اندر جا کو آن سے سپاہ
[illegible] آباد ہے اُسکی راہ دگر
دے میوہ و آب ہے بیشتر
دو ماہہ مسافت ہے اک نابکار
نہیں کچھ بھی خوف و خطر زینہار
سوم [illegible]
ولے سخت رہ ہے [illegible]
اور اُس راہ کا نام ہے ہفتخوان
کسے ہے یہ قدرت کہ جاوے وہان
ہر اک منزل اُسکی ہے پر خوف و بیم
جہاں جاوید آتش ہے بلاے عظیم
کہیں شیر و گرگ اور کہیں اژدہا
نہ جو جنگ سے جسکے کوئی رہا
زن ساحر و [illegible]
پیلان و سیمرغ و سرما ہے سخت
اندر اُس بیابان میں [illegible] ہے
کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
یہ بولا جوانمرد اسفندیار
کہ مجھکو نہیں کچھ خطر زینہار
شتابندہ ہوں میں سوے ہفتخوان
کروں دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہکر پلائی سے خوشگوار
ہوا مست مخمور جب گرگسار
یہ سنکے لگا یوں کہ اے پہلوان
رہ ہفتخوان سے تو مت ہو روان
دلیر و قوی زور ہی کو ہزار
تو جا [illegible]
یہ گفتار ہرگز خوش آئی نہین
کیے بستہ پھر دست بازو وہین
وہ کہنے لگا ہوکے گریہ کنان
کہ [illegible]
کہا میں نے جو کچھ ہو باطل نہین
مرے قید کرنے سے حاصل نہین
وہ بولا نہیں تجھپہ خشم و غضب
تجھے اسلیے میں نے باندھا [illegible]
کرتا راہ سے تو گریزان نہو
مرے سے تجھے [illegible] زور ہو
اگر کیا دلیری ہو مجھسے عیان
بخوبی کروں طے رہ ہفتخوان
یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین
ہوا شہ سے رخصت [illegible]
سواران جنگی لیے بس ہزار
خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
غرض کر کے پشوتن کو سالار فوج
روانہ ہوا وہ بہ مانند موج
کف و دست بستہ جو تھا گرگسار
لیا ساتھ اسکو کیا اسپ پر سوار

گئے اپنی سرحد سے جب دم گذر — تو اک دشت پر ہول آیا نظر
وہ تھی اول میں منزل ہفتخوان — کرون مین حقیقت اب اسکی بیان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار — لگا پوچھنے یون کرائی گرگسار
بلا آویگی آج درپیش کیا — وہ بولا کہ اے مرد زور آزما

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

وہ گرگان جنگی ستمگار ہین — قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک — کرین جلوے پیل و انکو ہلاک
سوارون سے روئین تن اسفندیار — یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
تو پھر بارش تیر تم کیجیو — نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
یہ کہکر زرہ روے دلیری وہ مرد — ہوا دشت پرخوف مین رہ نورد
نمایان ہوے گرگ خونخوار جب — کیا تیر باران سوارون نے تب
لگے اسقدر زخم پیکان تیز — کہ خستہ ہوا گرگ وقت ستیز
وہین کھینچکر تیغ زہر آبدار — پشوتن جوان اور اسفندیار
دلیرانہ آکر مقابل ہوے — سو جنگ پیکار مائل ہوے
کیا قتل گرگون کو انجام کار — ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
جوانمرد نے پھر یہ اس سے کہا — کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو — سو تو نے کیے قتل اے جنگجو
نہیں آج کچھ اور خوف و خطر — بعیش و طرب کیجیے شب بسر
غرض وان فرود آئے ہنگام شام — لگے پینے صہبائے گلگون کا جام

ہوے بعد ازان مائل خواب سب — بسر کی بخوبی وہ آرام شب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر — تو وان سے روانہ ہوے بیشتر

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

دلاور نے یون راہبر سے کہا — کہ ہے راہ مین آج کیا کیا بلا
وہ بولا وہین گرگسار اے جوان — دو شیران خونخوار رہتے ہین یہان
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند — مبادا تجھے انسے پہونچے گزند
نمایان ہوے جب وہ شیر عرین — تب اسفندیار جوان سے وہین
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم — کرین حملہ شمشیر کر کے علم
ولیکن ہوا اسکو مانع جوان — گیا آپ سوے ہزبران دوان
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین — دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
ہوا کشتہ جب تو پھر مادہ شیر — ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
دے اُس دلاور نے بیخوف و بیم — کیا تیغ بران سے اسکو دو نیم
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار — تو لایا بجا شکر پروردگار
اقامت گزین ہوکے باصد خوشی — مے خوشگوار اسنے وان نوش کی
طلب کرکے پھر راہبر کو کہا — کہ فردا مجھے پیش کیا آئیگا
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے دمان — مقابل ترے آئیگا اے جوان
دراز و سطبر و درشت و دژم — دہن سے ہے آتش فشان دمبدم
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ مند — لگا کہنے پھر سرور ارجمند
کرو ایک طیار گردون یہان — کہ ہووے بسان ارابہ روان
نہ تاخیر کو دخل ہرگز دیا — شتاب اوس گردون مرتب کیا
لگے تعبیہ تیر و تیغ و سنان — رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان

کیے بستہ اسپان تازی نژاد — کہ تھے تیز رفتار مانند باد

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

دم صبح گردونہ ہوکر سوار — روانہ ہوا گرد اسفندیار
ورے تھا وہ صندوق مین جلوہ گر — پڑا اژدہاے دژم جب نظر
لیا ڈر کو صندوق کے دومین بند — کہ تا اژدہا سے نہ پہونچے گزند
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ — تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
وہ گردون صندوق اسپان بہم — لیا کھینچ اس اژدہے نے بدم
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان — تو عاجز ہوا اژدہاے دمان
زبون ہوکے گردون کو گلے مین — رہی پھر نہ طاقت جو ہو گرم کین
نکل وہ ہین صندوق سے وہ دلیر — خروشان ہوا مثل غرندہ شیر
کیا زخم شمشیر بران رہا — دو پارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
ہوا ایک بیہوش جنگی جوان — تو کی نوشدارو وہین نوش جان
بفضل الہی ہوا تندرست — توانا و خرم دل و چاق و چست
سپاس خداوند جان آفرین — وہ لایا بجا خرمی سے وہین
مے لعل گون نوش کی بعد ازان — لگا کہنے یون راہبر سے کہ ہان
کہ کیفیت منزل [illegible] — بتا [illegible]

زن اس سے سحر ساز ایک ہی جوان
ہوا پیش منزل چہارم روان
کہیں راہ مین ایک تھا سبزہ زار
زن خوبرو ایک آئی وہان
تو اب غول کی بند سی کر رہا
یہ بولی گیا ہے براے شکار
وہین کر لے اسکو اسیر کمند
کیا کھینچکر خنجر اسکو دو نیم
سو فوج اسفندیار جوان
کیا غول نے زور ہر چند پر
مظفر جوان دلاور ہوا
کیا غول کو ہیچ کیونکہ پاک
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
وہ بچے بھی ہین اسکے بس زور مند
وہ بولا بتا شید زنجان پاک
روانہ ہوا صبح اسفندیار
تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
وے اسمین گئے تیغ و سنان
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہ مین صندوق سے شیر
جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوئے
لگا کہنے یون بعد ازان گرسنہ
بہت بارش برف باران وان
لگے کہنے مردم کہ ای نامدار
وہ کہنے لگا مین نہ ہرگز پھرون
نہین فوج درکار کچھ زینہار
نہو وین جدا تجھسے ہم زینہار
بروز ششم سرو نامور
ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام

اور اک غول ساتھ اسکے ہی لو جوان

احوال منزل چہارم از راہ ہفتخوان

اقامت گزین وان ہوا نامدار
کیا آکے یون منہی نے بیان
حضور اپنے رکھ مجھکو صبح و مسا
ولے آتا ہے جلد وہ نابکار
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند
نمایان ہوا پھر غبار عظیم
دہن سے ہوا وہ پہن آتش فشان
نہ غالب ہوا اس تنومند پر
سعین بخت و اقبال یاور ہوا
زمین کو کیا جسم سے اسکے پاک
نہ جانبر ہو ہرگز تو ای نامور
درشت و قوی بانعرہ و سربلند

احوال منزل پنجم از راہ ہفتخوان

دلیرانہ گردونہ ہو کر سوار
کیا اسنے چنگال وہ مین دراز
ہوا اسکے چنگال سے خون روان
ہوئی پارہ منقار و حلق و زبان
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
وہین آرشیان کو گریزان ہوے
ششم منزل ای سرور نامدار
سے چلے بادشند ای جوان پہلوان
خدا اسے نہین کر سکے کارزار
رہ ہفتخوان طے یہ ہمت کرون
مددگار میرا ہے پروردگار
کرین جان و تن تجھپہ یکسر نثار

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

آیا متصل کوہ کے تب تمام

لگا کہنے ہنسکر یہ اسفندیار
غرض کرکے ترتیب بزم خوشی
کہ ہون دختر ارکشہ کی نامدار
یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
وہ جادو سے پھر بنگئی پیر زن
جہان جس سے تاریک سارا ہوا
شتابان ہوا کھینچکر تیغ مرد
وہ غول سیہ کار انجام کار
دلاور نے پھر راہبر سے کہا
وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
تجھے اور تیری ہے جتنی سپاہ
وہان جبکہ پہونچا دلاور جہان
کہ گردون کو لیجاے از روئے کین
ہوا خستہ چنگل جو تلوار سے
ہوا اسکے تن سے روان بحر خون
کیے زخم شمشیر یا نتک ہا
جوانمرد نے باندو دست بر
کہون کیا کہ ہے رنج ہے اسقدر
تبہ ہو سپہ سخت ہو جو گزند
مناسب یہی ہے کہ بس ہم چلو
مگر یان سے پھر جاؤ تم شوق سے
یہ سنکر سران سپاہ دلیر
وہ بولا پھرون گر نہ فتح و ظفر
لگی چلنے جب تند باد اسقدر

علاج اسکا آسان ہے ای دوستدار
وہ اسفندیار جوان پہلوان
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
بیابان مین لایا مجھے دیوسار
یہ بولا کہ وہ غول ہے اب کہان
کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان
ہوا یہ غضب مرد شمشیر زن
سیہ غول پھر آشکارا ہوا
ہوا غول بدکیش سے ہم نبرد
ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا
ولے پیش آویگی کل وہ بلا
مکان اسکا بالاے کہسار ہے
کریگا وہ سیمرغ سب کو تباہ
کرون تیغ بران سے انکو ہلاک
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان
سر قلعہ کوہسار برین
تو پکڑا اسے اسنے منقار سے
زمین پر گرا ہو کے پست و زبون
کہ سیمرغ کو بس دو پارہ کیا
ہوئی آفرین خوان سپہ سربسر
گذرنا وہان سے ہے دشوار تر
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند
تن و جان سر یان نہ برباد ہو
شتابان سو خانہ ہو وقوع سے
لگے کہنے ای شاہ آفاق گیر
تو بخشون تحسین ملک و گنج و گہر
وہان سے ہوا عازم پیشتر
کہ عاجز وہ لشکر ہوا سربسر

ہوئی بارش برف بھی اسقدر ان
سپاہ سپہدار اسفندیار
شتاب اپنے بندونپہ تو رحم کر
بجالائے سب شکر پروردگار
یہان پیش آویگی ایک بلا
زمین گرم ہے جون تف آفتاب
غرض یہ خرابی ہے تا سی کروہ
نہ منصور فیروز ہوون زنہار
تو ہرگز نہ رکھ اب قدم بیشتر
دلیر و جوانمرد اسفندیار
وہین راہبر سے یہ بولا جوان
ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
ہوا پر غضب دیکھکر نامدار
عبث تونے پہونچائے بیم و گزند
کہ با وصف پیمان رکھے جفا
کرے تاکہ عطف عنان یانسے تو
توقع قوی ہے کہ میری خطا
گذر بحر زخار سے اسقدر ان
سپہدار جنگی یہ بولا وہین
اگر تم دو صد سال کوشش کرو
کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
یکایک ہوا تند وہ شوربخت
بیک زخم شمشیر زہر آبدار
بنایا وہ روئین و آہن سے تھا
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا
اٹھاکر مصیبت سے آیا یہان
غرض ہوکے مایوس تنہا پھرا
کہ کیفیت قدر ذرا کے بیان
سدا غلہ پیدا ہو وان بیحساب

رہی تین دن ایک آفت وہان
رہ عجز سے ہوکے وان شکیبار
کہ ہو یہ بلا دفع اب سربسر
سپہدار بولا کہ اے گرگسار
وہین راہبر نے یہ پاسخ دیا
نہین ہے کہین ایک قطرۂ آب
سوا اسکے ای شاہ گردون شکوہ
دلیران ایران توران دیا

نہان زیر کہسار لشکر ہوا
لگے مانگنے یہ دعا سب وہین
کیا لطف سے سب کو پھر اسنے شاد
بفضل خدا ہے جہان آفرین
کہ ہے راہ مین ریگ تفتہ تمام
نہ ہرگز کرے خاک پر سبزہ جا
دژ روئین اتنا ہے محکم کہ بس
میسر نہو غلہ و علف و کاہ

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

نظر کرکے سوئے خداوندگار
نہین ریگ تفتہ کا یان کچھ نشان
اثر برف کا اس زمین پر ہوا
کہا راہبر سے کہ اے نابکار
کیا فوج کو میری اندیشہ مند
گرفتار زنجیر مجھکو کیا
برآوے مری دل کی پھر آرزو
معاف اب ہو یکسر زرو عطا
کیا خیمہ باشوکت و فر و شان
کہ تدبیر تسخیر حصن متین
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو
دلیرانہ لون کینہ لہراسپ کا
کہی اسنے شوخی سے گفتار سخت
قلم کی وہین گردن گرگسار
نہین نام تھا وان گل و خشت کا
بنایا وہان نام تدبیر کا
عبث تھا کہ محنت گئی رائیگان
نہین خاطر و دل پراگندہ تھا
وہ درویش بولا کہ ای پہلوان
روان اس مین ہے بہت چشمہ جو آب

ہوا عازم منزل ہفتمین
سراسر تھے باطل تری گفتگو
وہان سے جو لشکر گیا بیشتر
تو کہتا تھا ہرگز نہین قطرہ آب
خجل ہوکے کہنے لگا گرگسار
سخن آگے تیرے دروغ ایکبار
رہائی ہو تجھسے مری بند سے
ہنسا پھر سپہدار عالی جناب
وہان سے وہ دژ ایک فرسنگ تھا
بتا دژ تو مجھکو ای گرگسار
وہ بولا کرون فتح اک آئین
زن و دختر و خواہر شاہ چین
ہوا پر غضب سنکے سالار دہر
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان
سفر سنگ بالا و پہنا چہل
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے
ہوا ایک دن شوخ ہین وہ چار
سپاہ گران ہے درون حصار
نہین وان کوئی چیز مطلوب ہے

تردد سے ناچار لشکر ہوا
کہ اے خالق آسمان و زمین
ہوئی یکقلم دور وان برف و باد
رہی باقی اب منزل ہفتمین
ہوا گرم جون شعلہ ہے صبح و شام
نہ طائر اڑے وان سے برہم ہوا
کرین جہد کوشش اگر سو برس
سپاہ گران ہووے آخر تباہ
سو خانہ عطف عنان یانسے کر
ہر اک گام پر سرد پائی زمین
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نامجو
تو اک بحر زخار آیا نظر
جلاویگی سب کو تف آفتاب
ہون تجھسے آزردہ اے گرگسار
کیا مین نے اسواسطے آشکار
غرض فضل و لطف خداوند سے
اسے بند سے دی رہائی شتاب
کہ تسخیر کا جی مین آہنگ تھا
دیا اسنے پاسخ کہ ای نامدار
مین گھوڑے لیکر وہ دژ اک میدان مین
کرو مین گرفتار ارزوئے کین
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر
سو قلعہ اسفندیار جوان
ہوا دیکھ حیران جوانمرد دلیل
کہ یہ دژ نہ تسخیر ہو زنہار
ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
لگا کہنے آخر سے اسفندیار
[illegible]
[illegible] دژ مین [illegible]

گذر مردم غیر کا وان نہین — وہ لیوین ہو حکم سپہدار چین
کہ آوے کہین سے جو بازارگان — تو آنے دو اسکو یہان بیگمان
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار — کیا آتشین ہے کہون آشکار
کہ جاتا ہون مین بنکے بازارگان — درون دژ روئین کے پہلوان
تو رہنا خبردار شام و پگاہ — کہ تیرے حوالے ہے یکسر سپاہ
نہو نا تو زنہار اندیشہ مند — وے جبکہ ہو دژ مین آتش بلند
تو بے وقت لیکر سپہ بےخطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر
زد و کشت وان آنکر کیجیو — جدا تن سے ترکون کے سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دژ روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسرش را و فتح یافتن

مہیا وہین کرکے یکصد شتر — گیا جامۂ کاروان زیب بر
وہ اشتر تھے دیباے رومی سے بھر — کہ اشتر پہ از لعل و یاقوت و در
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق دو دو کسے
صد و شصت گردان جنگ آوران — کیے مرد جنگی نے آہنین نہان
ہوے ساربان صد یل کینہ جو — نبرد آزمایان پرخاش جو
غرض اس طرح سے بسوے حصار — گیا مرد روئین تن اسفندیار
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان — کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان
گیا جا بجا ہر گذربان کو — کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان — نہ ہرگز مزاحم ہوے پاسبان
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند — خوشی سے درون حصار بلند
پیارجاسپ کو جاکے بھیجا پیام — کہ اے شاہ نام آور و ذوالکرام
رہ دور سے با متاع گران — مسافت کو طے کرکے آیا یہان
یہ ہے خواہش بندۂ خاکسار — کہ آوے حضور شہ نامدار
دیا شاہ نے حکم آوے یہان — گیا پیش ارجاسپ بازارگان
متاع گران پیشکش کی وہین — ہوا خرم و شاد سالار چین
کہا نام کیا اسنے پاسخ دیا — کہ خراد ہے نام میرا شہا
یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان — تو ایران کی مجھسے خبر کر بیان
کہ کس مصلحت مین ہین لیل و نہار — جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
یل کرگساران نبرد آزما — سلامت ہے یا قتل اسکو کیا
دیا اسنے پاسخ کہ اے بادشاہ — ہوئی ہے منقضی مدت پنج ماہ
کہ ایران سے عازم ہوا مین ادھر — نہین ہے وہ باقی مجھے کچھ خبر
ولیکن یہ تھا راہ مین اشتہار — کہ یہ عزم رکھتا ہے اسفندیار
کہ آوے رہ ہفتخوان سے ادھر — سنی جب شاہ ترکان نے یہ سنکر خبر
کہا یون کہ کیا تاب اسفندیار — رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
وہ خراد رخصت ہوا بعد ازان — کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
کہ یان آئیو جا ہے جس وقت تو — مزاحم نہوینگا دربان کبھو
غرض لیکے بازار مین اک مکان — لگائی دکان پر متاع گران
لگے آنے ہر جنس کے مشتری — ہوا گرم بازار سوداگری
دلاور کی دو خواہر مہوش — شہ چین کے مطبخ مین تھین [illegible]
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے وان — کہ آیا ہے ایران سے بازارگان
سوے کاروان وہ شتابان گئین — یہ خراد سے آکے پرسان ہوئین
کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار — تجھے گر ہے معلوم کر آشکار
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان — نہین واقف حال شہزادگان
یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین — وہ بیچاریان روتی پھر کر گئین
وے دونون ہی واقف ہوئین راز سے — لیا اسکو پہچان آواز سے
بہنگام شب پیش اسفندیار — گئین پھر وہ بہنین برو مہ عذار
لگین پوچھنے کہنے اے نامور — کرین کچھ عیان راز خلوت ہو کر
جوان نے بھی پہچان انکو لیا — طلب کرکے خلوت مین ان سے کہا
تمہاری رہائی کو مین آیا یہان — کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین — گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
[illegible] وہ جوان پیش شاہ — لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
تباہی مین آیا تھا میرا جہاز — قبول [illegible] نیاز
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر — کرون جشن ترتیب مین [illegible]
عنایت سے ہے پھر ایزد پاک کی — کنارے پہ کشتی ہے مقصد ملی
[illegible] اب نذر کیجے ادا — غرض شہ ہو مجلس میں [illegible]
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ — کہ محفل مین آوینگے ہم صبحگاہ

کیا قلعہ سے جہاں دے بعد ازاں — اک مسکن گزین ہوئی جہاں و مکان
بلندی پہ ہون قلعہ کی خیمہ زن — کروان ایک ترتیب وان انجمن
وہاں پھر سراپردہ کرکے بلند — خوشی سے وہ سوداگر ارجمند
ہوا رونق افزای بزم طرب — لگے نامداران بھی ساتھ اسکے سب
شہ چین و یکدست ترکان شتاب — ہوئے مست مخمور پیکر شراب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ — در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
خروشندہ پھر ہوکے مانند شیر — کہا مین ہون اسفندیار دلیر
وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب — یہ سنکر گیا سوئے خانہ شتاب
کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار — کراب جاکے بدخواہ سے کارزار
سواران چین اور پنجہ ہزار — اٹھین جا بجا تھے درون حصار
تو لیکر صد و شصت مردان کار — جو آئے درون تن اسفندیار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے — جو باقی رہے سو گریزان ہوئے
یہ کہکر گئین ہر دو لالہ عذار — سو منزل کرد اسفندیار
خروشان ہوا جاکے مانند شیر — اٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
گہے خنجر آب گون گاہ تیغ — رہا زخم باہم کیے بیدریغ
زن و دختر و خواہر و شاہ چین — گرفتار ساتھ اسکے وہ بھی ہوئین
کیے قتل گردان چین بیشمار — یکایک وہان یہ ہوا آشکار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا — پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما
آیا جبکہ کہرم درون حصار — ہوا گرم جنگ اس سے اسفندیار
دلیران توران گردان چین — ہوئے بسکہ وان کشتۂ تیغ کین
زبون آخرکار ترکان ہوئے — سراسیمہ ان سے گریزان ہوئے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار — [illegible] کیا ہے اے کہرم نامدار
وہ مرد توانا و چست و دلیر — ہوئے گرم پیکار مانند شیر
کیا تیغ سے پھر سر اسکا جدا — خوشی سے وہان حکم پھر یہ دیا
حضور آکے حاضر ہو ترکان سبھی — تو وہ مورد لطف و احسان ہوئے
سران نواحی توران دیار — ہوئے آکے محکوم اسفندیار
نہ کوئی رہا چین مین اک نامدار — نہ توران مین کوئی رہا شہریار
زنان پسر و ارجاسپ شاہ — رکھین اپنے مشکو مین با عز و جاہ
لکھا نامہ فتح گشتاسپ کو — ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو

نہایت ہی جنگی ہے یہ نامدار — بہ لطف شہی سے ہون امیدوار
کروان شہ پشوتن سے بنوع خوشی — شہ چین نے پروانگی اسکو دی
ہوا محفل آرائے عیش و نشاط — دم صبح شہ با سر انبساط
طعام لطیف و مے و رود و جام — مہیا تھا سامان عشرت تمام
ہوئی پشوتن آتش و بان معہ ازان — اک فرسنگ تھا جسکا پہونچا دہان
وہان جسکو پایا اسے بیدریغ — کیا کھینچکر قتل بر زندہ تیغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار — کہ آیا در دژ پہ اسفندیار
سپہدار کہرم کہ فرزند تھا — اسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
سپاہ گران لیکے کہرم گیا — ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی — ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
گیا وقت شب سوئے ایوان شاہ — دلیرانہ چین سے ہو از رزم خواہ
گئین وہ بہ پیش جوان خواہران — دیا اسکو مشکوئے شہ کا نشان
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما — سو خوابگاہ شہ چین گیا
لگے کرنے باہم وہین کارزار — سپہدار ارجاسپ و اسفندیار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار — مظفر ہوا گرد اسفندیار
پھر آواز سے پھر وہ دلاور جوان — تب سوئے در قلعہ آیا دوان
کہ بدخواہ نے ہوکے پرخاشجو — کیا کشتہ یہ شاہ ارجاسپ کو
سنی جب یہ آواز حیران ہوا — وہین جانب در شتابان ہوا
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا — ہوا گرم بازار پرخاش کا
در دژ ہوا غرق خون سر بسر — پڑی نعش پر نعش ادھر سے ادھر
ولیکن رہا زندہ کہرم ہٹا — دلیرانہ میدان مین قائم رہا
مرے ساتھ ہو آکے گرم نبرد — یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
اٹھاکر کمربند کہرم وہین — دلاور نے پٹکا بروئے زمین
کہ جو کوئی حاضر ہوئے یان اگر — کروان اسپہ لطف و کرم بیشتر
بہت دن رہا قلعہ مین نامور — مسخر ہوا ملک چین سربسر
ہوا وان جو کوئی نہ فرمان پذیر — تو بس قتل اسکو کیا یا اسیر
سپہ کو بعد لطف و جود و عطا — دلاور نے گنج فراوان دیا
ہوئے دختر و خواہر و شاہ چین — ہر اک پوسکے کی [illegible]
یہ اسفندیار جوان کو لکھا — کہ اے نامدار نبرد

تو بافضل ہو وان اقامت گزین
تصرف میں لائے ملک چین

سپہدار نے پھر لکھا یہ جواب
کہ اے تاجدار ثریا جناب

مسخر کیا ملک توران و چین
یہاں بیم و اندیشہ ہرگز نہیں

بس اب آرزوی قدمبوس شاہ
مجھے ہے شب و روز شام و پگاہ

دگر بارہ جب نامۂ پہلوان
پڑھا شاہ نے تب لکھا آسمان

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار
روانہ ہوا سوئے ایران دیار

وہاں جبکہ پہنچا وہ فرخ نہاد
ہوئی تھی جہاں بارش برف و باد

تو بس روز میں پایا تمام و کمال
تلے برف کے دب گیا تھا جہاں

گیا جبکہ نزدیک شہر پدر
تو وہ وہیں بحکم شہ نامور

بزرگان ایران گئے پیشوا
وہاں سے جو نزدیک ایوان آیا

تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی
بغلگیر ہو کر بفرط خوشی

کیا آفریں اور کی یہ دعا
کہ عالم ستان رہیو صبح و مسا

کیا ایک ترتیب جشن و نشاط
پیئے جام مے از رہ انبساط

اُسے ہاتھ سے اپنے پھر کر دیے
لگی آپ بھی بادشہ نے پیے

کہا شاہ نے پھر کہ اے پہلوان
بیان کر ذرا قصۂ ہفتخوان

کہا کشتہ جس طرح ارجاسپ کو
تو کہتے مجھے تا دل مرا شاد ہو

وہ بولا کہ اس دم ہوں مست شراب
کہوں کیا میں اے شاہ گردوں جناب

کہ گفتار مستان ہے بے اعتبار
سحر گہ مفصل کروں آشکار

جہاندار گشتاسپ روز دگر
سر تخت زریں ہوا جلوہ گر

برابر تھا کرسی پہ اسفندیار
جواں نے حضور شہ نامدار

مفصل کہا قصۂ ہفتخوان
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان

بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
ولیکن ہوا دل میں اندیشہ مند

نہ ہرگز دیا اسکو دیہیم و تخت
کہ تھا شاہ کو اس سے وسواس تخت

جو دیکھی یہ بے مہری شہریار
ہوا سخت آزردہ اسفندیار

کتایوں جو تھی مادر مہربان
حضور اسکے جا کر یہ بولا جوان

کہ میں نے کیا قتل ارجاسپ کو
بفرمان شاہنشہ نامجو

گرفتار تھیں انکی واں خواہران
رہا کرکے لایا میں انکو یہاں

اٹھائی بہت محنت و رنج سخت
کہ تا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت

پر ایفائے وعدہ میں پایئے قصور
تو کہ جا کے انصاف سے ہے یہ دور

کتایوں نے یہ سنکے از روئے پند
کہا یوں کہ اے سرو ارجمند

تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا
کہ ہو یہ گمان شاہ کشور کشا

مبادا کرے پھر گرفتار بند
روا رکھے پھر شاہ تجھ پر گزند

پدر کے ہے تارک پہ تاج مہی
ولے فی الحقیقت ہے تجھکو شہی

کہ محکوم ہیں تیرے سردار فوج
تو ہے صاحب حکم سالار فوج

نگر اضطراب اے یل بے نظیر
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر

کہیگا تو شاہی بس مرگ شاہ
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

خوش آئی نہ یہ پند اسے زینہار
اٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار

کہا ایکدن وقت مستی مے
کہ ساری خدائی کو معلوم ہے

کیا قتل دشمن کو اے بادشاہ
رکھا میں نے ناموس تیرا نگاہ

جو کچھ کام ہیں جانفشانی کیا
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا

وہ لے حیف ایفائے وعدہ ہنوز
نہ تو نے کیا اے شہ نیکروز

بظاہر بدل جوئی پہلوان
ہوا وعدہ میں ہر وقت شاہ جہان

وہ ہے دل میں ناخوش ہوا شہریار
یہ گفتار آئی بہت ناگوار

طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
کہا یوں کہ اے مرد اختر شناس

فزوں دیکھ احوال اسفندیار
تو کر مجھ سے راز فلک آشکار

کہ ہے کس طرح مرگ اسفندیار
یہ سنکر خردمند نے ایکبار

نظر کر بسوئے گردش مہر و ماہ
کہا یوں کہ اے شاہ گیتی پناہ

زبردست ہے مرد اسفندیار
کسی کو نہیں طاقت کارزار

جہاں میں ظفرمند فیروز ہو
مسخر کرے ہفت اقلیم کو

وہ ہے پہلوان رستم نامدار
کریگا اسے کشتہ انجام کار

ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
وہیں ایک ترتیب کی انجمن

بہت کرکے تعریف اسفندیار
لگا کہنے اس سے کہ اے نامدار

مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ زیبا ہے تجھکو کلاہ مہی

یہ کہکر سبھی سے سران سپاہ
تکلم کرکے بولا شہ دیں پناہ

کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
ہوئیں دختران و زنان بند

کہا میں نے یہ رستم گرد کو
کہ اب چاہئے میرا مددگار ہو

نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر
نہ لی اتنی مدت میں میری خبر

اطاعت سے پھیرا ہی سر جسنے اب
تہمتن ہی القصہ لیل و نہار
مرے دل مین کینہ ہی اسکا
جوان سے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ مین ہون اے بادشاہ
عوض اُسکے کر رحم کینے سے آہ
کرون قصۂ ہفتخوان یاد گر
زن ہر جادو وہ غول سیاہ
وہ تھی سر راہ باران برف
گذر تھا جہان سخت مین وان گیا
کہ یہان سے پھرتے نہین زینہار
حوالے کیا پھر تجھے تخت و تاج
اگر مین کرون فخر شائستہ ہی
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمر بستہ حاضر تھے جو بندگان
ترا دیسہ جو تخت ہی عار و ننگ
تصرف ترا اب نصف ایران مین
شتابندہ ہون پھر سوے سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارہ و فرامرز کو بھی تجھو
نہین جائے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو رزم و جنگ
کریگا تو اک دم مین اسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
یہانکا وسے تربیت کردہ ہی
بہت اُسنے کار نمایان کیے
زبون تر ہی نزدیک یزدان پاک
مگر مجھکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہین خوب شاہو کو پیمان شکست

یہ کہتا ہی نخوت سے ہر روز و شب
ثنا گو نے کیخسرو نامدار
نہایت تر و تازہ صبح و مسا
کہ جائے لیکے لشکر سوے سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ کینہ خواہ
کیا قید مجھکو بحال تباہ
تو پھر راست ہون سوے تن سر بسر
کیے کشتہ مین نے بفضل اِلٰہ
وہ طغیانی و جوشش دریائے ژرف
شہنشاہ کا حکم لایا بجا
شہان فلک قدر عالی وقار
پدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بائستہ ہے
کہ گفتار تیری ہی یکسر عجب
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نامور تو و فیروز رنگ
سر پر خلافت کا دعوا کہین
کرون جنگ رستم سے مین بیگمان
تہمتن سے ہو جائے اب رنج خواہ
بداندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تو ہی جہان مین یل نامدار
ذرا رو نہین آخر لیا بید رنگ
تجھے پھر مین دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہین ہے یہ تاب
ہمارے بزرگونکا پروردہ ہی
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
بھلا یہ بھی سنا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست

کہ ہی کابل و زابل و نیمروز
براہ اطاعت وہ آتا نہین
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو پا بستہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت بلا دی شکست
کیا کشتہ اب مین نے ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز
کرون گر بیان مین تو ہو بید رنگ
بہانے کو مت کام فرما شتاب
بھلا بزم مین تو شاہنشہا
کیے مین نے اب کار ہائے کلان
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
ولے سخت غم ہی کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی کہتے کی اختیار
ترے آگے اسفندیار شام و صبح
لگا کہنے یون گرچہ آتا قہر گیر
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نہ رکھ بد سگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہین تاب رستم کو ہو چشم نبرد
قسم ہے تو ستا کی اے پیلتن
جو مجھسے کرے آگے سید انگن
سنا ہی کہ رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکھتے رو تخت
مخالف ترا تھا اگر پور زال
تجھے بھیجتا ہی سوے سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن [illegible]

عطا کردۂ خسرو خصم سوز
مجھے کچھ بھی خاطر مین لاتا نہین
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آنکے مجھسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر اُسے کرکے پست
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہائے دمان
تو کھینچا اُسے بھی تہ تیغ تیز
روان مثل دریائے دل خارہ سنگ
رہ لطف سے کر مجھے کامیاب
کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا
ملائے تہ خاک و خون دشمنان
کہ اورنگ و دیہیم اب دے مجھے
کہ کاؤس خسرو کے آگے مدام
نہین حکم لائے بجا زینہار
کرون سرکشی رستم و زال زر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بد دل ہوا ے سرور نیکبخت
تصرف مین لا ملک ... و مال
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور یہان
بلند اس جہان مین ہو تیرا نام
تو ہی شیر کش گرد ہی شیر مرد
کہ ہون مین نہ زنہار پیمان شکن
کرون مین زبون اسکو مثل پلنگ
رہا یان شب و روز خدمتگزار
تہمتن کیا تا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا کیون تو تھکا دو سال
مرے حق مین ہی بد سگالی نہان
بلا اسے اگر رستم پہلوان

بزرگون کی خدمت میں جا فریاد
رہ سیستان سے بفوج گران
کہ مہرت ہوا ورون کو بیزر نہار
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہو یان سے دور
یہ کہکر جوان ہوکے چین بر جبین
خبر لا کہ آسکا ارادہ ہے کیا
جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
وہ بولا کہ بہتر ہے فرمان شاہ
کہ راضی ہے روئین تن اسفندیار
کتابون سے بولا شہ نام جو
رضامند ہے گرچہ وہ نامور
کتابون ہوئی سنکے اندوہگین
نہ جا اسطرف ہرگز اے ہوشمند
وے مقصد پیکار اس سے نتھا
پذیرا کیا مین نے اس بات کو

نکوئی سے سب ساتھ اسنے کیا
گرفتار رستم کو جاکر کے وہان
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
رہو مین نہ زنہار تیری حضور
شتابان ہوا اسکو خانہ وہین
یہ سنکر وہ دستور دانا گیا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
سو سیستان ہو روانہ پگاہ
بجنگ دل رستم نامدار
کہ اسفندیار جوان گرد کو
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
جوان سے کہا جاکے اسنے وہین
ذرا گوش جان سے تو سن میرا پند
کہ ہے وہ نکوخواہ سرکار کا
اگر بعد اقرار انکار ہو

نہ لا درمیان غدر اے نامور
بہا وہ اسے لا یہان کرکے بند
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
مبارک یہ اورنگ و افسر تجھے
لگا کہنے جاماسپ شہریار
ہوا جاکے جب اس شہ پر سان جان
بجا لا شتابی سے حکم پدر
حضور شہنشاہ کشور ستان
ہوا شاد مان شاہ گردون جناب
کرون ہو مین رخصت عقوبت نکو
کہ رستم کو جب لاوے کرکے اسیر
زبردست ہے رستم نامدار
کتابون سے بولا یہ اسفندیار
کرون کیا کہ اب یون ہی فرمان شاہ
تو پھر مردمی سے نہایت ہے دور

تمنا سے اورنگ افسر کی گر
پڑی ہو گی گردن مین سگ کی کمند
بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان
جہان سے ہی بس ایک گوشہ مجھے
کہ جا زود تر پیش اسفندیار
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال
نہ سر سے بیزر زنہار اے نامور
کیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان
کیا پھر وہ پیش کتابون شتاب
پئے جنگ رستم بفوج گران
تو بخشونگی پھر وہین تاج و سریر
نکر قصد رزم اس سے تو زینہار
کہ رستم سے ڈرتا نہین زینہار
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ
بجا لاؤن ناچار حکم حضور

رفتن اسفندیار طرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
وہ اشتر روان تھا جو پیش قطار
لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
وہ بولا یہ موقع ہے اور ہے بجا
گیا متصل سیستان کے وہ جب
تو پھر زال نے با فراوان سپہ
کیا ہے طلب رستم گرد کو
وہ بولا کہ اے سیستان پہلوان
اٹھے منزل سے عنان سپہ لا کے پھر
وہ پہونچے کنارے پہ دریا کے جب
یہ کہکر گیا بہمن نامدار
خبر سنکے آنیکی تمہی پہلوان

ہو شہ سے رخصت سوئے سیستان
گیا بیٹھ وان اور پھر زینہار
مبادا کہ پیش آوے کچھ حال بد
ولیکن جہاندار گشتاسپ تھا
روانہ کیا اس نے بہمن کو تب
ادب سے جھکا یا سر اسکے حضور
یہ بہمن سے سنکر بولا ناجو
رہے ہم گم راستی پیش کیان
تکلف سے مہمانی اسکے تو کر
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
کہا جاکے یون پیش اسفندیار
مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان

دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
قہ وان سے اٹھا اس کو لا اور نے تیر
مناسب یہی ہے کہ اب ایکبار
کہیگا کہ لایا بہانہ جوان
کرے آوے یان رستم گرد کو
لگا کہنے یون بہمن نامدار
گیا پیش رستم کہا ماجرا
تو جا شوق سے پیش اسفندیار
گیا جبکہ یہ زال زر نے بیان
توقف کنان ہو تو اے نامور
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
گیا پھر سپہدار اسفندیار

ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
کیا قتل اسکو زہے غضب
سو خانہ پھر چلیے اے نامدار
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان
گیا جبکہ وان بہمن نام جو
کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا
بجا لا کے رسم رہ انکسار
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر
مروت مین اور خلق مین فرد ہے
جسے وہ سو رستم نامدار

اُترا زرخش سے رستم پہلوان
کہا اے وارث تخت و تاج کیان
وہ ہے نیک طالع جو تیرے حضور
ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
فرود آکے گھوڑے سے اسفندیار
سرافراز تحسین و صد آفرین
وہ بولا کہ مجھکو سرافراز کر
وہین رستم گرد کو لے گیا
بس اب تو بھی راضی ہو یہ بات پر
شہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند
کہ راضی نہین ہے اگر ہے بند پر
بسان شہنشاہ فرخندہ خو
وہ بولا کہ آیا تھا یان شہسوار
اگر میرے فرمان سے پھر جائے تو
تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہون اب
جوان نے کہا یون کہ آنا شتاب
کہا اے سپہدار آفاق گیر
لگا کہنے اس سے یہ اسفندیار
یہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار
ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
کہا زال نے یون کہ اے نامدار
بسوے سپہدار عالی گہر
وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
صبح ساتھ لیکر شہ ارجمند
کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
جہان سرافراز گردان جو مین
مروت سے کرتا ہون اب التماس

جھکا کر سر مثل جون بندگان
سر سرفرازان گیتی ستان
پرستش کنان ہو بفرط سرور
طرح مہر کے عالم افروز ہو
ہوا رستم گرد سے ہمکنار
جہان مین تو اُسکا ہو یا تو مین
تو رونق فزا چلکے ہو میرے گھر
وہان جاکے رستم سے کہنے لگا
کہ جوان لیجاؤن تجھکو پابند کر
نہ پہونچاوے ہرگز تجھے کچھ گزند
تو بس ہو سکے رخصت جا اپنے گھر
مرے گھر تو مہمان فرا چلکے ہو
بطور دگر اے ستودہ شعار
سر جنگ از روے کین آئے تو
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر
اگر پی اور دے مجھکو صہباے ناب
کہون زال سے جاکے احوال سب
یہان بھیجنا تھا ورنہ جواب
کیا کیون نہ رستم کو تونے اسیر
کہ پھر آوے بیکار رستم نامدار
نہ ساتھ آسکے ہو زرم جو نہار
لگا سوچ مین سرور ارجمند
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار
شتابان ہو اگر در روز دگر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور
روان ہو تو ہو کر اسیر کمند
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا
نگہدار شاہان ایران جو مین
نہین ورنہ تجھسے خطر زینہار

جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
ترے قد پہ زیبا قباے شہی
کرے سرکشی تجھسے جو تیرہ بخت
یہ آئین و رسم و ادب دیکھکر
لگا کہنے رستم کہ پہلوان تھا
تو ہی اُسکی ہو پشت لیل و نہار
پذیرا نہ اُسنے کیا زینہار
یہ ہے حکم گشتاسپ شاہ دلیر
ہو یہ نکر حضور شہ کامگار
رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
نہ لایا زبان پر پیلتن
جو کچھ مجھسے فرماوے تو بعد ازان
و لیکن مین آیا بعزم دگر
تو کسطرح کہا کے نان و نمک
وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
طلب کرکے پھر جام مینا یہین
جو کچھ مصلحت ہو مجھے زال زر
سو خانہ رستم جو رخصت ہوا
نہایت زبون سخت بیجا کیا
لگا کہنے پشوتن کہ اے شیرگیر
مبادا کہ پھر کار دشوار ہو
گیا رستم گرد جب اپنے گھر
سحر اُسکی خدمت مین پھر جائیو
اُسے لیگیا آکے اسفندیار
کیا اُسنے انکار اور یون کہا
کہا اُسنے اے گرد فرخ شیم
کیے مین نے کار نمایان مدام
کیا دشمنون سے جہان مین نے پاک
کہ پیلتن سے یہ سنکر سخن

پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا
ترے سر کو شایان کلاہ مہی
شتابی گرفتار خواری ہو بخت
ہوا شادمان سرور نامور
کہ اے نامور گرد زور آزما
نہ ہو وسوسے سے کچھ غم روزگار
و لے اپنے لشکر مین اسفندیار
اگر رستم کو لے آؤ کرکے اسیر
اگر عمین رہا تجھکو اے نامدار
کیا پھر سپہدار نے یہ بیان
کہ کیا اے سرور انجمن
بجا لاؤن فرمان ترا اے جوان
بھلا کیونکہ مہمان ہون اب تیرے گھر
کرون تجھسے پیکار زیر فلک
تکہاؤنگا اب اے سپہدار نامور
کیے نوش باہم کئی ساتگین
گزارش کرون مین یہان آنکے
تو پشوتن نے اندیشہ سے دم کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ سے جانے دیا
زبردست ہے وہ سوار دلیر
بنوعے دگر دور دوار ہو
یہ قصہ کہا زال سے سربسر
نہ وسوسہ ہو دل مین ذرا لائیو
کیا خوب رستم کا عز و وقار
کہ اے پہلوان تو بھی یا تنسے تنہا
ہو رکہ مجھپہ مصروف لطف و کرم
کیے پست گردن گردان تمام
کیا سرکشان جہان کو ہلاک
ہوا خشمگین سرور انجمن

یہ چاہا کہ ہو کے غضب بیدریغ
مشقت بہت تونے کی بیشتر
سو راست بیٹھے ہین پیوستہ ہم
شنا مین نے اے رستم نامور
رکھا زال کو پھر نہ ایوان مین
جو نا پاک و بد شکل دیکھا اسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
بزرگونکی میرے جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
نہین ہے یہ گفتار اے نامور
بزرگان سے وقعت ترے سر بسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری مان بھی تھی دخت محراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پناہ زنہار مین نے کیا
دلیری سے اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھوڑایا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار دی ہین نے اسکو شکست
نکر جنگجوئی جو کچھ ہے ہنر
یہ چاہے تھا اسدم کہ وان بیدریغ
ستم گر ہو دار کھیے مہمان پر
فلک تبہ ہے کہ یہ تو لیک بجز
تو کرتا رہا روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
غضب پر بلا تھا مرا ہفتخوان
مرا دان کو کوئی مددگار تھا
ترے ساتھ ہوتے اگر دہ ہزار

تہمتن یہ کہے رہا خنجر تیغ
پسر آ رام سے بیٹھے نوش لب
یہ کہنکر گیا بیٹھ بے رنج و غم
کہ ہے نسل سے دیو کے زال زر
وہین چھوڑ آیا بیابان مین
تو سیمرغ نے بھی نہ کھایا اسے
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبہ سروری
زبان پر یہ تندی سے لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
تہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیونکو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم مین جنکا غریو
ملا کیو گستہم اور طوس کو
کیا ہیچ اسکا نہ کچھ زور دست
گھوڑا یگا اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہے دور تر
پرستند شاہد شاہان سے
شہی مین نے کی بلکہ پیغمبری
کیا مین نے گردن فرازونکو پست
کہان ہفتخوان تھا آہ ہفتخوان
فقط رخش و گرز گرانبار تھا
دلیران جنگی و مردان کار

ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
کہا پھر سے او دست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین بر جبین
سیہ چرد و چہرہ و موے سفید
کہ کھا جامین اسکو کہین جانور
وہین پاس بچہ نکے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا تھا
تو پیدا ہوا زال سے بعد ازان
کہ حرمت پراگندہ و ناسزا
تو ہے طفل بیعقل نادان ابھی
کہ ہے پشت سے سام کے گرد ولی
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اسکا نجم پدر
یہ کہتے تھے رکھو سر پہ تاج کبھی
وگرنہ یہ ہو بختی تمہین کب نہی
تو مانند میرے دلاور نہین
شکستہ کیا مین نے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم مین تہ خون رنگ
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا مین نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگی آور کینہ جو
ولیکن یہ جانا کہ ہے میہمان
یہ بولا کہ مین نے کیے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا روم و توران و چین
نبسان ذرہ زرو مین ہے انبار
وہ بولا سو ہفتخوان دہ ہزار
وہ دیوان خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ انکے ہوتی تجھے تاب جنگ

یہ ہنسکر تہمتن سے کہنے لگا
یہ ہنسکر لگا کہنے اسے نام جو
خفا ہو کے رستم سے بولا وہین
ہوا دیکھکر سام اسے نا امید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کھلا تا تھا مردار صبح و مسا
اسے لا بہرم پھر پدر نے لیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پہ نہ لا
نہین تجھکو زنہار کچھ آگہی
نریمان سے تھا سام فرخ خصال
کہ مین ہونے یکجہی تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کسر ملک ایران مین شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی
دلیری و مردی مین ہمسر نہین
گذرے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسی کو تھی جنگ کی جس کی تاب
مری تیغ بران ہے آفاق گیر
ہوا پر غضب جسکے اسباب او
یہ گرد آب سے ہونے آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہوتا ہے گرم
تو حاصل ہوا تجھکو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
نہ تھا حصن مازندران استوار
گئے تھے ترے ساتھ جنگی سوار
کہ مین نے کیے کشتہ تنہا وہان
اگر بندہ ہوتا تو بس بیدرنگ

کرون کیا مین اپنی انسکے بیان
دلیرانہ ہرگز رضامند تھے
وہین مین نے معقول اسکو کیا
تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسی کا نہین
کسی سے سنے مین نے اب تک نہین
سخنہاے شوار کہکر اُٹھا
مری کرکے دلجوئی انجام کار
سپہدار نے سُن دیا یہ جواب
مجھے جسقدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ نیرو سے اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا بعد ازان
ہوا زور معلوم تیرا مجھے
کہون ہاے رستم یہی تھا خیال
تو ہے گرچہ زور آور و شیر مرد
تو کل دیکھنا کوشش کارزار
کرون تخت زرکار پر جلوہ گر
چلون پھر ترے ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
طلب کرکے خوان جبکہ آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہوے دام حیرت مین مردم اسیر
جو ہو بند پر راضی اے ہوشمند
مصاحب جو تیرے ہین اُنسے ذرا
چلون مین ترے ساتھ ہو بند پا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
بھلا کسلیے کام ایسا کرون
یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
تری بزم سے کچھ نہین خوش گمان

کہ ہے اس حقیقت سے واقف جہان
بزرگان ایران نہ خرسند تھے
نہ زنہار پرخاش ہونے دیا
مگر تیرا آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھو اے کینہ کین
قیامت ہو گر مجھ مین چین جبین
ہوا یہ نہ مقدور اک مرد کا
فزون تر کیا شہ نے میرا وقار
کہ اے رستم اتنا دکھا پیچ و تاب
رکھے تھا کہان شاہ کاؤس سے
تو حیران رہا رستم نامدار
کہ اے گرد تو آج مہمان ہے یہان
بلا لاؤن کل ایکدم مین سے تجھے
کرون مین تجھے بند سے پھر رہا
وہ لے مجھسے ہرگز نہو ہم نبرد
کہ آؤن جو میدان مین ہو کر سوار
رکھون مین ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجھے تخت تاج و کلاہ
کہا جبتک یہ گفتار اے پہلوان
تو رستم نے ایکدم ہی خالی کیا
رکھا اسکے تاشن کلان پھر وہین
مرخص ہے ابھی وہ گرد دلیر
تو جانیو تری کچھ نہ آوے گزند
سمجھ لیکے اب تو بھی کر مشورہ
حضور جہاندار کیوان کو لا
پذیرا مین کرتا برائے نامجو
کہ اس دن ہر اک جسمین سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار مردان کار
و لیکن ہے اندیشہ مجھے ہر زمان

کہ کیخسرو عدل گستر نے جب
یہی تھی تمناے خرد و کلان
ہوے جبکہ باہم یار اے نامدار
کرے بند مجھکو یہ چاہے ہے تو
ہوا کودکی سے مین دنیا مین پیر
ہوا تھا سدا مین بہ پیش کاؤس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کرے مجھکو بند
غرض ساتھ میرے نہو کینہ جو
نہو اب ثنا خوان کاؤس شاہ
یہ کہکر وہین ہوکے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہے یہ ترک ادب
خوشی سے مرا لاکہ گون فتح کس
سو شاہ لیجاؤن مین کرکے بند
مری مردمی تجھکو معلوم ہو
کہان تو نے دیکھی دلیرون کی جنگ
تو فیس پشت زین سے اٹھاؤن تجھے
رکھون مشکلش گنج تیرے حضور
جو مین گرد ہوون اور تو شہریار
کچھ اب کھانے تا کہ آوے جی مین اس
بلاتے تجھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمین شراب ایکمن
لگا کہنے پھر سرور نامجو
وگرنہ ہوا آمادہ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
وگرنہ کر دیان صبحدم آکے جنگ
یہ فرمائیگا شہ کہ بس ڈر گیا
نہین جنگ سے تیری مجھکو خطر
جو مرنے کی ہے کہ نہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو

رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج جب
فریبرز ہو بادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
نہ تھا ہے ترے باپ کی آرزو
و لیکن سخنہاے نادلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہ مانا ہے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی نہ کر مجھسے تو
مرے سا زور و سرپنجہ پر کینہ گاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجھسے آ
شتابان ہو پھر شوق سے اپنے گھر
نہ پہنچاؤن پر تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہنچی تجھے باد گرزہ و خدنگ
سوے زال زر مین نہ لاؤن تجھے
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہیگا تاجدار
کہ اب زود تر یعنے آئندہ دعوا ہیں
تو دیتا تھا رستم کو جسدم جواب
پیاپے لگا کہنے وہ پیلتن
کہ گر مصلحت زال سے چاہے تو
دیا اُسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماے تو میرے گھر
نلاؤن تری جنگ مین کچھ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تر
تو زنہار آنکھ برابر نہین
تو ہو پیش شاہان مراد رو

سمجھ دل میں اے فرخ اسفندیار
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

ترا دشمن جان ہے تاجور
تجھے کھیلنے سے بھیجا ادھر

نہ کر کار فرما جوانی کو تو
نکر پہلوانی مرے روبرو

وہ بولا کہ دیت ہے تو کیا فریب
نظر میں ہے میرے فراز و نشیب

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آنکے سیدھا نہیں اے کینہ جو

لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا
نہیں چارہ گر آئی تیری قضا

یہ کہکر سوئے خانہ رستم گیا
حضور پدر یوں گذارش کیا

کہے زال نے بیٹے سخنہائے پند
لگا کہنے تب رستم ارجمند

نہیں صبر کی تاب اے زینہار
کروں جنگ ساتھ اسکے ناچار

کہ کھیلے تو نے دیدہ پر آب
دیا زال زر نے اسے یہ جواب

جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو ہو نام بد پیش اہل جہان

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پکڑ لاؤں تیرے حضور

لگا کہنے ہنسکر وہ مرد کہن
کہ ہرگز زبان پر نہ لا یہ سخن

زبون جسکے آگے ہے فغفور چین
جہان میں کوئی اسکا ہمسر نہیں

یہ ہے عقل سے دور اے مرد گرد

ہوا سال خوردہ جو گشتاسپ شاہ
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

اگر تو گشتہ ہو جو مرے ہاتھ سے
نہیں آئی کبھی تجھکو اس بات سے

گزند اپنی جانب تو مت کر روا
نہ بدنام کر مجھکو بہر خدا

حضور پدر لیچلوں باندھکر
کروں یا تجھے قتل وقت سحر

کہ آنکھوں سے دیکھیں تیرا حال زار
کریں مجھسے ماتم و لیل و نہار

بوقت وغا آئیگا یہ نظر
کہ ہوں نوحہ گر اسکے پور و پدر

کہ ہے بر سر کینہ اسفندیار
نہیں اور چارہ بجز کارزار

کہ نالائق تخت کہکر مجھے
کہا جبکہ یوں اسنے سن یہ تجھے

یہ سنکر کیا خشم کو اسنے تر
لگا پوچھنے تب یل نامور

اگر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
تو خانہ خرابی ہو پھر بے درنگ

رکھیں پھر ایرانی مجھسے کینہ سدا
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا

کروں پیشکش اسکے پھر گنج زر
الٰہی تو ہے پھیروں نہ زنہار سر

وہ اسفندیار جہان پہلوان
دلیر جہانگیر و کشورستان

تو کہتا ہو میدان جب جا کے نہیں
اسے پشت زین سے اٹھا لاؤں میں

سمجھ دل میں ... تو آئی سال خورد

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
پے جنگ اسفندیار جوان

زوارہ کو سالار لشکر کیا
زوارہ سے یوں زال زر نے کہا

شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
لگا تب دعا کرنے مرد کہن

زوارہ سے بولا یل نامور
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ خوبتر

یہ قسمیں نہ تھے جانا اسے دیکھکر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور

سو شہ نے بصد گونہ لطف و عطا
تو لیجا تہمتن کو بے بند پا

کیا اسنے مجھکو ہے عزم ستیز
مرا دل ستیزہ سے ہے پرہیز

ہوا اسکے پر درد دل مرد کا
وے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا

مرے ساتھ گر تجھکو ہے عزم جنگ
تو ہو کر سوار اب تو آ بہر جنگ

سنتے ہی ہے اب لازم اے شیر مرد
اب آؤ میں تنہا برائے نبرد

وے دیکھنا جبکہ ہے وقت تنگ
کرو مت شمار تو پھر بے درنگ

دلیرانہ شبرنگ پر ہو سوار
گیا جانب رستم اسفندیار

بہت ہیں سواران ایران دلیر
وے چاہتا ہوں میں ممکن کیا

کہ جو ہو ہنر یک کا آشکار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار

تہمتن نے ... پہنی زرہ
تو پھر زال نے اسکی باندھی گرہ

کہ بروقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو واں راہ مت دیجیو

کہ یارب تو اسکا مددگار رہیو
سوا تیرے کون اسکا اب ناصر ہے

یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
روانہ ہوا سوئے اسفندیار

لگا کہنے یوں پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اے نامدار

وہ بولا کہ لا جوشن اے نیکمرد
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد

رہو مرد دلاور جیہوں رزمجو
خدا جانے پھر غرق خوں کون ہو

تہمتن نے پھر اس جوانمرد کو
یہ بھیجا پیام اسے یل نام جو

یہ سنتے ہی بولا وہ اسفندیار
کہ تنہا ہے اب رستم نامدار

تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
کہ رستم سے میں جا کے ہوں جنگجو

مدد میری تم کیجیو آن کر
یہ کہکر زرہ کر کے پھر زیب بر

تہمتن نے اس سے کیا یہ بیان
کہ کمتر ہے میری سپہ اے جوان

کہ ایرانی و سیستانی بہم
کریں جنگ گر دانہ ...

کہ ہوں کشتہ یکسو لشکر دو سو
فقط ہوں میں ہم تم بہم رزمجو

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
شکستہ ہوے نیزے پھر تیغ
لیا پھر دلیرون نے گرز گران
پکڑ گرز ڈال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان ہوے
جدا ہوکے دونون نے پھر دم لیا
بستور دلیران ایران گیا
یہ سنکر وہین بولا اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اس سے ہو آگے جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے
جوانمرد مہرنوش پہلوان
فرامرز اسکے مقابل ہوا
وہین مہرنوش اسفندیار جوان
دو فرزند تیرے ہوے کشتہ اب
بنزدیک نام آوران زمن
کہ سوگند جان و سر شہریار
کیا جسنے اب جنگ مین اتر کا
انھین شو تو سے قتل کر تو یہان
یہ کہکر ہوے پھر وہ مشغول جنگ
وے تیر اسفندیار جوان
لگے زخم کاری جو تن سے
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند
ہوے بستو بلندی گیا نامدار
جہان مین تیر زور کا تھا یہ
ترا زور بازو گیا اب کہان
پیادہ ہو آپ مانند شیر
یہ چاہی تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار تیا

ہوا عہد پیمان بہم استوار
لگے کرنے باہم ہر بار زخم تیغ
ہوے ندم جو مثل پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آزمان
زبون سخت اسپان گردان ہوے
نہ کچھ زور وان مہرنوش ہرگز گیا
وہان جاکے کہنے لگا ناسزا
جوانمرد نوشاذر نامدار
وہ سمجھے کرے آنکہ کارزار
وے خاک و خون مین ملا بیدرنگ
کرون غرق خون ایک دم مین تجھے
دگر بورا اسفندیار جوان
فرامرز نے قتل اسکو کیا
کیا جاسے بہمن نے یکسر بیان
سپہدار اسکا ہوا پر غضب
سزاوار نفرین ہی پیمان شکن
نہین ہی مجھے آگہی زینہار
کرون اسکو قتل اور اسیر و خراب
کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
لگا آکے پیاپے سمند پہلوان
سوار دلاور تب آیا او تیر
گیا وہین نوش پل ارجمند
لگا کہنے تب تہمتن سے اسفندیار
تری تیغ سے ان کا تنے تھا دیو
کہان ہی ترا اب وہ گرز گران
گیا سب جنگ آزمائی دلیر
زوارہ سے ہو وے ستیزہ کنان
نہین تجھسے کچھ دست بردار من

ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان
شکستہ ہوئین تیغ بھی سر بسر
گرے گرز بھی ہاتھ سے یکبار
کیا زور گرنہ رہ کین سے
زرہ پارہ اور چاک برگستوان
زوارہ کو تھا جنگ مین کچھ صبر
کہ اے نامدار و اگر مرد ہو
پے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہین گرد ایوام زور آزما
زوارہ پھرا تنے مین آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالای سر
دوان کرکے شبدیز کو بیدرنگ
نہ کشتہ ہوے مرد و نامدار
کہ لشکر نے زابل کے بیخوف و باک
تہمتن سے بولا کہ اے بد نشان
ہو نسکے غمگین و شرمندہ تخت
پے جنگ مین نے نہین کچھ کہا
برادر کو اور پسر کو بالمرے
وہ بولا بفرمان یزدان پاک
خدنگ یل رستم نامدار
ہوا اس سے مجروح و خستہ فگار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہی پہلوان
کہا افسوس اے گرد جنگ آزما
کہان ہے تری تیغ زہر آبدار
زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار
کہا یون کہ اے گرد اسفندیار
کہ اتنے مین رستم نے آ سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے آپ

ہوا کار منجر بہ تیغ و سنان
فلاک نے خم ہرگز ہوا کارگر
ہے کام سے دست مردان کار
ولیکن نہ کوئی ہارا زین سے
ہوے سست گردان جنگ آزمان
خروشان ہو مثل غرندہ ابر
تو ہو فوج زابل سے پیکار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ شاگرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے میدان مین کرکے فغان
ہوا کشتہ نوشاذر نامور
شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوے قتل ایرانیان بیشمار
کیا اسکا ایرانیان کو ہلاک
تمہین ہی یہ آئین گردنکشان
لگا کہنے پھر رستم نیکبخت
نہین ہے مری خواہش ہیر یہی خدا
حوالے کرون تیرے اے نامور
کرونگا عوض انکے تجھکو ہلاک
نہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
تن رخش مجروح تھا و سوار
پیادہ رہا رستم پہلوان
بدن سے تہمتن کے خون ہی روان
زبون ہوکے میدان سے تو بہت گیا
کہان ہی ترا تیر پہلو گزار
گیا رستم نامور کو سوار
ترے ساتھ کرتا ہون مین کارزار
زوارہ سے مست ہو نبرد آزما
تہمتن سے بولا سپہدار تب

کرا حال معلوم جو سب ترا
وہ بولا کہ جاری ہے گر تیغ خون
شفق گون زمین ہے وہ جنگ آزما
کیا اسنے تابوت کو پھر روان
ولیکن یہ سمجھا جیسا آج کا
سرشت اسکی ہے آہن و سنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہے کہ جانبر نہو وقت شب
گیا جبکہ ایوان میں نزد زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری ہے یہ
کیا بستہ زخمونکو سب نے لگا
قوی بازو و سخت ہے زورمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور و مکر تا میں لبسا گیا
نہ وہ جنگ سے پشت زین سے ہلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام
کہیں ہاتھ آوے نہ پیر ان تنا
تو پھر آکے ایوان میں اسفندیر
جو ہوتا یہاں آج وہ شیر مرد
بلاؤں میں ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوئے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نام جو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سو ہفت خوان یہ جوان جب گیا

سراپا ہو زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہیں تن ہوا کچھ زبون
ہوئے شام کو سوئے خانہ روان
سو شاہ گشتاسپ ہے وان نشان
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
مجھے اسکی اندیشہ ہے جان سے
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
مدارا رہے زندہ گر یک شب
اور اسنے تہمتن کا دیکھا یہ حال
بکاریں نصیبوں میں تھا ہی ستم
تہمتن نے پھر زال سے یون کہا
تو مند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا سیر پیکار گر
تو برگشتہ کرتا قدم سے ای پدر
کہوں کیا کہ اس شوخ و ترک کا
وگرنہ مرا نام کرتا تمام
اگر رستم کرتے جنگی جوان
کرے ہمکو یکسر گرفتار و خوار
تو بدخواہ کے ساتھ کرتا نبرد
ترے واسطے اس سے ہون بیچارہ جو
اگر فی الفور ہو یہ کچھ ہونگا تیرے حضور
گذارش کیا یون کہ ای زال زر
ہوا آتش برخاش کا خواستگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کروں چارہ اسکا میں اے زود
ہوئے زخم اچھے و ہین سر بسر
اراسے شاہ عرفان مددگار ہو
توانا ہو گر دلکش و زور مند
مرا جفت وان ایک سیمرغ تھا

اگر اب بھی راضی ہو تو بند پر
ہوا روز آخر اب ای نامور
ہوا مجھ سے بیٹون کے اسفندیار
لکھا یون کہ اے خسرو پاک دین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان
بہت زخم شمشیر گرز گران
کیا تیر سے اسکو آخر زبون
ادھر تھا تردد میں اسفندیار
کہ مجروح و خستہ ہے سر تا بپا
برادر پدر مادر و پور و زن
کہ روئین تن اسفندیار دلیر
مری تیغ بران تھی خارا شگاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش یاں
پکڑ کر کمر بند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی سوار
بس اب تاب پیکار مجھکو نہ
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن
کروں کیا کہ ہے اندنوں کچھ غرور
نہیں اسقدر فرصت آئی ہے اب
گیا اسنے وعدہ یہ مجھ سے کہ ہان
بلندی یہ کر آتش افروختہ
مجھے کسلیے اب کیا تونے یاد
نیاز اس سے کچھ ہمنے کیا پیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و زار
طلب رخش و رستم کو کرکے عیان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہے اگر تو مرا ہو یار
مجھے اور تجھے ہے یہ قدر کہاں
مقابل جو ساتھ اسکے اگر ہوا

تو بہتر ہو اسے رستم نامور
کروں جنگ پھر تجھ سے وقت صبح
نہایت پریشان دل و بیقرار
ترے حکم سے مجھکو چارہ نہین
کہ آدم نہیں رستم پہلوان
زمانے میں نے اسیر کیا ہے جوان
ہوا جوشن کالبد غرق خون
ادھر پہلوان رستم نامدار
جراحت پہ اسکی تاسف کیا
لگے رونے سب مردم انجمن
مقابل نہیں جسکے عفریت و شیر
سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نکمہ زور بازو گیا پیش تا
کیا زور سے ہر چند پر زینہار
کہیں جیت سکتے دیکھا دمیں زینہار
نکل جاؤں ناچار یانسے کہیں
اگر تو نکلجائے اسے پیلتن
یل نامور ہے زور سے پیل زور
کہ اس پہلوان کو کروں یان طلب
جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ اے مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر رستم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری یہ آئی ہے پیش
جو دیکھا تو ہے خون بدن سے روان
توانا و زور آور و ہاتھ چست
تو ہووے زبون گرد اسفندیار
کہ ہوں ساتھ اسکے ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جانبر ہوا

تو گر اس جوان سے رہے دور تر
تو بہتر ہے اے رستم نامور

کہین دور جاوے تو اسفندیار
کریگا ہمین باندھکر سخت خوار

وہ بولا کہ اے رستم نامدار
مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار

غرض نخل گز اک نیستان مین تھا
تہمین سے سیمرغ نے یون کہا

بنا اسکا تو اک دو شاخہ خدنگ
سحر جاکے میدان مین ہو گرم جنگ

کرے جو کوئی کشتہ اس مرد کو
وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہو

وے کور کرنے سے اسکے ضرر
نہ ہووے تجھے ذرا شوق سے کور کر

وہان تیر بیٹھیگا بحکم خدا
یہ سنکر ہوا خوش وہ رزم آزما

وہ سیمرغ رخصت ہوا ازان
گیا سیستان سے سوے آشیان

لگائے دو پیکان زہرآب دار
ہوا فتح نصرت کا امیدوار

گیا میدان مین آیا سوار دلیر
یل نامور رستم شیرگیر

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
کہ آیا ہے اب رستم جنگ جو

مرے دل مین تھا وقت شب یہ گمان
کہ جانبر نہووے گا یہ پہلوان

نداوی کہ احوال اسکا ہی کیا
مگر اسنے زخمون کو بستہ کیا

بسوے تہمتن پشوتن گیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا

سو اسکے اک زخم کاری تھا
پشوتن نے جاکر جوان سے کہا

دلیری سے اسکی مجھے ہے خطر
مناسب ہے اب شان کی ای نامور

خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
گیا دوڑ میدان مین ہوکر سوار

زمین رزمگہ کا اب اثر [illegible]
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار

سنے تجھ سے گستاخیان اسقدر
کیا مرہم [illegible] زال زر دیکھکر

عبث جسم پر اے یل نامور
[illegible] تیرا اثر

[illegible] آ
[illegible] لطف میری جلا

قسم ہے نہ پھر عذر [illegible] کرون
ترے ساتھ [illegible] پہلوان

وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
اگر زندگی تجھکو منظور ہے

مری قید کرنے سے اب در گزر
عوض اسکے لے مجھسے تو گنج زر

تجھے پیشکش دون رسم نیاز
تو کر رحم اے سرور سرفراز

خدا کے بھی فرمان ہی بحکم شاہ
زیادہ ترا اے رستم کینہ خواہ

وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
ترے جان با امید تاج و سریر

تو محکم ہی پکارا اے پہلوان
پہ ہکر وین لیکے تیر و کمان

یہ سنکر ہوا زال گریہ کنان
کہا یون کہ گر رستم پہلوان

بتا کوئی تدبیر بہر خدا
تو دام غم رنج سے کر رہا

گذر کرکے دریا سے بے رنج و غم
گئے اک نیستان مین دونون بہم

لا اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر
اسے راست کر رکھکے تو آگ پر

پھر اس تیر کو اے یل نامدار
رہا کر سوے چشم اسفندیار

نہین خوب ہے قتل اسفندیار
خرابی ہے قاتل کی انجام کار

یہ خاصیت اس چوب کی ہے کہان
تمنا ہو ناوک فگن کی جہان

پھر آئے وہ دونون بہ پیش زال
ہوا زال ہمسر و شادان کمال

جو نمرد رستم نے پھر [illegible]
مرتب کیا اک دو شاخہ خدنگ

نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
حریف جفا کیش تھا گرم خواب

ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان
کہ اے مرد اسفندیار جوان

اٹھا سنکے آواز اسفندیار
پشوتن سے بولا کہ اے نامدار

کہون کیا مین کاری تھا زخم تیر
تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر

وہی رخش ہے یا کہ رخش دگر
شتابی سے اب جلد لا یہ خبر

رکھون ہو نہ [illegible]
کہ ہے رستم کی یل مین ہو چارہ ساز

کہ دیروز سے چاق ہے پہلوان
ہوا تھا تو کل خستہ ای ناتوان

تو پرخاش کو دلسے کر اپنے دور
تہمتن کے ساتھ آشتی ہے ضرور

تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان

کیا اسنے جادو [illegible] تندرست
کہ آیا تو میدان مین پھر چاق و چست

وہ بولا کہ [illegible] ہے وہ بس
اٹھا یہ خیال اپنے دلسے تو بس

کرونگا تجھے کشتہ انجام کار
گزارش یہ کرتا ہون مین بار بار

ورنہ کہو ذرا چلکے مہمان ہو
کہ ایوان مرا رشک بستان ہو

کرے لطف یا قتل یا تجھکو بند
جو چاہے کرے خسرو ارجمند

تو پابند ہوکر مرے پاس آ
تہمتن نے اسکو یہ پاسخ دیا

دُر بے بہا تاج گوہر نگار
کنیزان مہ طلعت و گلعذار

کہا اسنے بیہودہ گوئی نکر
نہین چاہیے مجھکو یہ گنج و زر

تجھے لیچلون دست پابند کر
کہ بخشے مجھے تخت و افسر پدر

ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کہا یون نکر اور بیہودہ گفتگو

کیا سموے رستم روان ایک تیر
بطرز پسندیدہ و دلپذیر

تہمتن نے اُس دم یہ مانگی دعا
پذیرا یہ کرتا نہیں زینہار
عقوبت نہ رکھ پھر تو مجھپر روا
رکھا مدعی نے سر کو زمیں پہ نگون
و لیکن نہیں پھر گزر اے جوان
یہ دیکھا تو تسوین و بہمن میں بین
کیا چارۂ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر شادکام
کہ دنیا میں خونریز اسفندیار
جہان آفرین ہر زمان یار ہو
بروز دگر پیش اسفندیار
لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا
سکھا پہلوانی کے سارے ہنر
رکھوں اُسکے تارک پہ تاج و کلاہ
روانہ ہو تو سوے گشتاسپ شاہ
ہوئی بار سے اب تہی ہمامل مرو
مری ماں نے کیونکر کہ ہووے صبور
کہا پھر وہیں کھینچکر سرد دم
لگے رونے تسوین و ہمرہان
ادھر آئے بہمن کو لے اپنے گھر
کیا باپ کو اُسکے تو نے ہلاک
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یان
جو تسوین حضور شہ نامدار
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال زر
خجالت سے تھا بادشہ سرفرو
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو
بہت اُسکو دیتا تھا پند من
نہیں چارۂ تقدیر سے زینہار
جو کچھ حکم ہو مجھکو لاؤں بجا

کہ کرتا ہوں میں عاجزی یا خدا
کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار
مگر مجھسے شامت گناہ و خطا
روان اُسکی آنکھوں سے تھی جوے خون
ہوا میں نہ زنہار نالہ کنان
ہوے سخت غمناک و اندوہگین
ہوا کچھ نہیں فائدہ زینہار
ہوے خرم و شاد مردم تمام
تو زندہ رہے دیر تک زینہار
شب و روز تیرا مددگار ہو
گیا زال اور رستم نامدار
مٹے کیونکر لوح جبین کا لکھا
بتا رستم دولت سے سرسبز
کروں شاد اُسے بعد گشتاسپ شاہ
یہ کہہ جاکے ای خسرو دین پناہ
تو کر سلطنت شوق سے شاد شاد
کرے دل سے اپنے غم و رنج دور
کہ گشتاسپ سے مجھکو ہو بیم و غم
ہوے رستم و زال گرم فغان
یل نامور رستم و زال زند
دل اُسکا نہو ویگا کینہ سے پاک
کہ بدخواہ اپنا سمجھتا ہے بے گمان
گیا لیکے تابوت اسفندیار
کشتہ ہے تو پور کا ای پدر
کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
کہ ہوں بیخطا اُسکے نام جو
یہ کہتا تھا ہردم کہ ای نامور
ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کہ ہوں بندۂ شاہ کشورکشا

زر و گوہر و تاج و گنج و کمر
تو یاور ہو میرا کہ ہوں بیدرنگ
پھینکا گیا پھر گرز کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کہا کر ہوا دردمند
کیا اپنی آنکھوں کو غم سے پر آب
تہمتن گیا پھر حضور پدر
وہ لے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہے خطرا اب مجھے
وہ بولا کہ میری نہیں کچھ خطا
ہوے دونوں جا کر وہاں عذر خواہ
مرا پور ہے بہمن نوجوان
تہمتن نے وہ میں پذیرا کیا
یہ تسوین سے بولا پھر اسفندیار
مجھے تو نے بھیجا پئے قتل یار
و لیکن بروز جزا بیگمان
نہیں فائدہ گریہ سے زینہار
گیا طائر جان نے پرواز پھر
ادھر لیکے تابوت اسفندیار
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار
برادر بھی اُسکے ہوے قتل مرد
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان
روا رکھکے جان پسر رستم
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار
حضور سپہدار اسفندیار
چلوں پیش سلطان کشورکشا
کیا تربیت لیجو اُسکے اب
جو تا سر پہ [illegible] نے سر بسر

خوشی سے میں مرتا ہوں جان جگر
مخالف کی آنکھیں نشان خدنگ
سوے چشم اسفندیار جوان
صد و شصت کھاکے تھے میں نے خدنگ
رکھا زمیں پہ سر تو نے ای ارجمند
اُسے لیکے سوے خیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو نوید ظفر
سپہ ختم شد اسکو دی ہی خبر
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے
کیا جو کچھ اُس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہیں کچھ تمھارا گناہ
اُسے اب تو ای رستم پہلوان
نہ رہی نشاط و مسرت کہاں
اگر گور و کفن کا ہوں خواستگار
ہوئی تیری دولت سے برباد جان
کرے داوری داور داوران
قضا پر کسی کا نہیں اختیار
ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
وہ تسوین گیا سوے ایران دیار
یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
عجب کیا جو وہ تجھسے ہو ہم نبرد
کر او میں وصیت نہ کیونکر بجا
لگیں کہنے رو رو کے یوں خواہران
عبث ہے پدر تجھکو اندوہ و غم
کیا نعش کو دفن انجام کار
کیا میں نے چون بندگان انکسار
نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
ہنر اور آداب سکھلائے سب
تو تسوین سے کہنے لگا تاجور

کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان — وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
تہمتن ہو اس امر میں بے خطا — درست و بجا ہے جو تو نے لکھا
اسے پند کی میں نے بھی چند بار — اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز — لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
اجل نے اسے سخت جاہل کیا — یہ کہکے تہمتن کو نامہ لکھا
کر رکھ جمع خاطر تو اے نامدار — نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار
یہاں تو یہ جبکہ دیں میں طلب — روان کر تو بہمن کو با فعل اب
تہمتن نے بہمن کو با صد وقار — روانہ کیا سوے ایران دیار
ہوا دیکھکر شاد فرمان روا — ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو میں کر چکا اب بیان — شغاد لعین کی لکھوں داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہے یہ فردوسی بے نظیر — کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ — کہ سام و نریمان ہیں میرے بزرگ
اسے قصۂ خسروان یاد تھا — کہا اسنے مجھسے یہی ماجرا
کہ رستم ہوا سفندیار جوان — ہوا اسطرح سے ستیزہ کنان
کہی بعد ازاں داستان شغاد — کہ تھی مرد آزاد کو خوب یاد
پھر اس قصہ کو نظم میں نے کیا — غرض اسطرح سے ہے یہ ماجرا
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا — اور اک اس سے فرزند حاصل ہوا
رکھا زال نے نام اسکا شغاد — نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہاد
یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان — کرے خانمان سب تبہ بیگمان
مناجات کی زال زر نے وہیں — کہ یا کردگار جہان آفرین
بدی اسکی طینت سے ہو دور تر — عبث سوے نکوئی تو ہو راہبر
ہوا جب کہ القصہ جسدم جوان — کیا زال نے سوے کابل روان
وہاں پر جو تھا شاہ نیکو سیر — قرابت وہ رکھتا تھا [illegible]
ہوا جبکہ کابل میں وہ خام شغاد — تو اس شاہ نے تب بصد مراد
اسے اپنی ہی دختر دلستان — کیا کتخدا اسکو با عز و شان
حضور میں رستم کے بدخواہ — [illegible] تھا کابل کا شاہ
سپہدار کابل سے بولا شغاد — کہ اے بادشاہ خجستہ نہاد
ہوا میں تہمتن سے ناشاد اب — نہ آئی اسے شرم ہے یہ غضب
قرابت پہ تیری نگی کچھ نظر — لحاظ اسنے بس کم کیا سربسر
یہی میں ہی رستم سے ہو کینہ خواہ — کروں قتل اسکو بحال تباہ
یہ بولا کہ مجھکو ذرا اب بتا — کہ ہے قتل کی [illegible] تدبیر کیا
کہا اسنے یوں اے شہ نیکروز — دل [illegible] ہوں تجھسے میں اک عزیز
کروں جا کے رستم سے تیر اگلا — غضبناک ہو [illegible]
تو یاں ایک ہیا کر صیدگاہ — اور اس راہ میں کھدوا کے چند چاہ
دہان سے کھلے تیغ و سنان و تبر — سر جاہ خسرو یہ شوخ سربسر
نگون بخت نے جسطرح سے کہا — سپہدار نے اسطرح سے کیا
غرض شاہ کابل سے وہ شوخ بخت — لگا کرنے اک روز گفتار سخت
ابھی ہوں سپہدار عالی گہر — تری ذات سے تجھ نہیں خوب تر
سپہدار کابل ہوا تند و گرم — وہ بولا کہ آتی نہیں تجھکو شرم
نہیں یاد کرتا تجھے زال زر — نہیں پوچھتا گاہ تیری خبر
سلے ہے جو یوں رستم شیر زاد — کہ میرا برادر نہیں ہے شغاد
نہیں نسل سے سام کی ہے تو — نہیں کچھ تری زینہار آبرو
برادر جو تیرے ہیں از خشم — تجھے جا کروں [illegible] سمجھتے ہیں ہم
ہوا اسنے دلگیر و پر غم شغاد — حضور تہمتن گیا بد نہاد
کہا یوں کہ نالائق و ناسزا — سپہدار کابل نے مجھکو کہا
دیا اسنے بوسہ سر و چشم پر — کہا اسنے اندیشہ کو دور کر
جاؤں شہر کابل میں اک سپاہ — کروں قتل اسکو بحال تباہ
کروں تجھکو کابل کا شہریار — یہ کہکر وہیں رستم نامدار
سو شہر کابل شتابان ہوا — سپہدار کابل ہراسان ہوا
ہوا آکے حاضر ز روے نیاز — کیا وہ [illegible] سرفراز
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان — یہ بولا کہ اے نامدار جہان
ہوئی مجھسے مستی میں صادر خطا — تو کر عفو از راہ لطف و عطا
سر رحم آیا ملک نامدار — کیا شاہ کابل کا افزون وقار
اسے شاہ کابل نے مہمان کیا — بجا بندگی لا کے شادان کیا

شغاد ننگون بخت نے بعد ازان
لگا کرنے تعریف نخچیرگاه
زواره کو ساتھ اپنے لیکر گیا
سپہ چھوڑ کر رستم نامور
[illegible] بچھائی جو
[illegible] جہان تیر بست
[illegible] پھر بار دیا
[illegible] بست کی [illegible] بھی
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن
[illegible] جہان زر و جفا
تیرے کام کے خاطر آیا یہان
[illegible] تیری [illegible] ابھی یہی
[illegible] ہوا کاے حیلہ گر
[illegible] کیخسرو و کیقباد
[illegible] تو مین یان رہا دیر تر
شغاد ننگون بخت سے پھر کہا
[illegible] خداوے خدنگ و کمان
[illegible] نخل کے پیچھے چھپا بدنہاد
[illegible] سے پھر جہان رخصت ہوئی
[illegible] سوا ایک باقی رہا
[illegible] رستم کی یان زار زار
[illegible] سخت ماتم کیا
فرامرز جنگی ہوا پھر روان
فرامرز کو جب [illegible] آگہی
بیان کیجے کیا صورت [illegible]
[illegible] کے اور رستم کے
[illegible] کابل کا شاہ
[illegible] لشکر و کمین

کہا یونکہ مین چاہ کندہ جہان
کہا پھر کیا اسے گر دیا عزو جاہ
شغاد سپہدار بھی ساتھ تھا
کہ غافل تھے چاہ کندہ ادھر
ہوا رخش صبا گام کو
ولیکن گرا چاہ مین گرکے جست
تو پھر دوسرے چاہ مین جا پڑا
نہ آیا نظر پھر بھی رہ سے بھی
ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن
دغا سے یہان قتل سمجھا کیا
کہ ہو وے فرزند تیری تو [illegible] شان
بہت تو نے خونریزی خلق کی
[illegible] شدار کو تو نے سر
[illegible] بادشاہا فرخ نہاد
[illegible] یان کرتا ہون [illegible] بھی
ہوا وہ کہ [illegible] جو تھی قضا
[illegible]
ہوا [illegible] درست شغاد
توقف کی [illegible] فرصت [illegible]
سو وہ سیستان مین [illegible] گیا
[illegible] انجام کار
غرض زال نے [illegible] کیا
سو شہر کابل بفوج گران
[illegible] شاہ سے شہر کابل بھی
تھا نام کو گوشت [illegible] استخوان
وہ [illegible] گیا استخوان دست سے
ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
[illegible] سے قتل [illegible] وہین

وہان پہلو رستم گرد کو
کہ مشغول صید افگنی چاہیے [illegible]
ہوے حیلہ ساز [illegible] لیکر وہان
غرض چاہ کے پاس جس دم گیا
ہوا رستم پہلوان شیر کمین
ہوا خستہ و ریش رخش و سوار
وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر
کنوین سات اسطرح سے تھے وہان
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ
لگا کہنے منہ کرکے سوے شغاد
مرے ساتھ کیون تو نے کی یہ دغا
سپہدار کابل نے پھر یون کہا
سلاکون تو قائم ہے زیر فلک
دلیران [illegible] و نام جو
فرامرز جنگی دلاور جوان
ملے تاب [illegible] نہین اب مجھے
دیا اسنے [illegible] کمان و خدنگ
گیا وہین رستم نے شکر خدا
زوارہ بھی اور سارے ہمراہیان
کہا اسنے یہ ماجرا سر بسر
ہزار و صد و سیزدہ سالہ مرد
کہ جا سوے کابل تو لیکر سپاہ
ملے شاہ کابل ہراسان ہوا
گیا لاجرم جانب صیدگاہ
دو و دام کھاتے تھے صبح و شام
کیے دفن زابل مین جا کر وہین
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا
سو شاہ گشتاسپ آیا ہون پھر

غرض ایکدن وہ شہ نیک خو
یہ سنکر وہین رستم نام جو
سوے دشت دونون شقاوت نشان
تو پھر رخش سے وان توقف کیا
جو رخش پر تازیانہ وہین
کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
ہوا خاک و خستہ بدن سر بسر
گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ
کہ تھا بھائی تیرا مین اے بدنہاد
مجھے کسلیے ہاے ضائع کیا
کہ اب تو شدار و تجھے دو دن پلا
جہان مین ہو نہین بھلا کب تلک
گئے اس جہان سے مرے روبرو
مرا کینہ لے تجھسے آکر یہان
درندون نے چھوڑا بھلا کب مجھے
وہین اسنے مارا اسے بدرنگ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
جہان پہلوان [illegible]
بیابان مین [illegible]
پھر آیا وہ کابل مین [illegible]
[illegible] سپہدار زابل ہوا
خبر شاہ ایران [illegible]

[illegible] شاہ گشتاسپ [illegible] و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت

ایران ولشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ
کیا پھر پشوتن کو اسکا وزیر
جہان مین وہ شاہ ہمایون خصال
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام
لیا چاہیے کین اسفندیار
یہ پیغام بھیجا اسکو زال زر
فرستادہ نے جاکے جب پیش زال
ہوا اب جو رونق فزا تاجور
یہ کہکر بہت مال اسکو دیا
کہ جز طاعت خسرو نامدار
ہوا جانب شہر بہمن روان
یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان
کیا بند بہمن نے زال زر کو اسیر
نہیں زندہ اب رستم نامدار
کہ بہمن آج جون کمتر بندگان
نہ تھا بہمن اسباب سے خشمگین
سواران ایران و زابلستان
[illegible]
دلیران ایران [illegible]
[illegible] فرامرز [illegible]
اٹھایا [illegible] سوئے رزمگاہ
پیاپے [illegible] سوار دلیر
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین
رہا [illegible] پھر زینہار
لیا حکم پھر ایران زر و غضب
ہیں مردم سیستان کی خطا

کہ یہ نامور بہمن نیک روز
اسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
کہ تھا دانش و فہم مین بے نظیر
رہا حکمران یکصد و بست سال
ہوئے خرم و شادمان خاص و عام
سواران غرض لیکے یکصد ہزار
لگا آیا ہونا مین ہر کین پدر
کہا یہ تو سنکر بہ آہ ملال
گرون [illegible] سکے گنج و گہر
فرستادہ [illegible] کے رخصت ہوا
نہین [illegible] داد [illegible] زینہار
[illegible] آیا [illegible]
وہ بولا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] تیر و گرز [illegible]
[illegible]
دلیرانہ میدان [illegible]
لگا شاہ بہمن [illegible]
دلیران ایران نے [illegible]
کیے قتل گردان [illegible]
ہوا پھر گرفتار انجام کار
کرو مردم شہر کو قتل [illegible]
روا رکھ [illegible]

کلاہ مہی کی سزا وار ہے
یہ کہکر بٹھایا اسے تخت پر
ہوا پھر روان سوئے ملک عدم
جہاندار بہمن شہ نامور
ارادہ کیا پھر ز روئے غضب
ہوا عازم سیستان پادشاہ
بیابان اب لیکے تیغ و سنان
کہا زال نے پھر بہت کہ بہمن
مرا قتل منظور ہے اب اگر
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال
ہوئی آتش قہر شاہی [illegible]
کیا زال کے [illegible] نامدار
گیا ہی فرامرز [illegible]
کہ اے شاہ [illegible]
برائے خدا [illegible]
روا رکھ [illegible]
یہ سنکر فرامرز [illegible]
رہا [illegible]
ہوئی چشم [illegible]
سبب حملہ [illegible]
ہوا شیر جنگی [illegible]
وہ پہلوان [illegible]
ہوا خستہ توسن [illegible]
فرامرز خستہ [illegible]
سردار کھینچ [illegible]
وہ تصویر [illegible]
رہا زال کو [illegible]

سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
کہ زال و فرامرز سے جلد اب
جو نزدیک دریا کے پہونچی سپاہ
گرون بھر خون از سر کینہ وران
کہ رستم کی تقصیر متعلق نہین
تو حاضر ہون پھیرون [illegible]
فصل کیا شاد سے [illegible]
کہ سرکش نیا یاد [illegible] زال
[illegible] سے لیا پیش
ہوا پر غضب [illegible]
اگر تو رستم کی [illegible]
مری عاجزی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ایران ہوئی فوج زابلستان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شہنشاہ [illegible]
شہ نامور [illegible]
کہ کینہ تھا [illegible]

بجا لا سپاس شکر پروردگار
ہا عفو پھر اسکو باعز و شان
شبستان میں ایکدن رات کو
پڑا تھا انہیں راہ میں اژدہا
یہ سمجھا میں بہمن نامدار
وہ تھی حسن میں رشک شمس و قمر
غرض اس سے بچہ کو حمل تھا
وصیت یہ کر کے ہوے سوے عدم
ہما دخت بہمن بجاے پدر
کیا اسنے آغاز جود و سخا
سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار
کہا یوں کہ لیجا کہیں اسکو دور
ہوا الغرض ہفت ماہہ وہ جب
ہما داکہ واقف ہوا ان زمان
کہا مخروہان سے یہ ہنگام شب
وہ صندوق دریا میں تم ڈالدو
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد
ہوا فوت وہ بے پدر ایسا پسر
یہ دولت جو اسکو میسر ہوئی
کہ واقف ہوا ہے کوئی
وہ اب خوش رہی خوش شکل تھا
ذرا گازری کا نکرتا تھا کام
کہے تھا کہ مجھکو خدا نے دیا
وہ تھی اسے یہ خبر کچھ نہیں
اسے فہم و ادراک تھا اسقدر
بفرط خوشی آنکر ایک روز
وہ بولا کہ ہوں مفلس و مستمند
زن گازر اسدم ہوئی بیقرار
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام

کہ حاصل ہوئی فتح ایسی بہار
گیا شاہ نے جا کر سیستان

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شہنشہ کو ناگاہ اسنے ڈسا
کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
تصرف میں لایا تھا اسکو پدر
جہاندار بہمن نے پھر یوں کہا
شاہان ہوا شاہ انجم حشم

بیکھار سنکر زر بے عطا
بفتح و ظفر خسرو دین پناہ
فسون نے نہ ہرگز کیا کچھ اثر
ہما اسکی دخت خردمند تھی
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی
کہ جب اس سے پیدا ہو کوئی پسر
جہاں میں بعہد عز و جاہ و جلال

برتخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

کیا خلق میں عدل لیل و نہار
تو کی پرورش بانشاط و سرور
کیا پھر اسنے اکدن طلب
خلل میری شاہی میں ہوگیا ان
بہا دو اسے جاکے دریا میں اب
کہیں ایک گازر کو آیا نظر
جو دیکھا تو گازر ہوا شاد شاد
عوض اسکے یہ طفل رشک قمر
تو یہ بہ پرورش سے سرور بہتر ہوئی
مبادا کہ مجھکو پہونچے ضرر
دلیر و جوانمرد زور آزما
اس کام سے تھا مدام
عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ ہوویگا یہ شاہ روے زمین
کہ استاد حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے گازر سے وہ نیک روز
کہا اسنے میں لاؤن یراق و سمند
دیا ایک یاقوت انجام کار
ہنر ہیلوانی کے سیکھے تمام

ہوا بعد نو ماہ پیدا پسر
وے لیکن مردم پہ ظاہر کیا
یہ سوچی ہما نے دل میں گر
اسے ایک صندوق میں بند کر
بجا مردمان لائے لیکر ہما
نکال اسکو گازر وہیں لیگیا
خوشی سے اسے پیش زن لیگیا
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج
رکھا طفل کا اسنے داراب نام
تو اس شہر سے جا کے دیگر گیا
زبون تھے تمام اس سے خرد و کلان
نچھوتا تھا اک پارچہ ہاتھ سے
کہ پیدا انہیں کرتا ہی ایکدم
بٹھایا جو مکتب میں داراب کو
جو کچھ علم تھا یاد استاد کو
خدا نے کیا علم میں مجھکو طاق
ہوا اسکے دلگیر وہ ذو الکرام
اسنے بیچکر ایک گھوڑا لیا
نہ میسر تھا گھوں غذا نوجوان

رہا بند سے زال زر کو کیا
گیا سیستان سے سوے تخت گاہ
گیا تھا شہ بہمن نام جو
عزیزا ہما چارہ ہوا کارگر
دیا اسکو اورنگ تاج شہی
کہ ہمخواب کرتے تھے دختر کو بھی
کلاہ شہی اسکے ہو زیب سر
شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال
سریر شہی پر ہوئی جلوہ گر
فقیروں کو کیسر تونگر کیا
حوالے کیا دایہ کو زود تر
کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
رہے شہر میں یہ ہمایوں پسر
لکئی رکھکے یاقوت لعل و گہر
دیا جاکے صندوق کو پھر بہا
کہا اس سے لا شکر ایزد بجا
کہا اس سے لا شکر ایزد بجا
تو ہو نائل بہجت و ابتہاج
کیا دل میں اندیشۂ خاص و عام
زن گازر و کل مال لیکر گیا
نتھا اسکے ہمسر کوئی نوجوان
وہ گازر تھا دلگیر اس بات سے
یہ سبب ہے یہ بازی کہ انکان بج
کہ تا سیکھکر علم شائستہ ہو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
وے اب ہی سطا و سیاق و ورق
نہ پھر اسنے دو روز رکھا یاں کام
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
بیابان میں پھرتا تھا صید افگنان

زن گازر اک نزد بیٹھی تھی شاد
حقیقت وہ صندوق اور لعل کی
در و لعل جو کچھ تھا اسنے لیا
کہا قیصر روم از روئے کین
ہمانے کیا حکم اسکو کہ ہان
آرادہ جنھین جا کر یکایک ہو بیان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
لکھا یون کہ اسکو مقرر رکھو
شتابان پئے جنگ قیصر ہوا
جو داراب کے پاس خیمہ نہ تھا
کہ اے طاق رہیو خدا ہے ہشیار
سہ بار آئی آواز یانسے یہی
کہا آکے پھر یون کہ اے نامدار
نہ تنہا تجھی مرد مان کی صدا
جو داراب اٹھکر وہانسے گیا
کہ دریا کے گازر کے ہاتھ ایک روز
نہ صندوق مین صرف کچھ زر تھا چھپا
اُسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
سپہدار نے قصہ داراب کا
کہا اپنے دل مین کہ ہے بیگمان
جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
تو قیصر سے اب جا کے ہو گرم جنگ
سر شام میدان سے وہ تاجور
بہت آفرین کی جوانمرد پر
ہوا پھر بہم گرم بازار کین
لیا نیزہ لیکر جوان جس طرف
ہراسان ہوئے سر بسر رومیان
ہمہ حملہ آور ہوا کینہ جو

وہان آگئے داراب فرخ نہاد
سنی جب خبر تو اُسکے دل کو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیا
شتابان ہوا سوئے ایران زمین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے ہون یکزبان
تو وہ لیگیا اسکو پیش ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا
مواجب بھی اسکا زیادہ کرو
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران دیار
سنی رشنواد اور اور نے بھی
تلے طاق کے خفتہ ہے اک سوار
یقین ہے کہ تھی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہو اگر پڑا
لگا ایک صندوق سے ایک روز
کئی لعل یاقوت تھے بیبہا
کیا اسپہ معروف لطف و عطا
جو پوچھا تو اسنے مفصل کہا
پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
سپہ لیکے آیا سوئے رزمگاہ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ
سوئے خیمہ آیا بفتح و ظفر
ہوا جلوہ گر جب کہ روز دگر
گلستان ہوا خون سے وہی زمین
نشان عرش اٹھ گئی صف کی صف
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو

یہ بولا ماجرا کر بیان
یہ سمجھا جوانمرد فرخ نہاد
مصمم کیا دل مین عزم سفر
حضور ہمائے خجستہ نہاد
یہ بھیجا پیام اسنے بیجا بجا
ہوا اسلئے داراب مسرور و شاد
کہ رکھتی تھی جا کر ہما دیکھکر
عیان اُسکے رخ سے ہے فر کیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا نازل اس پر و باران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وان
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق بشکستہ ہے کیونکر
وہ بولا کہ لاؤ جوان کو یہان
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
جو کھولا تو اُسمین سے پایا مجھے
کیا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پھر کہ گازر لوائے نہان
رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر
فزونتر کیا رتبہ داراب کا
تو بولا یہ داراب سے رشنواد
ہوا روبرو ہونگے نبرد آزما
دلیری یہ داراب کی رشنواد
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
جوانمرد داراب ہر چار سو
سر شام تک وان رہا کارزار
عجب نوجوان آج عالم نے دیکھا
وہ ہے بچہ فیل یا شیر نر

[illegible] آسنے راز نہفتہ عیان
کہ ہمین پسر مرد عالی نژاد
[illegible] حاصل ہو تجھ بہت کرو فر
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سوئے رشنواد
پڑی جبکہ اُس سپہ ہما کی نظر
[illegible] کیان سے ہے یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمہ کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
[illegible] بہمن کا فرزند ہے یہ جوان
گئے مردمان بس وہین بیخطر
[illegible] دیکھا [illegible] مین گندی خطر
[illegible] آگے تب لیلئے مردمان
[illegible] کہنے داراب فرخ نہاد
[illegible] خوشی سے وہ گھر اپنے [illegible]
سپہدار [illegible] ہوا مہربان
[illegible] [illegible]
سپہدار [illegible] سلوبیان [illegible]
وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا
[illegible] سپہ آ خجستہ نہاد
بہت فوج کو قتل اسنے کیا
[illegible] دیکھا دلمین مسرور و شاد
سوئے رزمگہ مرد جنگ آزما
طرح شیر نر کے ہوا رزم جو
[illegible] پھر سوئے خیمہ انجام کار
مقابل نہین [illegible]
کیا پھر [illegible] قیصر [illegible]

سو روم پھر چلیے ناچار اب
کہ ہے اب نہیں تاب پیکار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
تصور میں یہ لاوینگے ہم
ہوے آکے میدان میں گرم ستیز
ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز
ہزاروں دلیران کیے غرق خون
ہوا لشکر روم آخر زبون
کہ یاں آنکے میں پشیمان ہوا
پریشان ہوا سخت حیران ہوا
غرض صلح کرکے وہیں پھر گیا
شہ روم فرمانروا روم کا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
کیا پس طلب اسنے داراب کو
حضور اسکے آیا جو وہ نامجو

لگا کہنے قیصر کو بیدل نہو
سحر حملہ یکبارگی تم کرو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کناں
تو پھر رومیان اور ایرانیان
جہانگیر داراب مرد دلیر
ستیزندہ صید امیں تھا مثل شیر
[illegible] رومیونکا نہ رہا نگام
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
جو کچھ چاہیے مجھسے اب لیجیے
نہ پرخاش بہر خدا کیجیے
مظفر ہوا داراب فرخ نہاد
جب آیا تو شاداں ہوا شہزاد
ہما نے یہ سمجھا کہ ہاں بیگمان
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
تو وہ میں ہما نے بصد ابتہاج
حوالے کیا تخت زرین و تاج

جہانبانی میں بصد جاہ و حشمت ہما
جو بعد ازان جلوہ گر تخت پر

جلوس داراب پسر بہمن بر تخت ایران

بہت خلق پر لطف و احسان کیا
سپاہ و رعیت کو شاداں کیا
کہا پھر یہ اسنے بلطف و طرب
تو کر پیشہ کافری ترک اب
شعیب دلاور سپہدار تھا
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
ہوا وہ میں لیکر سپاہ گران
شتابان سو لشکر سیستان
رہا جنگ قائم سے روز و شب
امیر وہاں نام شعیب عرب
ہوا لشکر تازیان سب خراب
دلاوران ایران ہوے فتحیاب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
[illegible] ہوے سو بوق و کوس
دلیران ایران ہوے سخت کوش
سپہ رومیان ہوے پراگندہ ہوش
[illegible] تیغ و تیر
زر و گنج بھی مانگنے آئے [illegible]
[illegible]
الغرض سب ملک اور نگ و تاج
کسی نے کہا اسے شہ ذوالکرام
شہ روم کی دخت ناہید نام
کیا وہیں پیغام شاہ جہان
کہ نسبت مجھے دختر دلستان
جہاندار گیتی ستان بعد ازان

رہی سی و دو سال فرمانروا
جہاندار داراب فرخ سیر
طلب کرکے [illegible] پھر زود تر
عنایت کیا خلعت و اسپ و زر
یکایک سپاہ گران لیکر کمین
شتابان ہوئی سوے ایران زمین
سواران تازی تھے یکصد ہزار
یہ سنکر جہاندار گردوں وقار
ستیزندہ پیہم دو لشکر رہے
نیاز دم تیغ کین سر بسر
ہوا کشتہ میدان میں [illegible]
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
کیا جانب روم لشکر روان
ہم مرد و شمشیر کینہ خواہ
ہوئی بحر خون یک قلم رزمگاہ
شہ فیلقوس اور سپہ سیاہ
گریزاں ہوئی بے قبا و کلاہ
ہوا فیلقوس ان کے [illegible]
امید امین تھا اسکو بیم و گزند
دیا شاہ داراب کو بے شمار
زر و گنج و در از رہ انکسار
پری چہرہ اور [illegible]
سزاوار ہیں نذر شاہ ہیں
شہ روم نے باول پر صفا
کیا دخت کو شاہ سے [illegible]
ہوا روم سے سوے ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
ہوا آئی نہ بو سے دہن خوشگوار
ہوا اسکی ناشاد داراب شاہ
ہوا پھر نہ زنہار محبوب شاد
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
کیا اسکو قیصر نے اپنا پسر
سکندر تھا مانند رستم دلیر
ہوا فخر روم آور آفاق میں

ہوے چارہ گر اسکے دانشوران
ہوئی دو صد لیکن نہ ہوئی دہان
شبستان میں اپنے نہ ہرگز گیا
سو فیلقوس اسکو رخصت کیا
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
عیان حمل آ سکا نہ ہرگز کیا
سپاس خداوند لایا بجا
سکندر رکھا نام اس طفل کا
[illegible] تربیت کردہ تھا
کوئی علم باقی نہ اس سے رہا

بشر اسکو ازبسکہ تھی خوب یاد — وہ علم و ہنر میں ہوا اوستاد
ارسطوے دانا سے تفریح سیر — مقرر ہوا جس نامور کا پسر
کہ تھا عقل و دانش میں مشہور عام — سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ یہاں انکا یاں چھوڑیے — سمند قلم کی عنان موڑیے
بس اب آئیے یانسے بار دگر — سو شاہ داراب فرخ سیر

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو — غرض جس سو قیصر نام جو
تو اک اور سپاہی زن گلعذار — ہوئی وہ جہاندار سے باردار
غرض نو مہینے گئے جب گذر — ہوا بطن سے اسکے پیدا پسر
ہوا شاد دل شاہ داراب کا — ملکزادہ کا نام دارا رکھا
دلیر و خردمند دارا ہوا — ہوئے جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پھر شاہ داراب کشورکشا — روانہ ہوا سوے دار البقا
رہا چار دہ سال اور چار ماہ — نگہبان عالم شہ دین پناہ
رکھا سر پہ دارا نے پھر تاج زر — سر تخت بیٹھا بجاے پدر
فزوں جاہ تھا مہر اور ماہ سے — بدستور داراب ہر شاہ سے
لیا خسرو نامور نے خراج — دیا اسکو ہر تاجور نے خراج
سو شاہ اسکا لاتا ہوں میں — اسے تخت پر اب بٹھاتا ہوں میں

نشستن اسکندر بر تخت روم بجاے فیلقوس و لشکر کشیدن سوے ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس از جہاں جب گذر — سکندر نے سر پر رکھا تاج زر
فقط روم میں کچھ تھا کام ان — سکندر ہوا بادشاہ جہان
ارسطوے دانشور بے نظیر — ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا — خردمند دانا و صاحب فکر کا
بافزونی لشکر و ملک و مال — سکندر جہاں میں تھا فرخندہ حال
فرستادہ دارا کا ایران گیا — یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
جو اب تک نہیں تو نے بھیجا خراج — مناسب ہے یہ جلد بھیجا خراج
نمت ہاتھ سے راہ رسم پدر — ہماری اطاعت سے مت پھیر سر
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا — شہ فیلقوس اب جہاں سے گیا
جو دیتا تھا ہر سال تجھکو خراج — وہ اب مجھسے مت ڈھونڈ تو خواہان باج
خدا نے دیا مجھکو جاہ و حشم — سر چرخ ہو پہنچاونگا میں علم
[illegible] لشکر ایران — [illegible] شمشیر اپنی ستان
مجھے عزم یہ ہے کہ اسے نام جو — مسخر کروں ہفت اقلیم کو
[illegible] خراج — [illegible]
خبردار کرتا ہوں تجھکو خبر — سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
ہوا ایلچی لیکے نامہ روان — سکندر ادھر سے سپاہ گران
چلا لیکے اقلیم ایران کی سمت — چلے تیر جیسے نیستان کی سمت
یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر — وہ جمجاہ بھی فوج کو جمع کر
سکندر جہاندار گیتی ستان — پھنسکر لیا اس فرستادگان
[illegible] تیار — کہا جاکے دارا سے ای شہریار
سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام — کہ مجھکو نہیں ملک سے تیرے کام
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کروں — مہ و مہر سان گرد عالم پھروں
تو آیا ہے کیوں کرکے سامان رزم — نہیں ہوں میں کچھ تجھسے خواہان رزم
ذرا ملک سے اپنے دی مجھکو راہ — کہ گذروں شتابی سے لیکر سپاہ
اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ — تو یاں بھی ہے موجود تیغ و خدنگ
جو شوخی سے پیغام سنکے کہا — تو حیرت میں دارا ایران گیا
لگا کہنے دارا فرخ نہاد — ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان — جہاں میں رکھے کون ہے جز کیان
مگر ہے تو اسکندر نامور — کہ آیا ہے یاں بنکے پیغامبر
وہ بولا کہ میرا وہاں کیا شمار — بہت مجھسے ہیں چاکر شہریار
سکندر نہیں ہے خرد سقدر — کہ اس طرح آوے مخالف کے گھر
طلب شہ نے پھر جام مینا کیا — فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
پیا اس نے صہباے گلفام کو — دے پاس اپنے رکھا جام کو
یہ دارا نے پوچھا کہ باعث ہے کیا — تہی کرکے ساغر جو تو نے رکھا
وہ بولا کہ اے خسرو نیکنام — یہ ہے ملک میں اپنے آئین مدام
کہ پھر بازپس اسکو کرتے نہیں — فرستادہ دیکے پھر ساتکیں

لگا کہنے ہنس کر شہ نامجو   کہ اک جام تم لاکے آب رو دو
رکھا لاکے خوان جب آیا وقت شام   سکندر بھی کھانے لگا وان طعام
وے دو مین اسکندر نامدار   یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
عقب اُسکے دارا نے بھیجے سوار   دلیران پرخاش جو یک ہزار
سکندر نے چارون وہ جام طلا   ہمیون کو دیکھلائی اور یون کہا
کیا مین نے معلوم یہ جاکے وان   کہ دارا کے ہے پاس فوج گران
کہ میرا جہان آفرین یار ہے   شب و روز میرا مددگار ہے
غرض سنتے وان جب لیے جام چار   بھرا اک جام زر تھا جواہر نگار
کسی نے سکندر کو پہچان کر   جھکایا طرف گوش دارا کے سر
شتابی سے اُٹھکر ہوا اسپ ران   طرف اپنے لشکر کے آیا دوان
شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے   وہ ناکام ناچار یکسر گئے
کہ حق مین ہے میرے مبارک یہ فال   یقین ہے کہ دارا سے لون ملک و مال
وے ساتھ میرے نہین تاب جنگ   میسر مجھے فتح ہو بیدرنگ
غرض جنگ و پیکار پائی قرار   نہ ٹھہری بہم آشتی زینہار

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر   دو لشکر مقابل ہوئے آن کر
خروشان ہوئی نائے ترکی وہان   گیا بوق کا آسمان پر فغان
ہوئے سینے وقف خدنگ و کمان   ہوئے غرق خون مرد جنگ آوران
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ   پریشان ہوئی اُسکی یکسر سپاہ
گئے رومیان بھی تعاقب کنان   ہزارون ہوئے کشتہ ایرانیان
دگر بار کرکے فراہم سپاہ   سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا   تباہ و پراگندہ لشکر ہوا
اودھر تو سکندر صف آرا ہوا   اودھر گرم پیکار دارا ہوا
ہوئے رزم جو کینہ خواہان ہم   کیے تیغ برندہ نے سر قلم
رہا سات دن گرم بازار کین   گئی موج خون تا بچرخ برین
گریزان وہ دارا فرخ صفات   گیا تا لب رود بار فرات
میسر جو یہ فتح و نصرت ہوئی   تو حاصل سکندر کو فرصت ہوئی
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر   ہوا آکے گرم پیکار پھر
ہوا آکے ہر بار دارا خراب   سکندر تواتر ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکۂ خود در ایران و رسیدن دارا مرتبۂ چہارم بہرِ جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا   سکندر جہانگیر کشور کشا
کیا شہ نے ایرانیونکو تمام   بصد گونہ لطف و کرم شادکام
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے   کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
نہین غیر مین وارث تخت ہون   جوانمرد ہون اور جوان بخت ہون
تمھین لطف و شفقت سے شاداں رکھون   شب و روز مرہون احسان رکھون
جو دارا سے ایران نے دیکھا زیان   لگے جانے ہر روز ایرانیان
اور اپنی جان ہوئے یکسر دلیر   نہین گردش چرخ سے کچھ گریز
فریب اُسکے مت کھائیو زینہار   وگرنہ کریگا تمھین بخت خوار
وہ مردم موافق جو دارا کے تھے   یہ دارا سے اسوقت کہنے لگے
جہاندار دارا پھر آیا ادھر   پئے جنگ اسکندر نامور
ہوئی تیغ رانی بمیدان اسقدر   کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر
ہوا مالک تخت و تاج کیان   لیا سکہ ایران مین اپنا رواں
نکرتا تھا دارا یہ لطف و عطا   سکندر نے ساتھ انکے جو جو کیا
تمھارا ہون شہزادۂ مہربان   رہون پشت دار آپ سے بیگمان
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو   اطاعت مری جان و دل سے کرو
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ   ہوئے آکے حاضر سران سپاہ
یہ بولا کہ اے مہربان بیشتر   زبون تم سے تھے رومیان سربسر
تھی مکر سے یہ نہین گفتگو   جو کرتا ہے اسکندر کینہ جو
زن و بچہ ہونگے گرفتار بند   بہت تمکو پہنچیگا اُس سے گزند
کہ ہم رومیون سے ہین پیکار خواہ   مگر ہین جدا اے شاہ گیتی پناہ
سکندر بھی آیا بفوج گران   ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
بشمشیر و خنجر سروکار تھا   قیامت کا وان گرم بازار تھا

سواران ایران بوقت وغا
دلیرانہ جو فراوان کیا
ولیکن تھے دارا کے برگشتہ بخت
ہوا وہ پراگندہ و خوار سخت

نصیب آ سکے پھر بھی نہ ہزیمت ہوئی
تو رہتی فوج ایران کی سپاہی ہوئی
اگر یہ نہ ہو کر بحال خراب
گیا سوئے اصطخر دارا شتاب

سکندر جو دنبال اُسکے گیا
تو وان بھی نہ نہ ٹھہر دارا رہا
زن و بچہ و طفل ایرانیان
ہوئے قتل سر نیزہ رومیان

جو آتا تھا پیش شہ دادرس
زن و بچہ ملتے ہیں پھر آسکو بس
سکندر نے پر جھکتے پاسخ دیا
اگر تو مرے پاس آ وے شہا

تو دو ملک ایران سر تجھے
مبارک ترا تخت و افسر تجھے
یہان سے مین جاؤن تو زین تنگ تر
کرون ملک گیری بسوئے دگر

بزرگان و گردان ایران دیار
یہ دارا سے بولے کہ اے شہریار
سکندر سے جا کر ملاقات کر
کہ پھر ملک قائم رہے سربسر

وہ بولا نہیں لائق سروری
کرون جو سکندر کی فرمانبری
غم جان نہین مجھکو زنہار ہے
و لے طاعت رومیان عار ہے

لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان
کہ ہون مین ستمدیدۂ آسمان
کوئی یار میرا جہان مین نہین
تو ہر خدا ہو مت معین

یہ دارا کو اُس نے لکھا پھر جواب
کہ پہونچا یہان آپ کو تو شتاب

جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان
کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

کیے بند پر چار سو رہگذر
سوار اجنگ آزما بھیجکر
سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
ستم پرور و بدنہاد و شریر

کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار
اور اُس دوسرے کا تھا جانوسپار
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
گیا اور لشکر ہوا سب تباہ

کوئی دنکو ہوگا گرفتار بند
کہ اب پھر گیا اُس سے چرخ بلند
یہی مصلحت ہے کہ اسپر بید ریغ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ

کہ ہو شاد شاہ سکندر نامدار
فزونتر ہمارا ہو عز و وقار
لکھا الغرض ظالمون نے روا
خداوند نعمت پہ جور و جفا

کہین راہ مین رات کو ایکبار
چلا اپنے لشکر سے تھا شہریار
تھا پاس دارا کے کوئی سوار
فقط تھے وہی دو لعین نابکار

یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
تو پھر ایک نے شاہ کے سینے پر
روان تیر خنجر کیا بید ریغ
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ

لگے زخم کاری تو پھر تاجور
گرا پشت زین سے وہ زین خاک پر
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
کہ دارا کو ہمنے کیا قتل یان

گیا پھر شہنشاہ عالیجناب
سو مقتل شاہ دارا شتاب
ہنوز اسکے قالب مین باقی تھی جان
کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

سکندر نے گھوڑے سے وہین اُتر
رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
گرے چشم سے اپنے آنسو روان
ہوا درد سے اُسکے نالہ کنان

سکندر کو دیکھا جو بالین پر
تو سینے سے کی آہ دارا نے سر
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار
تھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھون تجھے اسطرح سرنگون
تن خستہ سرتاپا غرق خون
یہان سے مین لیجاؤن اب تجھکو گھر
تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر

کرون چارہ سازی ترے زخم کی
جو حاصل شفا ہو تو با صد خوشی
بٹھا تجھکو ایران کے پھر تخت پر
شتابان یہان ہے ہون سو دگر

سنا مین نے مان ہے کہ یعنی ہم
بس اک یہ کہے ہین تم اور ہم
مجھے اسلیے درد غم ہے بڑا
کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

شدون تو سیر کرون مین بلا
ملاؤن سر اک کو تہ خون و خاک
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار
ہوا درد غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
کہ زاری و گریہ سے کیا فائدہ
گذر اب گیا چارہ سازی کا کام
مرا کام یعنے ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجھکو شاہ جہان
تو کر بادشاہی بصد فر و شان
شہا تیری گفتار شیرین ہے اب
غم و درد دل سے ہوا دور اب

بآرام جاتا ہون سوئے عدم
تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم
وصیت کرون مین تجھے کچھ اگر
پذیرندہ ہو وے تو اے تاجور

سکندر یہ بولا از روئے صفا
کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ
مرا ننگ ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہے
پری پیکر و مہوش گل اندام ہے
اُسے عقد مین اپنے لانا ضرور
اگر نسل سے اُسکے پیدا ہو پور

تو اسفندیار اُسکا رکھیو نام
مری رسم کو کیجیو شاد کام
نہ برہم کوئی رسم ہو زنہار
یہ ملحوظ رکھنا تو لیل و نہار

کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ
رہ و رسم آئین گشتاسپ شاہ
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
سکندر نے یکسر پذیرا کیا

رکھا اپنے دہن پر سکندر کا ہات
لگا کہنے دارا کہ فرخ صفات
کہ رخصت ہوئی مجھسے جان حزین
نگہدار تیرا ہو جان آفرین

ہوئی چشم دارا کی جس وقت بند
لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر
اُسے مہد زرین مین پھر ڈالکر

پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
کیا لا کے مدفون سوئے دخمہ گاہ
سر دار کھینچا پھر از رو کین
کشندون کو دارا کے شہ نے وہین

بزرگان ایران ثناخوان ہوئے
دل و جان سے محکوم سلطان ہوئے
سکندر نے مرہون احسان کیا
بلطف و کرم سبکو شادان کیا

سو مادر روشنک بعد ازان
کیا نامہ بر دیکے نامہ روان
لکھا روشنک کو یہان بھیجدو
کہ جون شمع روشن کرے بزم کو

روان اُسنے اُس ماہ پیکر کو کیا
حضور جہاندار کشور ستا
پرستار ساتھ اُسکے تھین گلعذار
زر و گوہر و لعل تھے بیشمار

جہاندار بر طبق آئین و دین
ہوا کتخدا ساتھ اسکے وہین
رہا شہر ایران مین یکچند شاہ
سو ہند پھر وان سے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور
اُسے خواب یہ پیہم آیا نظر
حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب
کسی سے نہ کچھ راست آیا جواب

کہا مردمان نے کہ دیکھیں ایک
خردمند صاحبدل و ہمرہ نیک
بیابان مین رہتا ہے مہران نام
کہیگا وہ تعبیر شاہا تمام

حضور اُسکے پھر کید ہندی شتاب
گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
کہا یون کہ اے پیر فرخ سیر
شب اول آیا یہ مجھکو نظر

کہ ایوان بلند اور در ہے کلان
اور اک خرد سوراخ ہے درمیان
اور اک پیل مست آگیا اسکے مین
گیا پھر نکل ہوکے سوراخ مین

دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر
کوئی نوجوان میرے اورنگ پر
سوم شب مجھے خواب آیا نظر
کہ گر پاس ہے اے خجستہ سیر

اُسے کھینچتے ہین بہم مرد چار
وے پارہ ہوتا نہین زینہار
شب چارم اک شخص ہے تشنہ لب
وہ آیا کنارے پہ دریا کے جب

تو پھر ایک ماہی ہوئی جلوہ گر
گریزان ہوا اسکو وہ دیکھکر
عقب اُس گریزندہ کے پھر شتاب
روانہ ہوئی وان سے ماہی سوئے آب

شب پنجم اک شہر آیا نظر
کہ ہین کور وان مردمان سربسر
بسان بصیران ہین مصروف کار
نہین کم ذرا کو سے کچھ زینہار

ششم روز سویا جو ہنگام شب
نظر ایک آیا مجھے شہر تب
کہ رنجور ہین یکقلم ساکنان
اور ایسے محلے مین جو تھے مکان

سو آزردہ جان سے ہین لیل و نہار
شب و روز پرغم ہین رنجور وار
اُنھین دیکھکر کسلمندان اداس
خبر لینے آتے ہین ہر اک کے پاس

شب ہفتم اے پیر مرد کہن
نظر اسے آیا کہ ہین دو دہن
وہ کھاتا ہے دونون سے آب و گیاہ
ولیکن نہین آسکے سر تن کی راہ

ہشتمین شب کو آئے نظر
دو ہر آب مین ایک تھی سربسر
تہی کو وہ بھرتے ہین ہر چند پر
نہین ہوتے اسکے کنارے بھی تر

نہ کم آب ہوتا ہے انکا ذرا
نہم شب نظر مجھکو پھر یہ پڑا
کہ اک گاو مادہ ہے گوسالہ وار
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار

وہ کھاتی ہے تسپر بھی لاغر ہے تن
وے فربہ ہے گوسالہ کا ہے بدن
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
کہ آب اُسکے ہین خشک اطراف پر

بیان کیجیے مجھسے تعبیر خواب
کہ دل سے مرے دور ہو اضطراب
وہ بولا کہ اسکندر نامدار
ترے ملک مین آئیگا ایکبار

تو زنہار مت ہوجیو گرم جنگ
غرض اُسکی آشتی کیجیو بے درنگ
وہ دخت پریچہرہ اور اک وزیر
کہ اختر شناسی مین ہے بے نظیر

خردمند دانا و عاقل طبیب
قدح ایک تحفہ عجیب و غریب
اگر گرم اسکو کرے لبالب پہ ہو
تو زنہار آب قدح کم نہو

پڑی گرمی آتش و آفتاب
رہے سرد ہرگز نہو گرم آب
غرض یہ ترے پاس چار چیز
کہ ہین طرفہ اے شاہ والا تمیز

تو دینا سکندر کو یہ ہر چہار
دیا مرد درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہے اسکندر تاجدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اُسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار
جو دایک آئیگا یان بعد ازان
حکیمونکا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گریزندہ خلق اُس سے یان ہوئیگی
زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
ششم شب جو رنجور آئے نظر
زمانہ انہین سخت حیران کرے
کہ آوے زمانہ اب اسطور کا
دہن مین ہر اک چیز کو لیجیے
زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
تہیدست کو تو بھی سیری نہ ہو
ہر عیب اس نے دنیا مین ہو وین عیان
جو اس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
بڑی عقل و فرہنگ سے سربسر
کبھی فیض اُسکا نہو گا عیان
یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
سکندر ہے اُس عہد کا بادشاہ
کیا ملک سب ہندوستان مین گذر
ارادہ نہین اور جو ہے اپنی ری
کہ ہر ایک دنیا مین ہے بیمثال
غرض چار چیزین کہ ہین بے نظیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
کیا کید پھر تاجور کے حضور
سکندر سے پھر کید رخصت ہوا

تجھے ملک بخشیگا وہ تاجدار
کہ ہے پہلے دن کی یہ تعبیر خواب
ترے شہر سے جو کریگا گذار
خرابی ترے ملک مین لائیگا
کرون اُسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسی روان
کرین اُسکا آئین سب اختیار
گریزندہ ماہی سے اور آب سے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
نہ زنہار سمجھین فرا مردمان
کہ پوچھے تھے اچھے بھلونکی خبر
تمسخر ہنرور سے نادان کرے
کہ لعنت مدام انہو نکو ذرا
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
دو حصہ توانگر ہو جیسے تھا
فزونتر ہو خواہش تہیدست کو
کہ مسکین سے خواہش ہزار ہان
تو آئے نہ پیمانہ دست مین
رہیگا وہ سلطان عالی گہر
نہوئیگا نیکی کا اصلا نشان
کہ ہو گی نئی فوج افسر نیا
کہ ہی وہ شہنشاہ عالم پناہ
ملاقات بہتر ہے اسے تاجور
کرون مین اور جہان فرمانبری
نہین دوسری اسکے تو خصال
قدح اور دختر طبیب و زیر
کیا ساتھ اپنے اُسے کتخدا
شتر بار و رکیلے با صد سرور
قرین نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ دہ خانہ دنیا ہے اے نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو روز دگر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر
کہ دہقان آتش پرست آئیگا
پھر اس ملک مین آوے اک مرد نیک
پھر اس ملک مین اہل دین آئینگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آئے جو گوران نظر
کرے گو حشم کسان روزگار
زمانہ اک آوے کہ دانشوران
جو دیکھا شب ہفتم اسپ دو سر
دو چندان ہو ہر ایک کو حرص و آز
جو دیکھا شب ہشتم اے مرد نیک
تہیدست اک حصہ ہووے جہان
نہم شب کو دیکھا جو تو نے تھا
دہم شب جو آیا نظر تجھکو خواب
زمانہ جو بعد اسکے ہو گا عیان
رعایا نہ پائیگی اس سے پناہ
زمانہ کریگا تو ہین انقلاب
مآل اسکا ہو گا یہ اے نوجوان
سکندر کا نامہ یہ پہونچا ہے مین
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کرون پیشکش تیرے اب چار چیز
ترے پاس آؤن بصد رو نیاز
سو شاہ بھیجین خوشی سے شتاب
پیا ہاتھ سے دلربا کے وہ جام
دیا جب سکندر کو گنج و گہر
سو فور ہندی ہوا پھر روان

کہ تعبیر ہر خواب کیجے بیان
اور اسمین وہ سوراخ ہے تیر کا
کہ اک مرد ہوگا نہ ہی تخت پر
سمجھ تو خدا اسکو اے نامور
رواج اُسکا دین پہلے پایان ہیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پیدا کریگا
کریگا ہدایت سب اس تشنگان
کہ محفوظ کوری سے ہین سربسر
نہ فہمید ہو کچھ انھین زینہار
سراسر ہون محتاج بے نشان
یہ تعبیر اُسکی ہے اے نامور
یہ چاہے کہ سب دست کرے دراز
کہ ہین دو خم اور خالی ہے ایک
زر و سیم برسائے گر آسمان
کہ کھاتی تھی وہ شیر گو سالہ کا
کہ اک چشمہ ہے خشک گردا کے آب
اُسی عصر مین ہو گا اک حکمران
جہان ظلم سے اُسکے ہو گا تباہ
رہیگا اسیطرح عالم خراب
نہ لشکر نہ سلطان کا ہو گا نشان
کہ ہو اسکے مورد آفت زمان
کہ اب بادشاہ ثریا جناب
تو رکھ نہ انھین جان و دل سے عزیز
ترے لطف سے تاکہ ہو سرفراز
ہوا شاد یہان شاہ عالیجناب
ہوا وصل سے اُسکے دلشاد و کام
سکندر نے بخشا اُسے سربسر
سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
نہیں تجھ سے مجھکو خطر زینہار
دلیرانہ میدان میں آ ہون خواہ
سواران جنگی تھے اسّی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چالیس ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ بولے وہین
ارسطو کو کر کے طلب زود تر
شکم اُسکا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ سوار اسپ قائم کیا
تو اب خوب سی آہن آتش لگا
بسوے سپہ پرین ایکبار
بنائے پھر اس طرح کے یکہزار
جو دیکھا وہ گردون وہے سو سوار
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اُسکی ذرا زینہار
اُدھر سے جو انکو ہے یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پھر فوج جنگی سوار
اُدھر تو جنگ آور پہلوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب ہی ہے اے شہ سرفراز

کہ تو آکے حاضر مرے پاس ہو
تو مت آپ کو سعد کھینچ دو
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
کرون لشکر رومیان کو تباہ
از انجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سے کرا جنگی نہین
ہوا چارہ جو خسرو نامور
سراسر آسے لفظ سے پر کیا
کئے بستہ گردون سے پھر بادپا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اٹھا وہین گردون و اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا پس وہین فور حیران کار
کہ یہ توپخانہ ہوا ہے نامدار
نہ واقف تھے اس بسکہ ہندی سوار
عقب سے جو گردون کے وان گرے
گریزان ہوئے کھا کے کر شکست
سرو سینہ تھا وقف تیغ و خدنگ
سپہ لیکے آیا پئے کارزار
اُدھر ہے یہان مرد دلیر و جوان
تو ہو ہو تو بالکل ایک عالم وہین
کہ ہم تم ہون تنہا ہم رزم ساتھ

لکھا اُسنے پاسخ کہ اے تاجور
نہ رکھتا تھا مردی و مردانگی
نہو مجھسے خواہان فرمانبری
یہ سنکر ہوا پر غضب بادشاہ
دلیرانہ مصر و سواران روم
سوا اُسکے تھی ہندکی فوج بھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
پئے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آگر
ہنر وہین اُسنے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
وہ آتش لگی آہنین جسد مین وہان
ہوا تیرہ روے سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار روان
خبر لانیوالونسے پوچھا کہ ہان
حکیمون نے اُسکو مہیا کیا
ہوے سو گردون وہ حملہ کنان
جو پھر سر بسر لفظ روشن ہوئی
فراہم وہ لا کر کے پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اُسکو یہ بھیجا پیام
ہزاران سواران پیکار جو
بس اب سوچیے اپنے دل مین ذرا
کرے جسکو میدان مین فتح نصیب

کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر
اطاعت تری کی نہ ہندی نے کی
کہ رکھتا ہون مین عزم جنگ آوری
گیا سوے قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے جا کر وہی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جویاے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
بھلا کسطرح جنگ کیجے یہان
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوان سے کہ ہان
خروش عظیم اک اٹھا ناگہان
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان
یہ کیا ہے کرو میرے آگے بیان
یہ اسباب ہے رزم پیکار کا
نہ ہرگز کیا دلمین کچھ خوف جان
زمین یک قلم مثل گلشن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا زرمحو
میان گئے پھر سوے خیمہ سب
اگر تو ہے شجاعت مین مشہور عام
ہوے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
اگر ضائع ہون کیون بندگان خدا
وہی ہو مالک تو رو تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب / کہ بہتر ہے اے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ / کہ تنہا ہوں میں تجھ سے جنگ آزما
ادھر سے سکندر بغرض مثل شیر / ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
وہیں کھینچکر فور ہندی نے تیغ / روان کی سو بادشہ نے دریغ
ولیکن ہوئی کارگر زینہار / نکما رہا تھا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے ایک وقت ستیز / رہا فور زیر خم شمشیر تیز
دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر / گرا فور ہندی نگون خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند / کہ تھا یار اقبال و بخت بلند
جو تھے نامداران ہندوستان / طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے اُنسے کہا / کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا
کرون فور ہندی سے میں بیشتر / مراعات والطاف ہر ایک پر
حوالے تمھیں کرکے ہندوستان / سو دیگر ہوں میں یہاں سے روان
یہ سنکر ہوئے سب سر نامدار / ثنا خوان شاہنشہ کامگار
سنکے شیرین سخن سے مسرور ہو / وہیں لیگئے قلعہ میں شاہ کو
در گنج و اعلٰی گہر وا کیا / نشان خسرو داد گر کو دیا
زہی کی کرم شاہ نے سر بسر / عنایت کیا انکو وہ گنج و زر
سدک ایک سردار کا نام تھا / کہ سالار تھا فور کی فوج کا
بٹھایا اُسے تخت زرکار پر / کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکۂ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ / رہا شہر قنوج میں تین ماہ
کسی نے کیا شاہ سے یوں بیان / بنایا خلیل اللہ نے اک مکان
کہ کعبہ ہے نام اسکا مشہور عام / پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سنکر ہوئی آرزو / روانہ ہوا خسرو نامجو
سماعیل مرد خجستہ سیر / کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تھا اسکا جو نصر قتیب / شریف اس مکان کا تھا وہ خوش نصیب
سکندر جو پہونچا تو با صد سرور / وہ نصر قتیب آیا اسکے حضور
سکندر نے نذر و نیاز اسکو دی / بہت اسکی تعظیم و تکریم کی
زیارت کو پھر ساتھ اسکے گیا / پیادہ جہاندار کشور کشا
سماعیلیان پھر بیداد خواہ / کہ نسل جراغہ نے اے بادشاہ
لیا چھین جسنے حجاز و یمن / تو ہو داد رس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پھر زود تر / جراغہ کی اولاد کو قتل کر
سماعیلیان کو حجاز و یمن / دیا اور وہیں بادشاہ یمن
سوے کشور مصر وان سے گیا / ملا انکے بادشہ مصر کا
سکندر رہا مصر میں ایک سال / ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان / سوے ملک اندلس آیا دوان
زن ہوشمند ایک قیدافہ نام / پری چہرہ و رشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تھی / رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی
فراوان تھا اسکا حشم اور جاہ / گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو / تو پہچان اسنے لیا شاہ کو
سکندر سے بولی زن ہوشیار / تو ہی شاہ اسکندر نامدار
مرے سے جنگ اب باقی نہیں / شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہیں
کہ میں بندۂ شاہ آزاد ہوں / سکندر نہیں ہوں فرستادہ ہوں
شبیہ جہاندار کرکے طلب / سکندر کے ہی ہاتھ مین آستی تب
سکندر ہوا دیکھکر سہمگین / ہوا رنگ چہرے کا پران وہین
دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن / یہ بولی کہ اے بادشاہ زمین
کہیں ایسا اسطرح مت جانیو / بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
کہ پنہان نہ ہرگز ہوا آفتاب / رخ بادشاہان عالی جناب
مگر اپنی خاطر تو رکھ جمع یاں / نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
نہ آسیب پہنچاؤنگی میں کچھ تجھے / تو فرمانبر اپنا سمجھ اب مجھے
اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور / تو سوگند کر یاد میرے حضور
کہ ہرگز نہ مجھسے کرے کچھ بدی / نہ چھوڑے تو رسم و رہ نیکوی
لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم / کہ دین اور ایمان کی تجھکو قسم
ترا میں بد اندیش ہرگز نہیں / تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین
ندون ہاتھ سے رسم و راہ وفا / کرون تجھکو مرہون لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور / مرے گھر تو [illegible] آج [illegible]

سکندر نے ہوا اس سے رخصت طلب — رہا وان نہ زنہار ہنگام شب
وہاں سے غرض بادشاہ جہان — بہت تحفے اس ماہ وش نے دیے
سکندر نے یکسر پذیرا کیے — پھر آیا سو خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر برائے سیر جہان و رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا بسکہ قصد شہ نامور — کہ سیر جہان کیجیے سربسر
کیا خوب شاہ سکندر نے گشت — بہت دیکھے معمورہ کوہ و دشت
گیا جس طرف شاہ کشور کشا — وہیں وان کے فرمانروا کو لکھا
ملاقات مجھ سے کرو آن کر — کہ مطلق کسی کو نہ پہونچے ضرر
بہت قطع کی راہ پست و بلند — کسی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند
پھرا ہفت اقلیم میں بادشاہ — کہ تھا یاور اقبال و فضل اله
کنارہ تھا عالم کا یعنی جہاں — کیا مردمان نے یہ آکر بیان
کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب — تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
سپاہ عدو سوز سے دو ہزار — لیے ساتھ اپنے دلاور سوار
خضر سو ہے ظلمات تھا رہنما — خضر سے شہ نامور نے کہا
عیاں کر دو ان دو سے لعل کو — تو پھر مار و کژدم کریں [illegible]
رکھا [illegible] لعل کو اپنے پاس — ہوا کژدم و مار سے [illegible]
دو روز و دو شب [illegible] — سوم روز آیا [illegible] نظر
خضر پھر [illegible] چشمہ [illegible] — سنی [illegible] کسی نے نہ ہرگز صدا
اندھیرے میں سرگشتہ تھا [illegible] — یکایک [illegible] روشنی [illegible]
نہیں [illegible] اک سیہ کوہ تھا — سیہ کوہ سے وان یہ آئی صدا
اور انکو اٹھا [illegible] کوئی اک — تو وہ بھی پشیمان ہو بیشتر
پھر آٹھ دن شاہ [illegible] کہیں — ملا چشمہ آب حیوان نہیں
نہیں جانیے مجھکو آب بقا — رہائی ہو ظلمت سے اب یا خدا
سو سنگ ریزہ پڑی جب نظر — تو یاقوت تھے وہ سربسر
رہے تھے جو محروم آب [illegible] وہ یوں — کہ [illegible] اٹھا [illegible] کیوں
ہوئے سالکان [illegible] حیران [illegible] — لگے کہنے یوں [illegible] عالم
یہاں آئی اس راہ سے یہ سپاہ — یہ کہکر [illegible] گئے پیش شاہ
کر رونق ہوئی تیرے آنے سے یاں — جہان میں تو [illegible]
وہ بولے کہ اے شاہ فیروز بخت — عجائب میں اس شہر [illegible]

ہر اک ملک و کشور میں ہر شہر میں — کیا اپنا سکہ رواں دہر میں
کہ ہرگز نہیں مجھکو آہنگ رزم — ہر اک سے ہے صلح و مدارا کا عزم
بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ — جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ
تبہ شہ کا لشکر ہوا بیشتر — عجائب غرائب بھی آئے نظر
جو طے کرنیکا سب راہ خشک و تر — تو پہونچا وہاں خسرو نامور
پس کوہ ظلمات تھا سربسر — جہاں چشمہ [illegible] شہ نامور
شہ نامور نے سنی جب یہ بات — کیا پھر وہیں قصد آب حیات
سر انجام چل [illegible] روز کا توشہ کر — روانہ ہوا خسرو نامور
[illegible] پاس دو لعل [illegible] خضر — کہ ہوا ایک سے روشنی جلوہ گر
دیا خضر کو لعل انجام کار — کہ اک نور [illegible] ہوا آشکار
خضر [illegible] سامان [illegible] — عقب اسکے تھا شاہ فرخندہ [illegible]
[illegible] ناگہاں — پکارا بہت خضر نے گرچہ وان
[illegible] — پھر آیا سو لشکر شہ خضر
پھر [illegible] ظلمات [illegible] — بہت تھا [illegible] پریشان [illegible]
[illegible] چوپان — [illegible] پھر مردمان
کسی نے لیے [illegible] اٹھا — [illegible] کہا دل میں کیا فائدہ
ہوا سخت حیران و عاجز کمال — لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال
زمین [illegible] ہوئی روشنا عیان — ہوئے شاد و خرم دل مردمان
لگے کہنے ہو کر پشیمان [illegible] — کہ افسوس [illegible] اٹھا [illegible]
جب اس روشنی میں گئے بیشتر — تب اک شہر آباد آیا نظر
کہ اے شاہ یارب ہوا [illegible] — کبھی فوج بیگانہ کا یاں گزار
غرض شہ خدمت کی لا کر بجا — لگے کرنے یکسر دعا و ثنا
لگا کہنے یوں شاہ کشور کشا — عجائب [illegible] اس شہر میں چیز کیا
کہیں عالم غیب کی سب خبر — اور احوال آئندہ کا سربسر

سمجھتا نہیں کوئی انکی زبان
وہ دونوں جو ہیں برگزیدہ شجر
یہ سنکر طلب کر کے دانائے شہر
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
ملے چار دہ سال یا تاج و تخت
لگا کہنے دل میں کہ زیر فلک
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
جو پوچھا تو ورق نے یہ آیا جواب
کہ باقی رہی عمر کم شہ
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
[illegible] شاہ کا
[illegible] نادر کو تو
[illegible] ان درختوں کی راہ
[illegible] داد خواہ
[illegible] لشکر و حشم
[illegible] لیا
زبان [illegible] مشکل [illegible]
[illegible]
[illegible] شاہ
[illegible] ہم اس بلا سے نجات
یہ سنکر ہوا وان اقامت گزین
بنا ایک دیوار جیسے بلند
[illegible] ایک استوار
وہ [illegible] جب ہوئی
شتابی سے خاقان گیا پیشوا
جو یونان میں پہونچا شہ ملک گیر
حکومت تھی اس شخص کی سند میں
نہ ہرگز ہوا وان تو [illegible]
بنایا میں تھا ایک کوہ بلند

ملے جو خردمند عالم میں یان
اسی میں ہی اک ماہ اور ایک مہر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
وہ بولا کہ کہتے ہیں اسکی تاجدار
رہیں [illegible] یہ فیروز بخت
ہوے منقضی دن پر آ جب تلک
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
فلان راہ سے جا کہ پہونچے شتاب
شب و روز کر دل سے یاد خدا
یہ دل میں تمنا ہوا ایکبار
درختوں نے یکدست ظاہر کیا
بر آوے نہ زنہار یہ آرزو
روانہ ہوا اس طرف کو وہ شاہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
بہت [illegible] ہیں ہمکو ضرر
بیان [illegible] نے یہ شہ سے کیا
قد انکا ہے جون [illegible] دراز
یہ گوش [illegible] چادر کرین
تو شاہ [illegible] آلہ
ہماری رہائی ہو بس [illegible]
[illegible] آفاق گیر
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند
فراہم کیے کاریگران دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی
زر و مال نعمت بہت لیکیا
کئی دن ہوا وان اقامت پذیر
کہ تھا [illegible] کا جانشین ہند میں
[illegible] ہوا سوے بابل روان
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

وہ سمجھیں جو [illegible] کی آواز کو
سخن ور [illegible] سے ہو نہ تا بہ شام
درختوں سے جا کر سنی یہ صدا
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
کرے پھر سفر سوے ملک بقا
اسے جلد [illegible] ہے تخت شہی
کہ دیکھا ان درختوں نے [illegible] میں
ملے میل سے جہان اب نگر
سنا تھا جو عالم نے وہ سر بسر
کہ اقلیم میں روم کے جائیے
یہ آواز آتی کہ اے شہریار
[illegible] یا وفات
جو اک شہر میں جا کے پہونچا وہاں
وہ دیوان ہیں یاجوج ماجوج نام
[illegible] مردم ہیں انکی خوراک
کہ جون چہرہ ماہ تابان ہے رو
دو چشم انکی ہیں [illegible] گون
[illegible] انکا شمار
تو بیچارگان کا ہے اب چارہ گر
وگرنہ ہم اس شہر کو چھوڑ کر
[illegible] تدبیر [illegible] وہیں
[illegible]
[illegible] پھر کوہ کو سر بسر
پھر اس شہر میں شاہ [illegible]
کئی دن رکھا شاہ کو اپنے گھر
پھر آیا سو سند شاہ جوان
بہت پیشکش مال اس نے کیا
ہوا دشت بابل سے [illegible]
کوئی مرد اک پیر آیا نظر

کریں آشکارا وہیں راز کو
جو ماہ [illegible] شب کو کلام
سکندر نے دانا سے پھر یون کہا
پھرا گرد عالم بصد کر و فر
ہوا [illegible] فرمان روا
کروں چار سال اور فرمانبری
کہ ہو [illegible] لشکر میں [illegible] نہیں
بس اک گوشہ میں زندگی کر بسر
کیا [illegible] شہ نامور
غرض چلکے وان [illegible]
ہوے [illegible] روم میں [illegible]
ہوے [illegible] غمگین شہ نیک ذات
تو باشندہ شہر آئے وہان
کہ سخت ان سے عاجز ہیں [illegible]
غرض اک جہان کو کریں [illegible]
دراز انکے یکسر [illegible] ہیں مو
[illegible] چشمی [illegible] خون
کہ [illegible] ہزار
برائے خدا کوئی تدبیر کر
چلیں ہمرہ سرور نامور
وہ بولے کہ اے شاہ روے زمین
کہیں [illegible] دیوار میں [illegible]
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
روان ہوکے پہونچا سو ملک چین
روانہ ہوا وان سے وہ تاجور
گیا پیشوا سند کا حکمران
[illegible] میں [illegible] سکندر گیا
وہان بھی نہ ٹھہرا وہ شاہ زمن
سفید انکے تھے تن پہ مو سر بسر

سوا اسکے تھے کاخ و ایوان کلان
لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر
کھنچی انکی صورت ہے دیوار پر
کہ ہین مردم آبی آتے یہان
وہ رہتے ہین پانی مین لیل و نہار
حضور شہنشاہ گیتی فروز
سکندر نے کی مہربانی کمال
یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
عمارت کو مسمار یکسر کیا
وہ جمجاہ پھر [illegible] آگے چلا
سکندر بہا گیر گیتی فروز
کہ بیشہ درختان کیا [illegible] جب
کرون بعد ازان [illegible] سے گذر
[illegible] مین [illegible] سال
شہنشاہ [illegible] رکھتا تھا
[illegible] جلا
ارسطو نے [illegible] کیا یہ جواب
تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر
ارادہ نہ کوئی کرے [illegible] کا
سعد انگا نہ ہر ایک کو سلطان کیا
نہ باہم کرین [illegible] فساد
ہوا بعد ازان [illegible] سکندر
وزیرون کے [illegible]
[illegible] سے روم کے تخت پر
کیا [illegible] کو دیجیو
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
نہین [illegible] آتے [illegible]

پکڑ لا کے اسکو وہین مردمان
کہ اک شہر کہنہ ہے نزدیک یان
وہ افراسیاب شہ نامور
یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
وہ لاتے ہین ہر صبحدم ماہیان
صلے روز آتے ہین یان ایک بار
گرفتار آئے وہ ہشیار مرد
دیا انکا [illegible] اطاعت مال
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
در و لعل و گنجینۂ زر لیا
وہان اسکو گم کردہ لشکر ملا

سکندر نے اس شخص سے پوچھا
عجائب ہین ایوان رنگ بہار
ولایت ستان رستم پہلوان
کہ وہ شہر آباد ہے [illegible]
[illegible] مین اس شہر [illegible]
سکندر نے بھیجے سوار دلیر
وہ تھے سالخوردہ ہشیار
کہا یہ کہ [illegible] اس شہر کا
نہ ہر مکان گنج زر ہے نہان
لگا اسقدر ہاتھ اسباب مال
سکندر [illegible] کیا

وفات یافتن اسکندر بادشاہ

یہ آئی تھی جسکو ندا غیب سے تب
کہ ہووے خلل بزم سے زور تر
قرین تر ہے دولت کا میرے زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ قبضے سے عالم رہے صاف تر
کہ اے تاجدار ثریا جناب
کہ تا ملک مین اپنے شام و سحر
رہے بے خلل روم صبح و مسا
پھر اک عہدنامہ رقم وان کیا
زمین ملک مین اپنے آباد شاد
جہاندار اسکندر ارجمند
یہ بولا شہنشاہ روئے زمین
اطاعت ہے مت بھیر نام اسکے
اسے بادشہ روم کا کیجیو
ہوے نوحہ گر سب صغیر و کبیر
نہین ہے وفا دار او رنگ و گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

کہ [illegible] چار دہ سال مین
[illegible] ہنک گذر
حضور شہنشاہ عالم ستان
[illegible] بیان
سکندر [illegible] کہ [illegible] تھا
[illegible] قتل شہزادگان
رہے [illegible] دل کا ر
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام
کہ جسکو ملا ملک اب جسقدر
ہوے بادشہ [illegible] تمام
ہوا جب بیمار شاہ جہان
کہ ہے حاملہ [illegible]
تو لڑکا ہو گر دختر نازنین
یہ کہکر [illegible]
بہت گریہ و شور و نالہ کیا
گدا یا شہنشاہ عالی تبار
اب آگاہ ہون [illegible]

بیان کر حقیقت یہانکی ذرا
کہ ہر اک مکان مین ہے نقش و نگار
سوا اسکے [illegible] ہے جو نام آوران
یہ پانچ وہ [illegible]
اسے [illegible]
کہ مین [illegible] اسیر
حقیقت سے انکی خبردار تھے
وہ بولے کہ [illegible]
یہ سنکر شہنشاہ [illegible]
[illegible] خیال
[illegible]
لگا کہنے [illegible]
رہون شاد با جاہ و اقبال مین
[illegible] دلبر
بہت [illegible] ارادہ ہے [illegible]
کہ مین آپ کو [illegible] شاہ جہان
ارسطو سے دانا کو یکسر لکھا
انہین اطاعت و شفقت سے ارشاد کیا
نہ ہنگامہ [illegible] ہوشیار
دیا لکھ کے فرمان ہر اک کے نام
رہے اپنے قانع ہر اک نامور
ملوک طوائف رکھا اسکا نام
ارسطو دانا بھی آیا وہان
جو [illegible]
تو [illegible] اسکو [illegible]
سکندر جہاندار [illegible]
[illegible] شاہ کا
جہان [illegible]

✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

ملکزادہ ہاے خجستہ نہاد
سکندر نے انکو دیا ملک جب
کہین آئے انکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہین کہ جز نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال تک تاج و تخت
کیا انکو ساسانیون نے تباہ

ذکر سلطنت اشکانیان

لگے بسنے وان بادشاہان وہ سب
ملوک طوائف بھی ہی انکا نام
نہین ہی تواریخ مین کچھ بیان
رہے اس جہان مین وہ فیروز بخت
لیا چھین اورنگ و تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج شہی
ہوئے بیس مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
پھر اقبال کا انکے آیا زوال
ہوئے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوئے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاک ذات
بس اتنا ہی شہنامے مین ہی لکھا
نہ ہرگز رہا تخت نے ملک و مال
کرون آگے احوال انکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور دارا تھا ساسان نام
گریزان سوے ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہی پھل دمان پر سوار
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ میرے بزرگون کا آئین ہی
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزین یہ جوان ہی کہان
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
کوئی کرو نہین تیرے ساتھ اب
جو نام و نشان آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دختر سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے با اضطراب
دلیر و قوی نام ہی اردشیر
سپہدار بابک کو دشمن نے لکھا
خداوند غفار ہی درمیان
لکھا یون کہ اے نامدار جہان

پرستار زادہ تھا ساسان نام
بہت دل مین اپنے ہراسان ہوا
شبان نے اسے دو مہینا چاکر رکھا
جوانمرد بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہی شہ سے کہ ای شہریار
یہ رکھتا ہی کیا نام آکے نامدار
کہ آتش ہی افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم اور یہ دین ہی
کہ ہی اس جوانمرد کا نام کیا
وہ بولے کہ کابل مین ہین ہم شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
لبون کو نہ ہرگز وہ تان واکیا
تو اظہار کر مجھسے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اُس سے پیدا پریوش پسر
ہوا اسکو ملک عدم وہ روان
ہنرہاے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہی نسل سے وہ دلیر
کہی اشتیاق اُسکے دیدار کا
مین نے سنا ہی جو انکو رکھون شادمان
وہ بھیجو کہ ہو لائق خسروان

سکندر ہوا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا اسکو کابل روان
چرانے لگا بکریان ہر سحر
بہنگام شب دیکھتا اکثر خواب
مبارک ہو اورنگ شاہنشہی
اُسے مردمان نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہی سب سے کہ ہان
یہ سنکر ہوئے وہ نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہی نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذو الکرم
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
اُسے اپنی دختر بیاہ دی
ہوا شاہ بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک ہی ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل ہی ہی
یہان بھیجئے تو جوانی نامور
جو بابک نے یہ نامہ اسکا پڑھا
تو رکھنا اُسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب
ہمایون تجھے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہی نام اس جوانمرد کا
کرو آکے آتش پرستی یہان
ہوئے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذو الکرام
کیا شاہ بابک نے اسکو طلب
تری ذات کیا ہی ترا کیا ہی نام
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جوان
مرا نام ساسان ہی ای نامور
کیا کتخدا اسکو با صد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اسکے مشتاق سلطان ہی
کرون تربیت اسکی شام و سحر
سوے سے ہی انکو روانہ کیا
اسیطرح اسکو نہ پہونچے گزند

گیا جب وہان تازہ شیر جوان
شہ اردوان کے پیس سے جہان
یہ بولا کہ مین نے یہ مارا شکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
کمال گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش مرد جوان
بہت احتراز اُس جوان نے کیا
ہوا اُس سے ہمخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ اے نامجو
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
سحر اردوان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایان ہوے غیب سے مرد دو
یہ سنکر ہوے جلد وان سے روان
کہ ٹھہرے تھے وہان جو سوار آنکر
فرود آگئے ناچار اُس چشمے پر
ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہو بابک و فر
سپہدار ایک تھا پور کلان
سپہدار اصطخر کو ناگہان
جوانمرد کا نام ہے اردشیر
تو لا شرط خدمت بجا ہر سحر
کہ اس نام کا اک دلاور جوان
خدا نے دیا اُسکو نیروے بخت
سرا مین اقامت گزین تھا جہان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
جوانمرد کو اپنے سنگ لیگیا
وہ بولے دلاور جہان سے تمام

تو شادان ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ انکے بہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اُس جوان پر نہایت خفا
طویلے مین رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اُسکے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
ملے باز آئی نہ وہ دلربا
سرائی مرا دل بے قرار
مجھے یاد ہے لیکر گریزندہ ہو
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل مین اندوہگین بیشتر
گریزندہ پہونچے تھے اک چشمہ پر
یہ بولے توقف نہ یان کم کرو
گئے سوے اصطخر پارس دوان
روان اُس مکان سے ہوے مشتہر
بماندہ وہ رات کی وان بسر
بیا خسرشتا سو ہے پوچھا وہین
تجھے ہاتھ سے اُسکے پہونچے ضرر
گیا سوے اصطخر اُسکو روان
ہوئی خواب مین یہ بشارت عیان
شہ اردشیر ندیم و وزیران سریر
بہت اُسکی تعظیم و تکریم کی
غریبانہ آیا ہے رستے یہان
نصیب اُسکے ایزد کا ہے تاج و تخت
بتایا تھا ہر اک کو نام و نشان
بتایا پھر اُسنے نشان جوان
بہت عز و اکرام اُسکا کیا
گزین اُسکی فرمانبری یکقلم

رکھا اُسکو مختار مثل پسر
شکار ایک مارا جوان نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا میر آخور اسپان اُسے
پرستار رکھتا تھا اک اردوان
نظر اُسکو آیا کہین اردشیر
بصد شوق وہ شاد ... شب ہی
سخنہاے مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار اسطرح سے چند شب
یہ کہکر زر و سیم و لعل و گہر
وہان سے وہ دونون گریزان ہوے
کئی پہلوانان جنگی جوان
یہ جا مین تھے یان اب فرود آئیے
سوے شہر اصطخر اب جاؤ تم
سر چشمہ جب اردوان کے سوار
ہوئی تھی جو درماندہ وہ پہلوان
گئے صبحدم پھر سوار و دوان
کہا مین کسطرح طالع اردشیر
کرے منقطع یہ تری نسل کو
کہ ہونے نیاوے قوی اردشیر
ہوا وارد اک مرد فرخ نہاد
کہ سن ملک ایران مین فرماندہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اُسکی پہونچا دو سبکو شتاب
گزین اُسکی توقیر و تعظیم سب
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر یہ کہی جا کے حاکم سے جب
بزرگان اصطخر کو کر طلب
تو مرد اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف شام و سحر
تو بس وہ وہین پور شہ اردوان
کہین اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران مجھے
بہت نازنین دلبر و نوجوان
ہوئی دام الفت مین اُسکے اسیر
ہوئی اُس سے خواہان ہمبستری
وہ لائی زبان پر کہ وہ نامور
حضور اُسکے آئی بعیش و طرب
خزانے سے لائی وہ شاہ کے گہر
غرض مثل صرصر شتابان ہوے
گئے اُنکے دنبال وہ بھی روان
فراد و بہر مین ٹھہر جائیے
وہان آپ کو جلد پہونچاؤ تم
گئے تب یہ اُنکو ہوا آشکار
نہ طاقت تھی اُنکو کہ ہووین دوان
کیا جا کے احوال یکسر بیان
وہ بولا کہ شاہا یہ مرد دلیر
ہوا اسنکے غمگین بہت نامجو
شتاب اُسکو لے آئے کرکے اسیر
دلیر و جوانمرد دارا نژاد
نصیب اُسکے ہے تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر مین اُسنے تب
کہ آ تیرا کہان ہے وہ عالیجناب
اطاعت گزین خلق ہو یکقلم
ہوے تھے تمام اُسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اُسکے با صد طرب
کہا یون کہ طاعت کرو سبکی اب
کہ جا کر ہین ہم تو ہو فرمانروا

جدھر جا رہے عازم ہوئے بادشاہ / پئے جانفشانی ہر جا حاضر سپاہ
تو ہو وارث ملک و تاج و سریر / بہت خوش ہوئے شادان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

ہوئے جب یہ ضامن سب مرزبان / کہ ہو بادشہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زرین سریر / کہ اسپر ہوا جلوہ گر اردشیر
رکھا سر پہ دیہیم گوہر نگار / کمربستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ کا روان / یہ شہرہ وہان مشتہر بعد ازان
سو ملک رے کھینچیے اب سپاہ / رہا کیجیے اردوان کو تباہ
شہ اردوان کو جو پہونچی شکست / تو فرمانروایان ہوا یون پست
نہ لائے کوئی پھر ذرا تاب جنگ / تصرف ہو سب ملک مین بیدرنگ
پھر اتنے مین پہونچی یہ اسکو خبر / کہ بہمن شہ اردوان کا پسر
ادھر سے بتاب ایک گرد دلیر / سپہ لیکے آیا سوے اردشیر
یہ سنکر وہین لیکے جنگی سپاہ / روان سوے بہمن ہوا بادشاہ
ادھر لیکے آتا ہے موج گران / ارادہ ہے قاصد اسے بیگمان
اسے عہدنامہ دیا شاہ کا / ادھر دلسے وہ پہلوان ملگیا
صف آرا ہوئی جب سپہ ہر دو سو / نہ اوئی ہوا شاہ سے رزم جو
دلاور بتاکید یکسر سپاہ / ہوئی شامل لشکر بادشاہ
یہ بہمن کو جس وقت پہونچی خبر / تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردوان کو یہ احوال سب / کیا پھر امداد لشکر طلب
شتابان ہوا پھر سپے کارزار / سو لشکر شاہ عالی وقار
بتاکید لاویں بفرمان شاہ / مقابل ہوا اسکے لیکر سپاہ
ہوئی گرم لیکن جبکہ فوج تپاک / ہوئی بیشتر فوج بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکے لگا / کہ بہمن کو میدان مین زخمی کیا
پھر اسکی سپاہ اور سرداران سپاہ / ہوئے چاکر شاہ گیتی پناہ
انھین شہ نے مہربانی سے کیا / زر و سیم و گنج و جواہر دیا
جہاندار عازم ہوا بعد ازان / سو شہر رے با سپاہ گران
شہ اردوان جمع کرکے سپاہ / ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ
ہوا ان سے جنگی و مردان مرد / رہے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد حسرت وہان / دبے چرخ لشکر اردوان
ہوا یار بخت شہ ارجمند / خوش جنگجویان فیروزمند
ہوئے حملہ آور سواران دوان / کیے قتل گردان جنگ آوران
سپاہ اردوان کی گریزان ہوئی / خراب و تباہ و پریشان ہوئی
شہ اردوان زندہ آیا اسیر / نہ لشکر رہا اور نہ تاج و سریر
ولیکن بحکم شہ کامگار / ہوا کشتہ تیغ زہرآبدار
پسر چار اسکے کہ تھے نامجو / سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ہوئے دو گرفتار اور دو جوان / گریزان ہوئے سوے ہندوستان
مظفر ہوا خسرو ذو الکرام / مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت انہا

جہان مین نصیب شہ اردشیر / چہل سال تھا تاج و زرین سریر
ہوا ملک ایران کا پھر تاجور / سپہدار شاپور اسکا پسر
رہا سی و دو سال فرمانروا / سپاہ و رعیت کو راضی رکھا
شہ اردشیر و جوان بعد ازان / ہوا رونق افزاے تخت کیان
پسر تھا وہ سلطان شاپور کا / اک یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
پھر اسکا پسر تھا جو بہرام نام / رہا حکمران تا سہ سال و دو ماہ
پسر شاہ بہرام کا بعد ازان / ہوا مالک تخت با فر و شان
ولے نام اسکا بھی بہرام تھا / رہا نوزدہ سال فرمان روا
ازان بعد بہرام شہ جوان / کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان
باقبال و دولت ہوا بادشاہ / ولے سلطنت اسنے کی چار ماہ
ہوا بعد ازان نرسی اسکا پسر / خداوند او نیک بار و گہر
نصیب اسکے نہ سال فرماندہی / پہ نیز وہی اقبال و دولت رہی
پھر اسکا پسر اور مرد دلیر / ہوا مالک ملک و تاج و سریر
یہ نہ سال حاکم رہا بعد ازان / جہاندار شاپور خورشید شان

ازان بعد شاپور او مرز نام
جہان جسکے انصاف سے شادکام

پھر اک بھائی سلطان شاپور کا
شدار و شیر نکو کا تھا

پسر شاہ شاپور کا بعد ازان
کہ شاپور تھا نام مرد جوان

ہوا پور شاپور پھر بادشاہ
جہاندار بہرام با عز و جاہ

پھر اسکا پسر یزدگرد جوان
ہوا مسند آرا بصد عز و شان

ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور
خداوند ملکت خداوند زور

پھر اسکا پسر یزدگرد جوان
اٹھارہ برس تک رہا حکمران

دو سال اسنے کی سلطنت بعد ازان
برادر رہا شاہ کا حکمران

رہا یازدہ سال وہ حکمران
ہوا بادشہ پھر ... جوان

ہوا مسند آرائے شاہنشہی
چہل سال کی ... تھی

بصد عشرت و عیش جاہ و جلال
رہا مسند آرا ... سال

ہوا ملک ایران کا بادشاہ
ولیکن رہا حکمران چند ماہ

ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی
... و ہشت سال ... کی ...

میں شاہ شیرویہ یک ہفت ماہ
... سر رہا تاج و تخت و شاہ

گراز نگون اختر و ظلم سوز
رہا حکمران تا ... روز

سپہ و خت ازرم تا چار ماہ
... رہا تاج و تخت و کلاہ

ہوا مسند آرائے فرماندہی
نصیب اسکے پنجماہ شاہی رہی

یہ پرویز خسرو کا فرزند تھا
جہاندار ... شاہ ...

کیا میں نے ختم سخن ایں بیان
کر بس ... نام ...

خاتمہ کتاب

سپاس خدائے جہان آفرین
ہوا گلشن آرزو تازہ تر

کہ نخل تمنا ہوا بار ور
برآئی بزیر سپہر بلند

مراد دل منشی مستمند
بخوبی ہوا شاہنامہ تمام

غرض نظم دلکش نے پایا نظام
کہ یہ نامہ جسکے ہوا نام پر

الٰہی شہنشاہ والا گہر
جہاندار عادل رعیت نواز

سر تاجداران گردن فراز

سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال
رہا زیب اورنگ ہفتاد سال

ہوا زینت افزائے تخت شہی
رکھا سر پہ دہ سال تاج مہی

ہوا ملک افروز ملک ... بال
نصیب اسکے شاہی رہی ... سال

جہان میں جہاندار فرخندہ بخت
رہا چاردہ سال با تاج و تخت

سریر خلافت بجاہ و جلال
... رہا اسکو بست و دو سال

رہا شصت و سہ سال فرمانروا
رکھا نام عدل و کرم سے سدا

ہوا بعد ازان جانشین پدر
دلیر و جوان ہرمز نامور

سپہدار سلطان فیروز نام
ہوا نامور فرخندہ خو ذو الکرام

نصیب اسکے تھی سلطنت چار سال
قباد جوان پھر بجاہ و جلال

ازان بعد کسری شہ دادگر
سر تخت بیٹھا بجائے پدر

ازان بعد نوشیروان کا پسر
سپہدار ہرمز دوالا گہر

پھر اسکا پسر خسرو ذو الکرام
جہاندار پرویز خسرو بنام

ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر
سپہدار شیرویہ اسکا پسر

ہوا بادشہ ... اردشیر
رہا تخت پر چھ مہینے دلیر

ہوا بعد ... بعد ازان دخت
... شش مہ رہا زیب دیہیم و تخت

ازان بعد ... جوان
شہزادہ فرخ خجستہ جوان

ہوا ملک ... بعد ازان
شہ نامور یزدگرد جوان

... خصال
... حکمران بیست سال

... میں ... تھا
... لکھا

برآرندہ آسمان و زمین

ہوئی ... سال ...
ہوا ... جنت سے آزاد دل

ہوا ... کامرانی نصیب
ہوئی جنت و شادمانی نصیب

نہیں ... ہیکو ثبات و قرار
یہ نامہ جہان میں رہے یادگار

خرد ... و قدردان سخن
شہنامہ بادشاہ زمن

البو نعیم ... زمان
جہاں ... جب تلک ہے جہان

خاتمہ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ ان زمان میمنت توامان کا رنامہ رستم و اسفندیار تاریخ سلاطین ایران و توران دیار ترجمہ شمشیر خانی کتاب بدیع اعنی شاہنامہ اردو بہ تصحیح تمام و اہتمام ... در مطبع نامی واقع لکھنؤ باہتمام ... حافظ خواجہ قطب الدین احمد صاحب بار اول ماہ مارچ ۱۸۸۴ء طبع گردید

مجموعہ مثنویات۔ فریدالدین عطار جسمین حسب
تفصیل ذیل مثنویات تصنیف شیخ فریدالدین عطار شامل ہین
۱۔ جواہر الذات ۲۔ ہیلاج ۳۔ الٰہی نامہ ۴۔ مختارنامہ
۵۔ منطق الطیر ۶۔ بلبل نامہ ۷۔ نزہت الاحباب۔
۸۔ مفتاح الفتوح ۹۔ بے سرنامہ ۱۰۔ پندنامہ۔ مجموعہ جامع ہی کہ
اخلاق ناصری۔ مشہور علم اخلاق کی کتاب۔
اخلاق محمدی مصنفہ محمد علی یزدی اخلاق مین۔
اخلاق محسنی۔ مصنفہ ملا حسین واعظ۔
مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف مشہور کتاب ہی
ترجمہ اسکا جناب حضرت محمود بن علی الکاشانی نے لکھا ہی۔
رسالہ ہدایت المومنین مصنفہ مولوی حاجی
محمد معین الدین صاحب المشہدی الکروی موعظت مین۔
سرور العباد۔ شرح قصیدہ بانت سعاد مولفہ حاجی
عبدالحافظ محمد نذیر صاحب مصطفی آبادی۔
مجالس العشاق۔ باتصویر تصنیف امیر سلطان حسین
نبیرۂ شہنشاہ امیر تیمور گورگان ہی شرح نظم دلکش عشق
و شریعت کو ہم قالب وہم پہلو کیا ہی بمذاق اہل تصوف۔
حدائق العشاق۔ مصنفہ ملا رضی در تاثیرات عشق
اخلاق جلالی۔ نثر از ملا جلال الدین محقق دوانی اس
کتاب مین علم اخلاق بطور حکمت عملی منشی بجانتہ پرشاد یا
ہادی علی مرحوم اور ... علم جلی غنی کا لکھا پڑھا ہوا مثنوی۔
منطق الطیر۔ تصنیف شیخ فریدالدین عطار تصوف
اور سر و صلابت مین۔
پندنامہ۔ مصنفہ حضرت فریدالدین عطار
تصوف مین۔

نظم اللآلی شرح قصیدہ امالی۔ فصائح مین۔
گلشن اسرار۔ تصنیف مولوی انور علی صاحب
در علم تصوف۔
مثنوی بزم وصال۔ عرفان مین مصنفہ شاعر
اہل زبان ہی۔

کتب متفرقات اسلامی

ترغیب الفرقان۔ در فضائل قرآن۔
شبیہ احمدی۔ تصنیف حکیم مولوی محمد حامد الدین احمد
ساکن سہسوان سراپائے احمدی کا بیان ہی۔
مثنوی زائر۔ تصنیف نواب بیر علی خان زائر دعوت
کرنا اسلام کا قبائل قریش کو حدیث صحیح سے۔
دوازدہ مجلس۔ مسمی بریاض الازہار مولوی
خیرالدین گوپاموی نے حالات پیغمبر اسلام بطور
مولد شریف بیان کیے ہین بارہ مجلسون مین اہل
سنت کے مذہب کی نہایت عمدہ کتاب ہی۔
اسرار کربلا۔ منشی محمد ظہیر الدین خان بہادر بلگرامی نے
اس کتاب مین حالات معرکہ کربلا معلے بروایت
احادیث درج کیے ہین۔
مہر نبوت۔ تصنیف نواب محمد مردان علی خان
نظام نعت مین۔
رموز القرآن۔ اوقات وغیرہ قرآن کے نکات
کا بیان۔
آثار محشر۔ علامات وحالات قیامت مثنوی مین
مذکور ہین۔
تفسیر سورہ یوسف منظوم۔ مشہور مستند کتاب ہی۔

اکسیر ہدایت - ترجمۂ کیمیاے سعادت مولوی محمد ظفر الدین متخلص بہ ظفر لکھنوی نے حسب ایماے مالک مطبع ترجمہ نہایت عمدہ کیا ہی وحق تصنیف اسکا مطبع منشی نولکشور صاحب کی ملک ہی -

مذاق العارفین اردو - ترجمۂ احیاء العلوم عربی کامل در چہار جلد جسکو مولوی محمد احسن صاحب مدرس عربی بریلی کالج نے عمدہ ترجمہ کیا ہی -

تحفۂ وریہ ملقب بجز الکلام - مولفہ مولوی فضل احمد صاحب -

رسالۂ کسب الانبیا اردو - مصنفۂ جناب مولوی ظہور الحق صاحب -

شجرۂ طغراے اسماء دوازدہ امام - ایجاد مولوی ہادی علی مرحوم ایک درخت کی شکل مین بصورت برگ وگل اسماء ائمہ معصومین کو نہایت خوبی سے لکھا ہی بہام پاٹون اور مسایہ مین نصب کرنے کے لائق ہی -

مجموعۂ نور دونہ نام - شامل دعاے حفظ وتصیدہ بردہ وقصیدہ بانت سعاد وقصیدہ غوثیہ ودعاے سریانی وغیرہ -

مدارج النبوۃ - حالات تفصیلی حضرت خاتم الرسالت مصنفۂ مولانا شاہ عبد الحق دہلوی -

خلاصۃ المصائب - در مصائب اہل بیت علیہم السلام -

دہ مخزن اردو - در مصائب شہداے کرام -

تاریخ مدینہ - ترجمۂ جذب القلوب - از سید عبد الحق دہلوی خلف حضرت شاہ غلام رسول تاریخ وفضائل مدینہ وجمیع دیگر مقامات زیارت کے مندرج ہین -

تفسیر سورۂ فاتحہ - تصنیف مولوی اکرام الدین صاحب -

وفات نامہ - تصنیف فانی مراد آبادی ذکر وفات پیغمبر اسلام -

سبیل الجنان - مصنفۂ میر علی متخلص بہ ایسر یہ رسالہ تکمیل الایمان مولفہ شیخ عبد الحق دہلوی کا ترجمہ وشرح ہی -

مجموعہ توشہ عقبیٰ - یہ کتاب اسماء الٰہی واسماء رسالت پناہی کے وظائف مین جناب محمد عباس صاحب نے تالیف فرمائی ہی -

سفینۃ الاولیاء - تصنیف شاہزادہ داراشکوہ -

انوار العارفین - در ذکر و تذکرۂ حضرات صوفیین مصنفۂ مولوی محمد حسین مراد آبادی -

جواہر القرآن ترجمہ - وظائف قرآنی مد و نہ محمد بن نامہ -

مجموعۂ زینت القاری - جسمین تین رسالہ ہین بیان ترتیل مین -

گلشن اسرار - رموز تصوف کا بیان مصنفۂ مولوی انور علی صاحب -

گنجینۂ عرفان - بانداز مذاق اہل تصوف مصنفۂ حضرت شیخ فرید الدین عطار -

شواہد النبوۃ - جسمین سیر واخلاق حضرت سید البشر اور حضرت کی آل اطہار کا مذکور ہی -

معارج النبوۃ - بیان احوال حضرت خاتم المرسلین مصنفۂ ملا معین الدین کاشی -